بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرے فکر وفن کا میری زیست کا
نعت عنوان ہے خدا کا شکر ہے

کلّیاتِ صبیح رحمانی

(از ابتدا تا 2018ء)

(حمد و نعت ، سلام و مناقب)

سیّد صبیح الدین صبیح رحمانی

تمغۂ امتیاز

ڈاکٹر شہزاد احمد

(ایم اے، پی ایچ-ڈی)

مدیر ''حمد و نعت'' کراچی

ناشر

....

....

01 Title Fahrist Etc FINAL KULYAT May 2019 1

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

نام کتاب : کلّیاتِ صبیح رحمانی

مرتب :: ڈاکٹر شہزاد احمد

موبائل نمبر: 0336-0245448
0301-2241467

اشاعت : اپریل 2019ء

کمپوزنگ : محمد آصف 0331-3652042

قیمت :

ناشر :

کتاب کے حصول کے لیے رابطہ کیجیے:

فضلی بک سپر مارکیٹ
اُردو بازار- کراچی
0092+3219294753

کتاب سرائے
فرسٹ فلور الحمد مارکیٹ، غزنی اسٹریٹ، اُردو بازار لاہور
0092+3009401474 - 37239884 - 37320318

انتساب

صبیح رحمانی کے
والدین
کے نام

آپ کے نام سے مقبول ہے کاوش میری
ورنہ میں کیا مرے اشعار میں کیا رکھا ہے

01 Title Fahrist Etc FINAL KULYAT May 2019 2

راہ نمائی

☆ انتساب 3

☆ کلیاتِ صبیح رحمانی ..... ڈاکٹر شہزاد احمد 7

☆ صبیح رحمانی کی نعت کا ادبی سفر ..... ڈاکٹر عزیز احسن 9

☆ کلامِ صبیح رحمانی - حدیثِ جاں سے حدیثِ جہاں تک ... پروفیسر انوار احمد زئی 12

☆ صبیح رحمانی کی ہمہ جہت نعتیہ خدمات ..... ڈاکٹر شہزاد احمد 17

-1 ماہِ طیبہ 57

فلیپ، تاثرات، تبصرے: 143

☆ شہرِ علم کا ثناء خواں ..... ڈاکٹر ابواللیث صدیقی 145

ڈاکٹر اسلم فرخی، افسر ماہ پوری، پروفیسر آفاق صدیقی، احمد ہمدانی 148

ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی، ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر، پروفیسر سحر انصاری، مظفر وارثی، سرشار صدیقی، صہبا اختر، پروفیسر محمد اقبال جاوید، ڈاکٹر تحسین فراقی، راجا رشید محمود، ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی، ڈاکٹر سیّد شمیم گوہر (بھارت)، محسن بھوپالی، ڈاکٹر ہلال نقوی، شکیل عادل زادہ، ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی (بھارت)، جاذب قریشی، ریاض حسین چودھری، رشید وارثی، شفیق الدین شارق

-2 جادۂ رحمت 159

☆ تبصرے 241

تابش دہلوی، محشر بدایونی، حافظ لدھیانوی، حنیف اسعدی، ڈاکٹر ریاض مجید، سحر انصاری، شبنم رومانی، جاذب قریشی

-3 سرکار کے قدموں میں 249

-4 اضافہ 273

☆☆☆

نکل آئیں گے حل سب مسئلوں کے چند لمحوں میں
حیاتِ مصطفیٰ کو سوچنا اوّل سے آخر تک

01 Title Fahrist Etc FINAL KULYAT May 2019 3

ڈاکٹر شہزادؔ احمد

کلیاتِ صبیح رحمانی

اللہ تعالیٰ ...... کے کرم سے ...... پذیرائی ...... مشروط ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ ...... کی محبت ...... پذیرائی ...... کو...... وقار وقرار ...... عطا کر دیتی ہے۔ اس ...... پذیرائی کی دستک ...... ظاہری دروازے پر نہیں بلکہ ...... بابِ رحمت ...... کو...... کھٹکھٹاتی ہے ...... پذیرائی ...... نے ...... صبیحؔ رحمانی ...... کا گھر دیکھ لیا ہے...... بصورتِ نعت ...... رحمت کی بھرن ...... برسے جارہی ہے۔

ایمانی ندرت وحکمت ...... اور دنیاوی ...... جاہ وحشمت ...... دہلیزِ صبیحؔ رحمانی ...... کو گھیرے ہوئے ہے...... دنیاوی انعام واکرام ...... ثبات ...... کا باعث نہیں بلکہ ...... ربِّ ذوالجلال کا گھر...... اور ...... رسولِ رحمت کے در کی مسلسل حاضری...... نویدِ جاں فزا...... اور ......توشہ آخرت کی ......کلید...... ہیں۔

کلیاتِ صبیحؔ رحمانی، صبیحؔ رحمانی کی ابتدائی نعتیہ شاعری سے لے کر 2018ء تک کی شاعری پر مشتمل ہے۔ صبیحؔ رحمانی نعت گوئی کے مقبول دبستان میں وہ خوش نصیب شاعر ہیں کہ جن کی کہی نعتوں کو اُن کے سامنے ہی شہرتِ دوام اور مقبولیت خاص و عام حاصل ہوچکی ہے۔ ان کے نعت کہنے کا انداز اور نعت پڑھنے کا سلیقہ دونوں سننے والے کو متاثر کرتے ہیں۔ وہ نعت کہنے کی حقیقی روح سے واقف ہیں۔ دھیما لہجہ اور اس پر گداز ترنم قیامت ہے۔

صبیح رحمانی کے قلب کی دھڑکنیں جب شعری جامے میں ڈھل کر سماعت گوش ہوتی ہیں تو قاری کے قلوب واذہان میں بھی ہلچل سی مچ جاتی ہے۔ وہ صرف نعت سنتا ہی نہیں بلکہ نعت کے حقیقی، ابدی اور دوامی کیف وسرور کو بھی محسوس کرنے لگتا ہے۔ قلم کی یہ دھنک رنگ اور اس قلبی پکار میں صبیحؔ رحمانی کا وجود بھی شامل ہے۔ وہ صرف نعتوں کو قرطاس پر نہیں اُتارتے، بلکہ وہ لوگوں کے قلوب میں اپنی نعتوں کے سرمائے کو منتقل کردیتے ہیں۔ اب یہ نعت صرف ایک فردِ واحد کی نہیں بلکہ اُمت کی فریاد بن جاتی ہے۔ ان کی نعتوں میں عصری شعور کے تقاضے اور اُمت مسلمہ کے اجتماعی مسائل سے دوری کی بھی جھلک موجود ہے۔

شاعرِ موصوف کی اکثر نعتیں اُمت کی فریاد اور قلبی کیفیات کے طور پر نہ صرف معروف، بلکہ زبان زدِ خلائق ہیں۔ صبیح رحمانی کا سرمایۂ نعت مختصر ہونے کے باوجود توجہ کا مستحق ہے۔ وہ بہت کم کہتے ہیں، مگر اس کے باوجود ان کے کم کہے ہوئے کلام شہرت کی بلندیوں کو چھونے لگتے ہیں۔ بہت سے شعرا زیادہ ہی نہیں بہت زیادہ کہنے کے باوجود نعت کی حقیقی روح سے

نابلد اور اس وصفِ خاص سے محروم ہیں۔

صبیحؔ رحمانی کے دو نعتیہ شعری مجموعے اور ان کی نعتوں کے کئی انتخاب شائع ہو چکے ہیں مگر اس کے باوجود لوگوں کی تشنگی برقرار ہے۔ اکثر لوگ شاکی نظر آتے ہیں کہ کلامِ صبیحؔ رحمانی دستیاب نہیں۔ اس کی مانگ میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ بڑھتی ہوئی مانگ مقبولیت کی علامت ہے۔

راقم الحروف شہزاد احمد نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے ''اُردو نعت پاکستان میں'' اس حقیقت کا برملا اظہار کیا ہے: ''صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ شاعری اگرچہ تعداد میں کم ہے مگر معیار، شہرت اور اثر پذیری کے حوالے سے بہت زیادہ ہے.......... صبیحؔ رحمانی کی اُردو نعتیہ شاعری کی قبولیت کا یہ اعجاز ہے کہ اس کے انگریزی ترجمے بھی شائع ہوئے ہیں۔ ''جادۂ رحمت'' کا انگریزی ترجمہ جسٹس (ر) ڈاکٹر منیر احمد مغل اور ''سرکار کے قدموں میں'' کا انگریزی ترجمہ سارہ کاظمی کی علمی کاوش ہے۔ یہ دونوں انگریزی ترجمے 2009ء میں دیدہ زیب اور مثالی انداز سے شائع ہوئے ہیں۔'' ص 248

''کلیاتِ صبیحؔ رحمانی'' کی اشاعت وقت کی ضرورت اور لوگوں کی تسکین کا باعث بھی ثابت ہوگی انشاء اللہ۔ نعتیہ کلیات کی دنیا میں یہ کلیات بھی قدر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی۔ ''کلیاتِ صبیحؔ رحمانی'' مرتب کرنے کا شرف بھی اس عاجز شہزاد احمد کو حاصل ہے۔ اللہ رب العزت کی جناب میں دعا ہے کہ وہ اپنے حبیبِ پاک صاحبِ لولاک ﷺ کے طفیل ان تمام خدمت گزارانِ نعت کو صحت و عافیت کے ساتھ سلامت رکھے۔ صبیحؔ رحمانی کی بہت ساری نعتیں قبولیت کی سند حاصل کرچکی ہیں۔ اکثر محافل میں صبیحؔ رحمانی کی نعتوں کی گونج تسلسل کے ساتھ سنائی دیتی ہے۔ بہت سارے نعت خواں ان کے انداز اور اپنے نت نئے طریقوں سے ان کی نعتیں محافل میں پیش کرتے ہیں۔ صبیحؔ رحمانی کی ان نعتوں نے مقبولیت کے نئے ریکارڈ قائم کیے ہیں۔

قارئین کرام یقیناً اس بات کو بھی مدنظر رکھیں گے کہ ہم نے ''کلیاتِ صبیحؔ رحمانی'' کی ترتیب نوعلیٰ الترتب رکھی ہے جو حمد یا نعت جس ترتیب سے کہی گئی ہے کتابی اشاعت کے حوالے سے اُسے جگہ دی ہے۔ پہلے کہی گئی حمد ونعت کو پہلے اور بعد میں کہی گئی حمدیں اور نعتیں بعد میں شامل کی گئی ہیں۔ کلیات نگاری میں یہی طریقہ درست، سہل اور مروّج ہے۔

از ابتدا تا 2018ء کی اس پہلی نعتیہ کلیات صبیحؔ رحمانی کے بعد دُعا گو ہوں کہ بعد میں کہی جانے والی نعتوں کی کلیات مرتب ہوتی رہیں۔ انشاء اللہ آئندہ اس موضوع پر کام کرنے والوں کو کسی دقت اور پریشانی کا سامنا نہیں ہوگا۔ صبیحؔ رحمانی صاحب کے تعاون سے تمام منتشر کلام یک جا ہوگیا ہے میری دُعا ہے کہ شاعرِ موصوف یونہی نعت کے حصار وشمار میں رہیں۔ ان کا اثاثۂ سخن نئی اور مقبولِ عام نعتوں سے جگ مگاتا رہے۔

☆☆☆

01 Title Fahrist Etc FINAL KULYAT May 2019 4

ڈاکٹر عزیزؔ احسن

صبیحؔ رحمانی کی نعت کا ادبی سفر!

دنیائے نعت میں ایسے شعراء کی بہت کمی ہے جو شعری جمالیات کا بھرپور شعور رکھتے ہوں اور نعت جیسی صنفِ سخن کے متنی شرعی و تقدیسی تقاضے بھی خاصی حد تک پورے کرتے ہوں۔ فی زمانہ نعت کی تخلیقی سرگرمیاں عروج پر ہیں،لیکن ایک مدت سے تقدیسی ادب کے سنجیدہ طبقے کو اس بات کا قلق اور شدید احساس تھا کہ نعت کو ادبی صنفِ سخن کے طور پر سکّہ بند ناقدین نے قبول نہیں کیا ہے۔

صبیح رحمانی نعت کی دنیا کا وہ واحد شاعر ہے جس نے نعتیہ ادب کی ترویج و اشاعت کا بیڑا اٹھایا اور ادبی سطح پر قبول کی جانے والے شعری نمونے بھی پیش کیے۔سب سے اہم بات یہ کہ شعری قرأت کے حوالے سے جو سنجیدہ اور Sober نغمگی کے عملی پہلو برآمد ہوسکتے تھے، ان پر بھی صبیح رحمانی نے عبور حاصل کیا اور نعت کا عوام وخواص تک لحن کے ذریعے ابلاغ کیا۔ میں نے پاکستان کے بیشتر شہروں اور گاؤوں میں دیکھا ہے کہ نعتیہ محافل اور جمعۃ المبارک کے دن مساجد میں جہاں دیگر نعت گوشعراء کی نعتیں پڑھی جاتی ہیں وہیں صبیح رحمانی کی نعتیں بھی پڑھی جاتی ہیں اور ان کی نعتوں کی شرحِ خواندگی سب پر فوقیت رکھتی ہے۔

صبیح کی نعتوں میں جذبات اور احساسات کی تجسیم اتنی خوبصورت ہوتی ہے کہ جو بھی ان کے اشعار پڑھتا ہے ان کے شعری منظرنامے کے محاکاتی پہلوؤں کو Visualize کرکے حیران رہ جاتا ہے۔مثلاً

صبیحؔ انؐ کی ثنا اور تو کہ جیسے برف کی کشتی
کرے سورج کی جانب طے سفر آہستہ آہستہ

دراصل، تجریدی متن (Abstract Text) کا سماعت پر وہ اثر نہیں ہوتا جو تجسیم (Concrete) کے عمل اور موزوں تشبیہات کی بنیاد پر ابلاغی قرینے سے ہوتا ہے۔

ایذراپاؤنڈ نے شعراء کو نصیحت کی تھی "Go in fear of abstraction" (تجرید سے ڈرنا چاہیے)............ یہ اسی لیے کہ شعری تفہیم کے عمل میں پانچوں حواس کی شعوری شرکت سے تخلیقی کارناموں کی ابلاغی قوت بڑھ جاتی ہے۔صبیح رحمانی کے کلام کی قرأت سے اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ شاعر نے شعریات (Poetics) کے ادراک سے فن کے ایسے نمونے پیش کیے ہیں جو تقدیسی جذبات کی تسکین کے ساتھ ساتھ فنی بصیرت اور اظہار کی مناسب اور موزوں تیکنیک کے ذریعے قاری کے پانچوں حواس کو بیدار کردیتے ہیں۔اس طرح شعر کی قرأت سے جذبے، احساس اور جمالیاتی شعور کی بیداری سے مسرت بھی دوچند ہوجاتی ہے۔

شاعری یا آرٹ کی دنیا میں کمیت (Quantity) کے بجائے کیفیت (Quality) کی قدر ہوتی ہے۔صبیح کا کلام کمیت کے اعتبار سے بہت زیادہ نہ سہی، کیفیت کے اعتبار سے بڑا وقیع ہے۔ ان اشعار میں استعمال ہونے والی زبان کی سادگی کے باعث،شعری ابلاغ میں سریع الفہمی کا عنصر داخل ہوگیا ہے۔اس کتاب میں ہیئتی لحاظ سے شعری اصناف کے ایسے نمونے بھی ہیں جو خالص ادبی اصنافِ سخن کے لیے زیادہ برتے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نعت جیسی تقدیسی صنف میں ان ہیئتی اصناف کے تخلیقی نمونوں کے باعث ،شعر کے اس قاری کے لیے بھی کشش کا عنصر پیدا ہوگیا ہے جو اشعار کی قرأت سے جذباتی تسکین اور مسرت کا متلاشی ہے۔ایک دو ہائکو دیکھیے:

صرف مدینے میں
اور کہاں پر اُگتے ہیں
سورج سینے میں

....

یادِ پیغمبر
روز چراغاں کرتی ہے
میری پلکوں پر

کتاب میں شامل آزاد نظموں کی فضا بھی دھنک رنگ ہے۔

صبیح رحمانی افقِ نعت پر چمکنے والا وہ واحد ستارہ ہے جس کی روشنی سے نعت کا ادبی منظرنامہ...... بصورتِ ’’نعت رنگ‘‘ کسبِ نور کررہا ہے۔ساتھ ہی اس کی شعری تخلیقی قوت

01 Title Fahrist Etc FINAL KULYAT May 2019 5

کے اظہار سے عوام وخواص کے دل کی دنیا ئیں ضیا بار ہو رہی ہیں......اور اس کے صوتی حُسن کے پھیلاؤ نے نعتیہ محافل کے ماحول کو بقعۂ نور بنا دیا ہے۔

اس کلیات میں، صبیح رحمانی کی ابتدائی شعری کاوشوں سے تا حال تخلیقی وفورضوریز ہونے کے ساتھ ساتھ، تخلیقی سفر میں ارتقائی منازل طے کیے جانے کا پس منظر اور پیش منظر بھی منعکس ہے۔ اللہ اس کتاب کے مرتب ڈاکٹر شہزاد احمد کو خوش رکھے......میں اس اہم کام کی تکمیل پر انھیں مبارکباد پیش کرتا ہوں!

ڈاکٹر عزیز احسن
ڈائرکٹر نعت ریسرچ سینٹر، کراچی

۲۲/رجب المرجب ۱۴۴۰ھ/ مطابق: ۳۰/مارچ ۲۰۱۹ء

پروفیسر انوار احمد زئی

کلامِ صبیح رحمانی - حدیثِ جاں سے حدیثِ جہاں تک

صبیح رحمانی اور نعت رنگ اب یک رنگ سے لگتے ہیں۔ ان دونوں کو فکری ارتباط کا استعارہ کہا جاسکتا ہے۔ اسی لئے نعت رنگ کے سبدِ گل میں ارم نعت کے کبھی نہ مرجھانے والے گل بوٹے حیاتِ حسین کو حیاتِ ابدی میں بدلنے کی خوشبو سے آراستہ ہیں۔ اس طرح صبیح رحمانی نعت گو، نعت فہم اور نعت نگار ہی نہیں رہے اب وہ صنف نعت کو نئے ڈھنگ اور آہنگ سے سجا رہے ہیں تا کہ وہ موجود تہذیبی انتشار، ثقافتی شکر رنجی اور فکری اشکال کا ازالہ ایمانی امرت دھارے سے کرسکیں جس کا اصطلاحی سرنامہ نعت ہے۔ اس طرح صبیح رحمانی نے اپنی زندگی نعت رنگ کی اوڑھنی سر پر سجائے رکھنے کے لئے وقف کردی ہے اور اب تو زمینی سرکار نے بھی اس کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں صدارتی ایوارڈ سے نوازا ہے جسے میں بہت زیادہ اہمیت نہیں دیتا بلکہ میں اس اعزاز کو ان کیلئے باعث افتخار سمجھتا ہوں جو دراصل سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عطا فرمایا اور خداوندِ قدوس نے عنایت کیا ہے۔ اس تصرف ہی کے تحت وہ خلاقانہ انداز میں تازہ کاری سے آراستہ نعتوں کے ذریعہ حضوری کے اوصافِ کریمانہ سے عہد موجود کے ذہنی اندھیروں کو دور کرنے کا عزم کئے ہوئے مسلسل ارتقائی منازل طے کررہے ہیں اور اس صف میں شامل ہوچکے ہیں جہاں دیوان گانِ عشق رسالتؐ اور وارفتگانِ حُبِّ نبی، زیست کی تشریح اپنے کھوجانے سے کرتے ہیں۔ میں نے ان کی کھوجانے کی تصویر اس لئے مصور کی ہے کہ ان کی نعتوں میں نئی فکری جہت ہی سننے والے کو کھوجانے کی دعوت دیتی ہے بلکہ ان کی لفظیات، اصطلاحات، زبان کی چاشنی، سیرت کی روشنی سے منور ہوکر نئے جہانوں کا پتہ دیتی ہے۔ اس کی چھوٹی سی مثال دیکھئے۔

اللہ نے پہنچایا سرکارؐ کے قدموں میں
صد شکر میں پھر آیا سرکارؐ کے قدموں میں

01 Title Fahrist Etc FINAL KULYAT May 2019 6

یہاں اس مقطع کی تشریح مقصود نہیں البتہ تفہیم کی خواہش ہے۔ یہ شعر حمد یہ بھی ہے اور نعتیہ بھی، ان کے بیان میں یہ رنگ عام ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ دوسرے مصرع میں پھر آیا کا حوالہ عجب منظر متشکل کر رہا ہے۔ یہ موجود کیلئے شکرانہ ہے کہ میں آقاؐ کے کرم سے پھر یہاں موجود ہوں، مگر ذرا غور کریں تو حاضری کی اس تصویری تشکیل کی رعایت لفظی کے تحت وہ حضوری کی منزل بھی استوار کر رہے ہیں جو وقت سے ماوریٰ ہے یعنی Perpetual کیفیت کی حامل ہے کہ میں سرکار کے قدموں میں پھر آیا ہوں، جو میری حیاتِ بے ثبات کی بے کراں ثبات نصیب ہوجانے کی دلیل ہے۔اس کا آہنگ ویسا ہی ہمہ رنگ اور ہمہ وقت ہے جیسے

اجالے کیوں نہ ہوں دیوار و در میں
میں ذکرِ مصطفیؐ کرتا ہوں گھر میں

یوں صبیح کی نعتوں میں اندرون کی کیفیت اس طرح وارد ہوتی ہے کہ حدیث جاں سے حدیث جہاں بن جاتی ہے۔مثلاً

کھویا کھویا ہے دل، ہونٹ چپ، آنکھ نم، ہیں مواجہ پہ ہم
رو برو ان کے لایا ہے ان کا کرم، ہیں مواجہ پہ ہم

ایک اور اختصاص جو ان کی ذات سے وابستہ ہے اور جو نعتیہ ادب کا فروغ ہے۔ اس کی بھی دو جہتیں ہیں ایک ادب عالیہ سے عبارت نعتوں کی اشاعت اور اکابر نعت گویاں یا نعت کے فروغ کے شناوروں نے جو کہا اسے عہدِ جدید کے قاری تک پہنچانا تاکہ وہ اس سے حظ بھی لیں اور نو آموز شعراء چاہیں تو ان سے صحت کلامی کے لئے استفادہ بھی کریں۔ مگر اس کا دوسرا پہلو جہانِ نعت سے روشناس ہونے والے اور چمنستانِ نعت سے مشام جاں معطر کرنے کا ارادہ رکھنے والوں کی رہنمائی، تربیت اور تہذیب ہے۔

ان کی نعتوں کا واشگاف نعرہ یہ ہے کہ نعت کہنا آسان نہیں یہ دیگر اصنافِ سخن کی طرح عروضی میکانکیت سے زیادہ بھی کچھ چاہتی ہے اور وہ ہے عشق کی وہ آگ جو اندرون کو جلاتی نہیں ہے بلکہ گلزار بنا دیتی ہے۔ گویا کہ نعت کہنے کے لئے ایمان شرط ہے اور عشق نبیؐ ناگزیر...... ساتھ ہی خلوص و جذبۂ عقیدت بھی درکار ہے اور پھر پاک ذہن اور پاک طینت ہونا ضروری ہے۔ نعت کہنے کے لئے اپنے قلب کو منور اور روشن کرنا ہی نہیں بلکہ اسے عشق

01 Title Fahrist Etc FINAL KULYAT May 2019 7

رسولؐ میں تپا کر کندن بنانا لازمی ہے اور اس کے لئے اپنے دل کو مدینہ بنانا پڑتا ہے تب کہیں جا کر نعت ہوتی ہے۔ صبیح رحمانی کی نعتیں آئینہ رنگ ہیں۔ آئینے کے حوالے سے یاد آیا کہ علامہ آلوسی اپنی کتاب ''روح المعانی'' میں ام المومنین حضرت میمونہؓ کے اس آئینے کا ذکر کرتے ہیں جس کو سامنے رکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زلف عنبرین سنوارا کرتے تھے مگر جب حضورؐ نے ظاہری طور پر پردہ فرمالیا تو صحابہؓ آپ کے دیدار کو ترسنے لگے انہیں خبر ہوئی کہ اس آئینے سے پردہ ہٹایا جائے تو دیکھنے والا نہیں دنیا و آخرت دکھانے والا جلوہ افروز نظر آتا ہے۔ یہ قرونِ اولیٰ کا حوالہ ہے اور صبیح رحمانی کی نعتوں میں جو عکسِ بے کراں نظر آتا ہے وہ عہد جدید کا عطیہ ہے۔

آؤ آرام گہہِ شہ کی بنائیں تصویر
ہاتھ کا تکیہ لکھیں خاک کا بستر لکھیں

بات اگر صبیح کی نعت تک محدود رہے تو کلیات کا تقاضہ پورا نہیں ہوتا۔ صبیح رحمانی دراصل ایک ایسی منظّم، مستحکم، مستعد، چاق و چوبند اور روایت کی پابند، جدت سے ثروت مند شخصیت کا نام ہے جو نظام الاوقات کو اپنا نصاب بناتا ہے اسی لئے جہاں وہ نعت ریسرچ سینٹر کے لئے فکر مند رہتا ہے وہیں نعت رنگ کے فروغِ حسن کا آرزومند اور اس کے بعد مشق سخن کے ساتھ چکی کی مشقت کے بطور نعت کے انتقادی پہلوؤں کا جائزہ لینے کی تمنا۔ گویا کہ معاصرین اور متقدمین کے کارہائے نمایاں کا احاطہ کرنا بھی نظم حیات کا حصہ سمجھتے ہیں۔ انہوں نے اردو میں نعت کی روایت سے لے کر علاقائی زبانوں میں نعت گوئی اور لسانی فکری اثاثوں کا بھی جائزہ لیا ہے اسی طرح اقبال کی نعت کے عنوان سے بڑا کام کیا کہ اقبال کے کلام میں نعت کے علیحدہ صنف نہ ہونے کے باوجود ان کی شاعری میں نمایاں نعت رنگوں کا احاطہ کر ڈالا ہے۔

صبیح رحمانی نے یہ کام نعت کے اوصاف و اوزان کے ساتھ نعت کا ادب پر اثر انداز ہونے کے جائزے کیلئے بھی کیا ہے اس لئے کہ ادب کا دائرۂ کار دراصل زبان کے امکانات سے مشروط ہے اور خود زبان، عقائد و ایمانیات کے تابع ہے۔ اس طرح نعت کے ذریعے فرد جب ایمانیات کا انتخاب کرتا ہے تو سب سے پہلے جو شے اس سے مشروط ہوتی ہے وہ رشتے

ہیں۔یعنی ایمانیات خود ہی ایک سطح پر فرد اور دوسری سطح پر گروہ کی باطنی صورتحال میں ایک ایسے رشتے کے قیام کا نام ہے جس سے دیگر رشتے جنم لیتے ہیں گویا اس طرح نعت کے ذریعے شاعر خود کو ایک پہچان دیتا ہے اور اس کے حوالے سے دوسرے افراد اور اشیاء سے رشتہ قائم کرتا ہے یوں ادب خود بخود انسانی شعور اور کائنات میں اس کی اپنی Location کا اظہار بن جاتا ہے۔

صبیحؔ رحمانی کی نعت گوئی کا ایک سرا تو اس موضوع پر آغازِ کلام ہے مگر اس کا دوسرا سرا نہیں ملتا۔ بحرِ ذخار کا سرا آپ کی رسائی تک ہے اس لئے اب خیال آیا کہ میرے سامنے تو جناب صبیحؔ رحمانی کی کلیات ہے جس پر بات کرنا مقصود تھا اس لئے اس طرف لوٹتے ہوئے پہلے تو مجھے یہ کہنا ہے کہ برادرِ عزیز ڈاکٹر شہزاد احمد صاحب کو ابھی سے صبیحؔ رحمانی کی کلیات کا خیال کیوں آ گیا یہ تو اس ''نوجوان نعت گو'' کی اٹھان کا زمانہ ہے جہاں یہ ہر روز نئی تخلیق کی بساط بچھاتے ہیں۔لیکن بجا ہے کہ جب ان کے سرمایے میں شہزاد جیسے قلمکار دوست کا اخلاص بھی ہو تو کلیات کی گنجائش نکل آتی ہے، مگر سوچ لیجئے اسے آپ اب تک کی کلیات بھی کہہ سکتے ہیں...... ورنہ دفتر دوست میں حکایتوں کا ذخیرہ اور بھی ہے جس کا ادراک ڈاکٹر شہزاد احمد کو خوب ہوگا، اس لئے کہ وہ خود شعری مزاج کے حامل اور تخلیقی سمندر کے شناور ہیں۔ان کا تحقیقی کام بہت وقیع ہے جس پر انہیں پی ایچ ڈی کی سند عطا ہوئی ہے۔تاہم انہوں نے سند پر نہ گزارا کیا نہ اسے اجارہ جانا بلکہ تحقیقی اور تنقیدی میدان مارنے بلکہ مارتے رہنے کے لئے نت نئے موضوعات پر طبع آزمائی کرتے رہتے ہیں، سو اس بار ان کی کمند عہدِ موجود کے سب سے اہم نعت نگار اور فروغِ نعت کے سب سے اہم علمبردار جناب صبیحؔ رحمانی کے فن و خدمات کو نشانے پر رکھے ہوئے ہے اس لئے ہمارا خیال ہے کہ بھائی شہزاد کی یہ کاوش ایمانیات کی ذیل میں آنے والے ادب پر قابل قدر کام کا بہت بڑا حوالہ ٹھہرے گی۔ (انشاء اللہ)

آخر میں ایک بات اور...... اس وقت عالم اسلام دہشتگردی اور تخریب کاری کی زد میں ہے اور یوں دنیا بھر میں بطور مذہب تنقید کے نشانے پر ہے اس لئے اس وقت نسخۂ کیمیا لانے والے کی سیرت و صورت کی نقش کشی ہی وقت کے درد کا درماں ثابت ہو سکتی ہے اس لئے صبیحؔ رحمانی اور شہزاد احمد کے ہم سفر بننے یا ہم خیال ہونے ہی میں ذات کی نجات اور کائنات کا

01 Title Fahrist Etc FINAL KULYAT May 2019 8

ثبات مضمر ہے۔اس گرد پوش آئینے کو مقابل کرنے کے لئے آیئے کلیات کو پردہ کشا بنائیں۔

نکل آئیں گے حل سب مسئلوں کے چند لمحوں میں
حیاتِ مصطفیٰؐ کو سوچنا اول سے آخر تک

اس کلیات میں غزل کی ہیئت میں نعتوں کے علاوہ نظم کے انداز میں اور وہ بھی نظم کی ہمہ رنگ اصناف میں دردِ عشق کی دوا موجود ہے اور پھر مناقب کے رنگ بھی اپنی جولانیاں اور جمالیاتی آہنگ رکھتے ہیں۔جو تاریخ کو تہذیب آشنا کر کے انسانی مزاج کو مرتب کرنے کے آئینہ دار ہیں۔

خوش نصیبی ہے کہ سخن میں مرے
طرزِ حسّان دیکھتے ہیں لوگ
میں نے قرآں سے نعت سیکھی ہے
میرا دیوان دیکھتے ہیں لوگ

اور یہ سب اس لئے ہے کہ صبیحؔ رحمانی کا فلسفۂ شعری اور عقیدۂ سخن اعلان کر رہا ہے کہ

ہوش و خرد سے کام لیا ہے
انؐ کا دامن تھام لیا ہے

☆☆☆

تمغۂ امتیاز کے حامل، عالمی شہرت یافتہ نعت خواں و نعت گو

صبیحؔ رحمانی کی ہمہ جہت نعتیہ خدمات

ڈاکٹر شہزاد احمد

(ایم اے، پی ایچ۔ڈی)

مدیر ''حمد و نعت''، کراچی

صبیح رحمانی کی شخصیت عناصرِ اربعہ سے مشروط ہے۔ یہ چار عناصر صبیح رحمانی کی زندگی کا مکمل خلاصہ ہیں۔ صبیح رحمانی کی زندگی اور ان کی زندگی کی تمام تر تازگی و توانائی ان عناصر کا مجموعہ ہے۔ یہ عناصر باہم اتنے مربوط و مضبوط ہیں کہ انھیں ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ ان عناصر کی خوبی ہے کہ یہ ہمہ جہت اور علی الترتیب ہیں۔

اولاً نعت خوانی: (نعت خوانی، صبیح رحمانی کی زندگی کا سب سے مستحکم حوالہ ہے۔ سارے سلسلے اسی سے پروان چڑھے ہیں۔)

ثانیاً نعت گوئی: (کم عمری اور کم تجربے کے باوجود اپنی نعتیہ شاعری کا اعتبار قائم کر چکے ہیں۔)

ثالثاً نعت فہمی: (نعت رنگ کراچی کے اجرا کے سبب سب کی توجہ کا مرکز بن چکے ہیں۔)

رابعاً نعت جوئی: (نعتیہ ادب کی کئی جہتوں پر مثبت انداز سے نرالا، جدا، علیحدہ اور یادگار کام کر رہے ہیں۔)

صبیح رحمانی کی زندگی میں نعت خوانی، نعت گوئی، نعت فہمی اور نعت جوئی کا سویرا ہے۔ ان کی زندگی ہمہ وقت مذکورہ بالا حوالوں سے روشن رہتی ہے۔ ان کا ہر دن نعت کی خدمت سے عبارت ہے۔ ان کی ہر شب، شبِ نعت ہے، موصوف کی زندگی کے روز و شب دنیاداری کے علاوہ اُجالاً نعت سے بھی معمور ہیں۔

خوش نصیبی ان کے در پر نعت اور فروغِ نعت کی دل نشیں دستک دیتی رہتی ہے۔ جذبے اور خلوص کی فراوانی ہے۔ بے شمار مسائل کے باوجود قدرت نے وسائل بھی لامحدود عطا کر دیے ہیں۔ اپنے ساتھ ساتھ دوسروں کے لیے بھی سوچتے ہیں۔ نہ صرف سوچتے ہیں بلکہ دوسروں کے لیے کئی کام کر گزرتے ہیں۔ زبانی جمع خرچ نہیں، بلکہ عمل سے ثبوت فراہم کرتے ہیں۔ گفتار کے غازی نہیں، بلکہ اپنے عملی کردار سے غازی ہونے کا ثبوت دیتے ہیں۔

نعت خوانی

نعت خوانی عطیۂ خداوندی ہے۔ یہ سعادت ہر کسی کو میّسر نہیں۔ خوبصورت لحن اور دل کا گداز انعامِ باری تعالیٰ ہے۔ اللہ کے رسول (ﷺ) سے قرب جتنا زیادہ ہو گا حُبِّ مصطفیٰ، عشقِ مصطفیٰ اور

قربِ مصطفیٰ کا اُجالا، نعت خوانی میں جذب و اثر اور رنگ و نور کی فضا پیدا کر دے گا۔

صبیح رحمانی کی نعت خوانی مذکورہ تمام صفات کی مظہر ہے۔ قافلۂ نعت خوانی کے خوش نصیب نعت خوانوں میں سیّد صبیح الدین رحمانی کا نام بھی سرِفہرست ہے۔ نعت خوانی کی برکت نے صبیح رحمانی کو اپنے حصار میں لے لیا ہے۔ ان کے پاس آج ساری برکت، عزت، شہرت اور دولت نعت خوانی سے مشروط ہے۔

نعت خوانی کی دنیا میں صرف چند نام ایسے ہیں کہ جنھیں انگلیوں پر گنا جا سکتا ہے۔ نعت خوانی تو بے شمار حضرات کر رہے ہیں مگر حوالہ اور شناخت ہر کسی کا مقدر نہیں ہوتی۔ الحمدللہ! صبیح رحمانی کا شمار صاحبِ طرز نعت خوانوں میں ہوتا ہے۔ موصوف صاحبِ فن ہی نہیں بلکہ صاحبِ درد بھی ہیں۔ صرف نعت خوانی نہیں کرتے بلکہ لوگوں کے قلوب کو بھی مسخر کر لیتے ہیں۔

صبیح رحمانی محافل میں ہمیشہ مسلط نہیں ہوتے، بسا اوقات محفل کو بامِ عروج پر پہنچا کر تشنہ چھوڑ دیتے ہیں۔ نعت صرف گلے سے نہیں بلکہ دل و جان سے پڑھتے ہیں، ان کی پڑھی اکثر طرزیں معروف و مقبول اور تواتر و تسلسل سے پڑھے جانے کے قابل ہوتی ہیں۔ وہ اپنے ملک اور بیرونی ممالک میں نعت خوانی کے حوالے سے بلائے اور پسند کیے جاتے ہیں۔ بلاشبہ ان کا شمار ملک کے معروف ترین نعت خوانوں میں ہوتا ہے۔

نعت گوئی

نعت گوئی کی سعادت بھی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے منسلک ہے۔ احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ (ﷺ) سے تعلق جتنا قوی ہو گا، نعتیہ شاعری اُتنی ہی دیدہ زیب اور جاذبِ قلب و نظر ہو گی۔ صبیح رحمانی وہ سعید بخت نعت گو ہیں کہ جن کی نعتیہ شاعری اس قوی تعلق کی علامت اور مقبولیت کے مقام پر فائز ہے۔

صبیح رحمانی نعتیہ شاعری کی اصل روح اور اس کے حقیقی جوہر سے واقف ہیں۔ کم کہنے کے باوجود توجہ حاصل کر لیتے ہیں۔ بعض شعرا زیادہ اور بہت زیادہ کہنے کے باوجود بھی مقبولیت سے کوسوں دور رہتے ہیں۔ ان کی چند نعتیں نہیں، بلکہ ایک نعت یا ایک شعر بھی مقبولیت کی سند سے سرفراز نہیں ہوتا۔

نعتیہ شاعری صرف لفظوں کی نشست و برخاست یا چند الفاظ کی بُنت کا نام نہیں، بلکہ اس کے لیے گدازِ قلب اور روحِ شاداب ازبس ضروری ہے۔ اس کے بغیر نعتیہ شاعری خراجِ عقیدت تو دُور کی بات ہے لوگوں کی توجہ سے بھی محروم رہتی ہے۔

02 Shahzad Bhai Article for KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019

صبیح رحمانی کی نعتیں صفحۂ قرطاس پر نہیں بلکہ لوحِ دل پر رقم ہوتی ہیں۔ ان کا لفظ لفظ اور سطر سطر دل میں جاگزیں ہوتی چلی جاتی ہے۔ ان کی کہی نعتیں بے کیفی کے رنگ سے عاری ہوتی ہیں۔ یہ دل سے نعتیں کہتے ہیں جو دلوں پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اشکوں کی رم جھم دلوں کے زنگ کو دھو دیتی ہے۔

ادب کے لوگ ظاہر نہیں بلکہ حقیقت پسند ہوتے ہیں۔ ان کا موضوع بحث صرف وہی نعتیں ہوتی ہیں کہ جن میں روح کی شادابی اور ادب کی چاشنی پائی جاتی ہے۔ ادب کا رنگ جھلکتا ہے۔ ادبی قدروں کی پاسداری ہوتی ہے۔ ادب کی تہذیبی روایت کو برقرار رکھا جاتا ہے۔ موضوع کا تقدس اور پاکیزگیِ فکر کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ دل کی دھڑکنیں بھی سنائی دیتی ہوں۔

صبیح رحمانی کی نعتوں میں یہ ساری خصوصیات شامل ہیں یہی وجہ ہے کہ موصوف کی نعتیہ شاعری ادبی حضرات کی نہ صرف دسترس میں رہتی ہے بلکہ اکثر مقامات پر حوالے کے لیے بھی استعمال ہوتی ہے۔ نعتوں کا بار بار حوالہ بننا ہی مقبولیت اور محبوبیت کی سند ہے۔

نعت فہمی

نعت فہمی کا شعور ہر کسی کا مقدر نہیں۔ یہ اُس کی دین ہے جسے پروردگار دے۔ صبیح رحمانی کو نعت خوانی، نعت گوئی کے علاوہ نعت فہمی کا ذوق بھی وافر انداز میں عطا ہوا ہے۔ نعت فہمی کا مستند حوالہ نعت رنگ کراچی کا اجرا ہے۔ پاکستان ہی نہیں بلکہ دنیا میں نعتیہ صحافت کو نعت رنگ نے دوام بخشا ہے۔

نعت رنگ صبیح رحمانی کے اعتبار کا معتبر حوالہ ہے۔ نعت رنگ کی مسلسل اشاعت نے صبیح رحمانی کی فکر کو پر پرواز عطا کیے۔ فکر و نظر کی وسعت نے نئے نئے زاویے تراشنے شروع کر دیے۔ نعت رنگ کے تسلسل نے تنقیدِ نعت، تحقیقِ نعت، تاریخِ نعت، تدوینِ نعت، تحریکِ نعت، ترویجِ نعت، تنویرِ نعت، تشہیرِ نعت اور ترقیِ نعت کے سب در وا کر دیے۔ یک لخت جمود کی فضا کو تحریک کے انداز میں بدل دیا۔

نعت رنگ نے بلاشبہ محققین، طلبہ، اساتذہ اور اہلِ ذوق حضرات کے لیے مرکز کا کردار ادا کیا ہے۔ نعت رنگ ایسا مرکزِ حمد و نعت ہے کہ جس سے جویانِ تحقیق اور متلاشیانِ تنقید رہنمائی حاصل کر رہے ہیں۔ نعت رنگ میں ریسرچ کرنے والوں کے لیے بے شمار موضوعات موجود ہیں۔ نعت رنگ اعلیٰ تحقیق اور معیارِ تحقیق کی عمدہ مثال ہے۔

نعت جوئی

فروغِ نعت کے حوالے سے ہر شخص اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے اپنے تئیں فروغِ نعت میں مصروف ہے۔ ہر کسی کی خدمات فروغِ نعت میں لائقِ تحسین و قابلِ صد ستائش ہیں۔ صبیح رحمانی

02 Shahzad Bhai Article for KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019

کو ’’جویائے نعت‘‘ (ڈھونڈنے والا، تلاش کرنے والا) بنا دیا ہے۔ قدرت نے فروغِ نعت کے لیے وسائل بھی وافر انداز میں عطا کیے ہیں۔ ان کی فکر و سوچ کا محور نعت جوئی کا مسلسل فروغ ہے۔

اُردو نعتیہ ادب میں نعت جوئی کی کئی مستقل صورتیں ہیں۔ جب کہ صبیح رحمانی نے تخلیقِ نعت کے ساتھ ساتھ تنقیدِ نعت اور تحقیقِ نعت پر وسیع ذخیرہ فراہم کیا ہے۔ اشاعتی ادارہ اقلیمِ نعت اور نعت ریسرچ سینٹر کی مطبوعات اس روایت کی تابندہ مثال ہیں۔

صبیح رحمانی تنِ تنہا ان تمام کاموں کو از خود سرانجام دیتے ہیں۔ دیگر حضرات کی معاونت کا انداز بھی واجبی سا ہے۔ قدرت نے صبیح رحمانی کو ہمتِ مرداں مددِ خدا کے جذبۂ لازوال سے مالا مال کیا ہے۔ باہمت اور ہمہ وقت متحرک رہنے والے انسان ہیں جو اُن سے ذرا سا متاثر ہوا، اُسے کسی بھی کام پر لگا دیتے ہیں۔ مسلسل کام کرنے اور کام لینے کے فن سے آشنا ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آنے والوں کا تانتا تسلسل سے بندھا رہتا ہے۔ سب کا استقبال خندہ پیشانی اور اعلیٰ مہمان نوازی سے کرتے ہیں۔

پاکستان ٹیلی کمیونی کیشن کارپوریشن سے بحیثیت ٹیلیفون آپریٹر، ملازمت کا آغاز کیا۔ 18 سال گزارنے کے بعد اس ملازمت کو اللہ حافظ کہہ دیا۔

قدرت نے نعت کا ایسا صدقہ عطا کیا، کہ مٹی کو ہاتھ لگا لگا کر سونا بنانے لگے۔ جس بھی شعبے سے وابستہ ہوئے، سرخروئی نے ان کے قدموں کے بوسے لیے۔ مختلف شعبہ جات میں ناتجربہ کاری کے باوجود ایک ماہر، مشاق اور تجربہ کار کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔

نجی ٹی وی چینل میں ’ڈائریکٹر‘ کے منصب پر خدمات انجام دیں بہت کام کیا اور خوب نام کمایا۔ نجی ایئر لائن میں ’ڈائریکٹر حج‘ اور بعد ازاں کنٹری ہیڈ سعودی عربیہ کے منصب جلیلہ پر بھی فائز رہے۔ ہر دو مناصب ایسے ہیں کہ جہاں غیر تربیت یافتہ اور ناتجربہ کار شخص کا گزر بھی نہیں، مگر صبیح رحمانی نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خداداد صلاحیتوں کے ذریعے نعتِ پاک، صاحبِ لولاک (ﷺ) کی برکت سے خوش اسلوبی کے ساتھ تمام فرائض منصبی نبھائے۔

دنیائے حمد و نعت کی بین الاقوامی اور خوش نصیب شخصیت صبیح رحمانی کو یہ نمایاں انفرادیت حاصل ہے کہ موصوف نے نعت خوانی، نعت گوئی، نعت فہمی اور نعت جوئی کے حوالے سے عظیم ترین، شاندار اور یادگار نعتیہ خدمات انجام دی ہیں۔ یہ نعتیہ خدمات ادبِ نعت میں قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔

ہم نے اجمالاً سیّد صبیح الدین رحمانی کی طویل تر نعتیہ خدمات کا خلاصہ آپ کے سامنے پیش کرنے کی ایک ادنیٰ سی کاوش کی ہے تاکہ آپ اس حقیقت سے آگاہ ہو سکیں کہ اس ہمہ جہت اور ہمہ صفت شخصیت نے شعبہ نعت میں کیسے کیسے قابلِ توجہ اور لائقِ احترام کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں۔ ان شاء اللہ جس کی صدائے بازگشت صدیاں سمیٹ لے گی۔

صبیح رحمانی ایک مرنجاں مرنج شخصیت کے مالک ہیں۔ ان کی نعت خوانی، نعت گوئی، نعت فہمی اور نعت جوئی کی مختلف جہتیں نعتیہ ادب کے لیے طمانیت کا باعث ہیں۔ ان کی تخلیقی کاوشیں شعبۂ نعت کا عظیم سرمایہ ہیں۔ کم عمر ہونے کے باوجود حمد ونعت کی معتبر و مستند بزرگ شخصیات کو اپنے حصار میں لے لیتے ہیں۔ ہر شخص موصوف کی بے پایاں محبت کا دم بھرنے لگتا ہے۔

شعبۂ نعت سے وابستگی

شعبۂ نعت کی باکمال شخصیت

الحمدللہ! مرکزِ ''حمد ونعت'' شہر کراچی میں شعبۂ حمد ونعت کی باکمال اور مقتدر و معروف شخصیات جلوہ گر ہیں۔ ہر شخصیت اپنی ذات میں انجمن ہے۔ ہر شخص انفرادی طور سے ایک مستقل ادارے کی حیثیت سے نمایاں نعتیہ خدمات انجام دے رہا ہے۔

شعبۂ حمد ونعت میں جداگانہ اور نو بہ نو کام کرنے کی یہ درخشندہ روایت آپ کو اور کہیں نظر نہیں آئے گی۔ حمد ونعت کی قوسِ قزح اور کہکشاں سجانے والوں میں ایک نمایاں اور منفرد نام جواں ہمت صبیح رحمانی کا بھی ہے۔

بنیادی معلومات

عالمی شہرت یافتہ نعت خواں و نعت گو صبیح رحمانی کا اصل نام سیّد صبیح الدین ہے۔ 27 جون 1965ء کو فردوس کالونی، گل بہار، کراچی (سندھ) میں پیدا ہوئے۔ والدِ گرامی کا نام سیّد اسحاق الدین ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد کا تعلق حیدر آباد (دکن) سے ہے۔

تعلیمی تفصیلات

صبیح رحمانی کی تعلیمی تفصیلات نئی اور تازہ معلومات کی روشنی میں پیشِ خدمت ہیں۔

☆ **میٹرک 1983ء:** فیڈرل گورنمنٹ سیکنڈری اسکول نمبر 2، فردوس کالونی گل بہار کراچی سے مارچ 1983ء میں سائنس گروپ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔

☆ **انٹرمیڈیٹ 1985ء:** گورنمنٹ اسلامیہ کالج کراچی سے جون 1985ء میں ہیومینٹیز گروپ (آرٹس) سے انٹرمیڈیٹ کیا۔

02 Shahzad Bhai Article for KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019

☆ **بی اے:** بی اے آنرز (سیاسیات) کے لیے جامعہ کراچی میں داخلہ لیا۔ ایک سال پڑھا مگر بی اے آنرز (سیاسیات) نہ کر سکے۔ (Simple) جامعہ کراچی سے 1987ء میں بی اے کیا۔

☆ **ایم اے 1998ء:** جامعہ کراچی سے 22 اکتوبر 1998ء میں ایم اے اُردو (ایجوکیشن) (فرسٹ کلاس) میں پاس کیا۔

مندرجہ بالا تمام معلومات نئی ہیں۔ یہ تمام تعلیمی معلومات آج تک پردۂ خفا میں تھیں موصوف بھی اس سلسلے میں خاموش رہتے تھے۔ راقم نے جب ''تعارف نامہ'' اور نعتیہ خدمات کو اجاگر کرنے کا بیڑا اُٹھایا تو یہ سب بنیادی معلومات پہلی مرتبہ منظرِ عام پر آ رہی ہیں۔

نعت خوانی کا آغاز

1978ء میں پرائمری جماعت سے اپنی نعت خوانی کا آغاز کیا۔ گل بہار نعت کونسل ٹرسٹ پاکستان کے بانی و چیئرمین، نعت خواں محمد قمر خان رحمانی نے ان کی تربیت کے علاوہ بھرپور طریقے سے حوصلہ افزائی کا فریضہ انجام دیا۔ قمر رحمانی کی مسلسل توجہ نے صبیح رحمانی کی فنِ نعت خوانی میں جِلا بخشی۔ قدرت نے صبیح رحمانی کو خوبصورت لحن سے نوازا تھا۔ مہمیز عطا ہوتے ہی خوابیدہ صلاحیتوں کے جوہر کُھلنے لگے۔ صبیح رحمانی نے بہت جلد ایک کامیاب نعت خواں کی حیثیت سے اپنی پہچان کروالی۔

صبیح رحمانی کی تحرّک پسند طبیعت میں تین ایسے عوامل بھی کارفرما ہیں کہ جن کے سبب وہ ہمیشہ آگے سے آگے بڑھنے کی راہ پر گامزن رہے۔ اولاً نعتیہ تنظیموں میں مختلف عہدوں پر متمکن رہے، ثانیاً نعت خوانی سے اگلا قدم یعنی نعتیہ شاعری کی جانب سنجیدہ کوشش اور ثالثاً فروغ نعت کے لیے شہرۂ آفاق خدمات انجام دینا۔ درحقیقت روز و شب کی یہی محنت صبیح رحمانی کی ترقی و شہرت کا سبب ٹھہریں۔

آڈیو کیسٹ

قدرت نے صبیح رحمانی کو ہر حوالے سے مالا مال کیا ہے۔ ریڈیو، ٹی وی پر ان کی از خود پڑھی ہوئی نعتیں اکثر نشر ہوتی ہیں۔ جبکہ دیگر نعت خواں بھی ان کی کہی نعتیں پڑھتے ہیں۔ صبیح رحمانی نعت خوانی کے فن سے پوری طرح واقف ہیں۔ موقع محل کی مناسبت سے نعتیں پیش کرتے ہیں۔ عوام پر کبھی مسلط نہیں ہوتے۔ محفل میں مختصر اور بھرپور تاثر کو وطیرہ بنا لیا ہے۔ اکثر محافلِ نعت میں تشنگی

بڑھا کر اسٹیج سے اُتر جاتے ہیں۔

جانِ رحمت

صبیحؔ رحمانی کی آواز میں ریلیز ہونے والا پہلا کیسٹ ’’جانِ رحمت‘‘ کے نام سے سامنے آیا۔(AAP) کمپنی نے اس کیسٹ کو ریلیز کیا تھا۔اس کیسٹ میں مختلف شعرا کی نعتیں صبیحؔ رحمانی نے اپنی خوبصورت آواز میں پیش کی ہیں۔جانِ رحمت کے اس پہلے کیسٹ نے صبیحؔ رحمانی کی نعت خوانی کو بہت مقبولِ عام بنایا۔

سایہ کملی کا

(EMI) کی جانب سے یہ دوسرا کیسٹ ریلیز ہوا تھا۔صبیح رحمانی نے اپنی مشہور ہونے والی نعتیں اپنی آواز میں پیش کی ہیں۔’’سایہ کملی کا‘‘ یہ نعتیہ کیسٹ بہت مقبولِ عام ثابت ہوا۔

’’ہیں مواجہ پہ ہم‘‘

’ہیں مواجہ پہ ہم‘ معروف کمپنی القادری نے ریلیز کی تھی۔یہ آڈیو کیسٹ بھی صبیح رحمانی کی پڑھی گئی مشہور نعتوں پر مشتمل تھا۔’ہیں مواجہ پہ ہم‘ بہت شہرت کا حامل ٹھہرا۔یہ وہ ابتدائی زمانہ ہے کہ جب آڈیو کیسٹ ہی ریکارڈنگ کے لیے استعمال ہوتی تھی۔

وی سی ڈی

آڈیو کیسٹ کے زمانے کے بعد وی سی ڈی کا دور شروع ہوگیا۔یہ جدید ٹیکنالوجی کی ترقی یافتہ شکل تھی۔جس میں صرف آواز ہی نہیں بلکہ ثنا خواں کی تصاویر ویڈیو کی شکل میں موجود ہوتی تھی۔صبیح رحمانی نے اس نئی آنے والی ٹیکنالوجی کو بھی نعت کی برکت سے ہم کنار کیا۔وی سی ڈیز کے حوالے سے ان کی مختلف وی سی ڈی ریلیز ہوئیں۔

☆ لب پر نعت پاک کا نغمہ — (EMI)
☆ یادِ مدینہ — (کراچی کیسٹ سینٹر، لاہور)
☆ سرکار توجہ فرمائیں — (مکتبہ اشرفیہ کراچی)
☆ سرکار کے قدموں میں — (کراچی کیسٹ سینٹر، لاہور)
☆ یادِ حرم — (FRS-کراچی)
☆ انوارِ حرم — (FRS-کراچی)

02 Shahzad Bhai Article for KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019

☆ اے مدینے کی زمیں — (FRS-کراچی)
☆ ہم نبی کا آستاں دیکھا کیے — (FRS-کراچی)
☆ ہیں مواجہ پہ ہم — (شالیمار ریکارڈنگ کمپنی، کراچی)

ادارتی و تنظیمی مصروفیات

صبیح رحمانی اپنی تنظیمی مصروفیات کے ساتھ ساتھ ادارتی خدمات بھی انجام دیتے رہے۔پڑھنا اور لکھنا ان کے ساتھ ساتھ رہا۔یہ تحریکی فکر کے حامل تھے اسی لیے ان کے کاموں میں بھی تحریکی رنگ و آہنگ نظر آتا ہے۔

مدیر	سہ ماہی	’ایقان انٹرنیشنل‘ کراچی
مدیر	مجلّہ	’لیلۃ النعت‘ کراچی
مدیر	کتابی سلسلہ	’نعت رنگ‘ کراچی
نگراں	کتابی سلسلہ	’سفیرِ نعت‘ کراچی

موصوف بانی و سیکریٹری جنرل نعت ریسرچ سینٹر، کراچی، امریکا، کینڈا اور یو کے ہیں۔اشاعتی ادارے اقلیم نعت کے صدر ہیں۔اس نعتیہ اشاعتی ادارے نے ابتدا میں نعت کے موضوع پر بہت سی اہم کتب کا اجرا کیا ہے۔جسے آج بھی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔اقلیم نعت کراچی کے بانی، صبیح رحمانی کی یہ خوبی ہے کہ آج تک اس ادارے کی کتب کی فہرست نہیں شائع کی۔کبھی کبھار خال خال کہیں کسی کتاب کا ذکر ہو جاتا ہے۔حمدیہ و نعتیہ ادب میں ایسے حضرات بھی ہیں جو دوسروں کی مرتبہ کتب پر انتہائی مہارت سے اور پلک جھپکتے میں اپنا نام ڈال لیتے ہیں۔

شعرگوئی کی ابتدا

صبیح رحمانی کے پہلے نعتیہ مجموعے کلام میں ’’تعارف‘‘ کے عنوان سے شاعر موصوف کے ادبی مشاغل و حالاتِ زندگی حضرت شاہ انصار حسین اِلہٰ آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت تفصیل سے رقم کیے تھے۔صبیح رحمانی کا یہ ابتدائی تعارف اتنا بھرپور اور مکمل ہے کہ اس میں تمام ابتدائی اور ضروری معلومات موجود ہیں۔اس تعارف میں ان کے ادبی محرک اور فن شاعری کے معاون حضرات کا ذکر شاہ انصار اِلہٰ آبادی کے ’’تعارف‘‘ اور از خود شاعرِ موصوف کے ’’اعترافِ کرم‘‘ میں موجود ہے۔

ادبی محرک

''ادبی محرک'' صبیحؔ رحمانی کے ابتدائی ادبی محرکین میں نیرؔ مدنی، وفاؔ کانپوری، شریفؔ امروہوی، عبدالوحید تاج، اقبالؔ قادری مرحوم اور سیّد معراج جامی کے اسمائے گرامی درج ہیں۔

شرفِ تلمّذ

ماہِ طیبہ کے حوالے سے مزید معلومات ملاحظہ کیجیے۔

صبیحؔ رحمانی نے اپنا ابتدائی بہاریہ کلام حضرت مولانا نیّرؔ مدنی مرحوم و مغفور کو دکھایا۔ اُستاذِ محترم نے اصلاح و شفقت دونوں سے نوازا۔ مگر مولانا نیر مدنی کے انتقال کے سبب یہ سلسلہ مزید آگے نہیں بڑھ سکا۔ بعد ازاں انھوں نے اپنا کلام حافظ محمد مستقیم خاں مستقیم، شاہ انصار اِلہٰ آبادی اور فدا خالدی مرحوم کو بغرضِ اصلاح دکھایا۔

ماہِ طیبہ 1989ء (۲۷ر رمضان ۱۴۰۹ھ)

''ماہِ طیبہ'' سیّد صبیح الدین صبیحؔ رحمانی کا پہلا کلامِ نعتیہ ہے (جو تیئیس سال کی عمر میں منصۂ شہود پر آیا تھا۔) ۲۷ر رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ مطابق جمعرات 5 مئی 1989ء میں شائع ہوا۔

ماہِ طیبہ انجمن عاشقانِ مصطفیٰ، خداداد کالونی کراچی کے تعاون سے طبع ہوا۔ اس کے ناشر نظامی اکادمی، خیابانِ نظامی ۱۰/ ۹-۵-اے، ناظم آباد کراچی تھے۔ 144 صفحات کی یہ کتاب مُجلّد -/30 روپیہ ہدیہ کے ساتھ شائع ہوئی۔ اس کا سائز 23x36=16 ہے۔

''قطعاتِ تاریخ'' کہنے والوں میں حضرت شاہ انصار اِلہٰ آبادی اور محمد حامد خان حامدؔ القادری شامل ہیں۔ صبیحؔ رحمانی نے اس کا انتساب اپنے والد ماجد سیّد اسحٰق الدین اور والدۂ محترمہ کے نام معنون کیا ہے۔

''تعارف'' شاہ انصار اِلہٰ آبادی کی قلمی کاوش ہے۔ جس میں شاہ صاحب قبلہ نے اپنی مخصوص تحریر کے جوہر بھی دکھائے ہیں۔ شاہ صاحب کی شاعری کی طرح آپ کا نثری انداز بھی جدا اور منفرد ہے۔

شاعری اور نثر میں الفاظ کا تنوع، مخصوص لفظیات اور لفظوں کی تکرار آپ کی تحریر کی پہچان اور جان ہے۔ جیسے عشق اور مشک چھپائے نہیں چھپتے بعینہٖ شاہ صاحب کی شاعری اور نثر بھی ہزار پردوں میں نمایاں رہتی ہے۔

ماہِ طیبہ پر آراء اور تاثرات لکھنے والوں میں ڈاکٹر جمیل جالبی (صدر نشین مقتدرہ قومی زبان پاکستان)، ڈاکٹر منظور الدین احمد (وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی)، فدا خالدی دہلوی، مظفر وارثی،

02 Shahzad Bhai Article for KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019

ادیب رائے پوری، اشتیاق اظہر، اقبال قادری، محمد قمر خان رحمانی اور مرزا منیر بیگ شامل ہیں۔

''عرضِ ناشر'' امین نظامی اور 'اعترافِ کرم' صبیحؔ رحمانی کا تحریر کردہ ہے۔ ''اکتساب'' کے عنوان سے صبیحؔ رحمانی نے اپنے ایک قطعہ سے اس کا آغاز کیا ہے۔

فلیپ لکھنے والوں میں پریشان خٹک (چیئرمین اکادمی ادبیات پاکستان) اور پروفیسر سحر انصاری (شعبۂ اُردو جامعہ کراچی) شامل ہیں۔

اس مجموعہ کلام میں ایک حمد، بتّیس (32) نعتیں، دس (10) آزاد نعتیہ نظمیں، ایک سلام اور سولہ (16) مناقب صحابہ کرام، اہل بیت اطہار، اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین شامل ہیں۔ تعداد و ترتیب کے لحاظ سے اس میں کل ساٹھ (60) کلام شامل ہیں۔

ماہِ طیبہ کا حسنِ آغاز رب العالمین جلّ جلالہٗ کی حمد و ثنا سے ہوا ہے۔ شاعر نے اللہ رب العزّت کی ربوبیت کے مظاہر منظوم کیے ہیں۔ اس حمد کے مطلع میں ہی شاعر نے اپنی کج مج بیانی اور خالق و مالک کی معجز بیانی کا ذکر کیا ہے۔

حمد و ثنا سے بھی کہیں اعلیٰ ہے تیری ذات
انسان کیا بیان کرے تیری کُل صفات

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنے سے اس کی بڑائی اور عظمت کا حق ادا تو نہیں ہو سکتا۔ البتہ اپنی عاجزی و انکساری بیان کرنے کے مواقع میسّر آ جاتے ہیں۔

کیوں کہ اس کی ذات بلند مرتبہ اور عقل و خرد سے ماورا ہے۔ فکرِ اسفل رکھنے والا انسان اس کی کُل صفات کیسے بیان کر سکتا ہے۔

حمد میں نعت اور نعت میں حمد کہنا شعرائے کرام کا وطیرہ رہا ہے۔ شاعر موصوف نے بھی اپنے اسلاف کی اس روایت کو نبھانے کی کوشش کی ہے وہ لکھتے ہیں:

دُرِ یتیم عرش کے مہمان ہو گئے
ناممکنات بھی ہیں تجھ عینِ ممکنات

شاعر نے اپنے اس شعر میں صاحبِ قاب قوسین ﷺ کی صفت دُرِ یتیم کو منظوم کیا ہے۔ عرش کی مہمانی میں واقعہ معراج کی جانب اشارا ہے۔

اس نعتیہ مجموعہ کی سب سے پہلی نعت دیکھیے۔

حضور! ایسا کوئی انتظام ہو جائے
سلام کے لیے حاضر غلام ہو جائے

صبیح رحمانی کی اس نعت نے ان کی شہرت میں چار چاند لگائے ہیں۔ یہ نعت مقبولِ عام ہے۔ صف اوّل کے نعت خوانوں نے بھی اِسے اپنے اپنے آہنگ وانداز میں پیش کیا ہے۔ اس مجموعہ کی چند معروف نعتوں میں یہ نعتیں بھی شامل ہیں۔

ذرّے بھی اس کو دیدۂ بینا کی روشنی
ہاتھ آئے جس کو خاک کفِ پا کی روشنی

☆☆

لکھے تھے کبھی نعت کے اشعار بہت سے
گھر میں ہیں مرے آج بھی انوار بہت سے

☆☆

آنکھوں نے جہاں خاک اُڑائی ترے در کی
خود قلب میں صورت اُتر آئی ترے در کی

☆☆

لب پر نعت پاک کا نغمہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے
میرے نبی سے میرا رشتہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے

صبیح رحمانی کی نعتیہ شاعری کا یہ حسن آغاز ہے۔ جس میں ابتدائی شاعری کے عوامل بھی شامل ہیں۔ مگر اس کے باوجود شاعر نے اپنی جستجو کے سفر کو نہ صرف دراز رکھا بلکہ اس میں بہتری کے لیے بھی شبانہ روز کاوشیں کی ہیں۔ ماہِ طیبہ کے بعد کی نعتیہ شاعری میں اس کی واضح مثالیں دیکھی جا سکتی ہیں۔ دیگر شعبہ ہائے زندگی کی طرح صبیح رحمانی کی نعتیہ شاعری بھی روز بروز ارتقائی منازل طے کر رہی ہے۔ صبیح رحمانی کی بعض نعتیں مقبولِ خاص وعام ہیں۔ جن کی گونج اکثر محافلِ نعت اور الیکٹرونک میڈیا پر بھی سنائی دیتی رہتی ہے۔

جادۂ رحمت 1993ء (۱۴۱۴ھ)

''جادۂ رحمت''، صبیح رحمانی کا دوسرا نعتیہ مجموعہ کلام ہے (جو ماہِ طیبہ کے پانچ سال بعد شائع ہوا۔) جس کا سالِ اشاعت 1993ء ہے۔ اقلیم نعت کے تعاون سے شائع ہونے والی اس کتاب کے ناشر ممتاز پبلشرز، 20-نوشین سینٹر اُردو بازار کراچی ہیں۔ (یہ ادارہ اب بند ہو چکا ہے)۔ 23x36=16 کے سائز کی یہ کتاب 128 صفحات پر مجلد شائع ہوئی ہے۔ جب کہ اس کا ہدیہ =/70 روپے ہے۔

02 Shahzad Bhai Article for KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019

سرورق کی پشت پر ڈاکٹر سیّد رفیع الدین اشفاق (ناگ پور، بھارت) کی مضبوط رائے موجود ہے۔ نعت کے موضوع پر سب سے پہلا پی ایچ ڈی کرنے والے نے صرف رائے ہی نہیں دی بلکہ حُبِّ نبی کے چراغ روشن کیے ہیں۔ اس کے علاوہ کلامِ صبیح اور پیامِ صبیح کے خلوص اور تہذیبی معیار کو واضح کیا ہے۔

'تاریخ طباعت جادۂ رحمت' / 1993ء حنیف اسعدی کی تحریر کردہ ہے۔ اس کا انتساب صبیح رحمانی نے اپنے مرشد کامل حضرت شاہ انصار الہٰ آبادی کے نام معنون کیا ہے۔ 'جادۂ رحمت کا مسافر صبیح رحمانی' ڈاکٹر سیّد محمد ابوالخیر کشفی مرحوم کی رشحاتِ فکر کا آئینہ دار ہے۔ 'ایک خوبصورت نعتیہ تخلیق' پروفیسر عاصی کرنالی مرحوم کی دل آویز تحریر سے مزّین ہے۔ اس کی 'پیشوائی' لکھنے والوں میں صاحبِ طرز نعت گو حفیظ تائب مرحوم بھی شامل ہیں۔ آخر میں صبیح رحمانی کا اعترافِ خلوص بھی اس میں دیدنی ہے۔

جادۂ رحمت کا آغاز ایک 'نعتیہ قطعہ' سے ہوا ہے۔ ایک آزاد حمدیہ نظم ہے۔ غزل کی ہیئت میں دو حمدیں اور دو حمدیہ ہائیکو ہیں۔ اس کے بعد ایک نعتیہ قطعہ کے بعد چوبیس نعتیں غزل کے انداز میں ہیں۔ سترہ نعتیں پابند و آزاد نظموں کی صورت میں موجود ہیں۔ آخر میں دس نعتیہ ہائیکو بھی شامل ہیں۔

ماہِ طیبہ کے پانچ سال کے عرصہ کے بعد جادۂ رحمت کے کلام میں تنوع کی زیادہ مثالیں موجود ہیں۔ کلام میں نئے استعارے اور نئی لفظیات کی کہکشاں سجی ہے۔ جس سے شاعر کی ارتقائی منازل تیزی سے پختگی کی راہ پر گامزن ہیں۔ صبیح رحمانی کم کہتے ہیں مگر اپنی انفرادیت، شناخت اور اپنے نعتیہ تشخص کو برقرار رکھتے ہوئے اچھا کہتے ہیں۔

صبیح رحمانی کے ہر مختصر نعتیہ مجموعہ کلام میں سے چند نعتیں ضرور زبان زدِ خاص و عام ہو جاتی ہیں۔ ان کی گونج اکثر سنائی دیتی ہے۔ بعض شعرا کے تین تین اور چار چار مجموعہ ہائے کلام سے ایک یا دو نعتیں بھی قبولیت اور مقبولیت کے مقام سے کوسوں دور رہتی ہیں۔ ایک دو نعتیں تو کجا ایک شعر بھی نعتیہ ادب کی زینت نہیں بن پاتا۔ آخر میں یہی کہتے بنتی ہے کہ

ایں سعادت بزورِ بازو نیست   تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

جادۂ رحمت کی پہلی نعت ہی مقبولیت کے مقام پر فائز ہو گئی تھی۔ اس نعت میں ماضی، حال اور مستقبل کی مسلسل گردان نے نعت کے حقیقی رنگ اور اس کی روح کو دو آتشہ کر دیا ہے۔ اشعار کی سادگی، الفاظ کی نغمگی اور معانی و مفاہیم کی برجستگی شاعر کی قادرالکلامی کی شاہد ہیں۔

کوئی مثل مصطفیٰ کا کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا
کسی اور کا یہ رُتبہ کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا

مرے طاقِ جاں میں نسبت کے چراغ جل رہے ہیں
مجھے خوف تیرگی کا کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا

اس مجموعہ کلام کی یہ نعت بھی قبولیت سے ہم کنار رہی ہے۔صبیح رحمانی نے آہستہ آہستہ کی ردیف کو کس اہتمام سے نبھایا ہے۔اس میں نئی لفظیات کی شمع فروزاں کی ہے۔

جگائے علم کے سورج سکھائی لفظ کی حرمت
کیے وا آگہی کے سارے در آہستہ آہستہ
محبت کا سلیقہ دے دیا وحشی قبائل کو
مٹا صدیوں کی رنجش کا اثر آہستہ آہستہ

مذکورہ بالا پہلا شعر کس معنویت کا آئینہ دار ہے،لفظوں کی نشست و برخاست بھی خوب ہے۔علم کے سورج جگانا اور لفظوں کی حرمت سکھانا اور آگہی کے در کُھل جانا شاعر موصوف کی خود کلامی کی بہترین مثال ہے۔

دوسرا شعر بھی محبت کی حقیقی منزل کو بیان کر رہا ہے۔اللہ کے رسول ﷺ نے وحشی قبائل کو محبت کے ایسے انداز سکھا دیے کہ جو رنجشیں صدیوں پر محیط تھیں، وہ آناً فاناً میں محبت کا دم بھرنے لگیں۔آپ کی (ﷺ) شخصیت ہی محبت کا مرکز ہے جہاں سب عداوتیں اور رنجشیں دم توڑتی نظر آتی ہیں۔شاعر نے ایک بہت بلیغ مضمون کو اپنے صرف ایک شعر میں منظوم کر دیا ہے۔

کوئی بھی نعت گو رب کی توفیق کے بغیر نعت نہیں کہہ سکتا۔وہ رب ہی تو ہے جب چاہے جیسے چاہے نعت کو قبول عام وخواص بنا دیتا ہے۔شاعر کی تمنا اور مانگنے کا سلیقہ دیکھیے۔

قلم خوشبو کا ہو اور اس سے دل پر روشنی لکھوں
مجھے توفیق دے یارب کہ میں نعت نبی لکھوں

اس دوسرے مجموعہ کلام جادۂ رحمت میں کئی نعتیں ایسی ہیں جن پر سیر حاصل گفتگو کی جاسکتی ہے۔طوالت کے باعث صرف چند مقبولِ عام نعتوں کے اشعار پیش کیے جارہے ہیں۔

تھے عالی مرتبہ سب انبیاء اوّل سے آخر تک
مگر سرکار سا کوئی نہ تھا اوّل سے آخر تک

☆☆

وصف لکھنا حضورِ انور کا ہے تقاضہ یہ میرے اندر کا

☆☆

اشکوں کی چادر چہرے پر آنکھوں میں گنبد عالی ہے
خوابوں کا نگر آباد رہے خوابوں میں سنہری جالی ہے

☆☆

خواب روشن ہو گئے مہکا بصیرت کا گلاب
جب کِھلا شاخِ نظر پر اُن کی رویت کا گلاب

☆☆

سرکار کے قدموں میں — Reverence Unto His Feet

’سرکار کے قدموں میں‘ صبیح رحمانی کا تیسرا نعتیہ مجموعہ کلام وانتخاب نعت ہے۔(جو جادۂ رحمت کے تقریباً سولہ سال بعد شائع ہوا۔) جیسے جیسے سالوں کی گردشِ لیل ونہار بڑھ رہی ہے صبیح رحمانی کی نعتوں کی تعداد میں اضافے کے بجائے کمی آرہی ہے۔وجہ وہی ہے کہ کم کہنا ہے مگر اچھا اور معیاری کہنا ہے۔سرکار کے قدموں میں 2002ء کے مرتب محمد محبوب اور 2006ء کے مرتب مدثر سرور چاند کے نام سے بھی انتخابِ نعت کی صورت میں شائع ہو چکے ہیں۔

’سرکار کے قدموں میں‘ کا انگریزی ایڈیشن اس وقت میرے پیش نظر ہے۔جس کا انگریزی ترجمہ محترمہ سارہ کاظمی کی علمی کاوش ہے۔جسے انگلش سائز اور انگلش انداز میں چھاپا گیا ہے۔2009ء میں شائع ہونے والی یہ کتاب بہت دلکش اور جاذب نظر انداز سے طبع شدہ ہے۔146 صفحات کی مجلد یہ کتاب نعت ریسرچ سینٹر کراچی اور نعت ریسرچ سینٹر (یوکے) کی مشترکہ کاوش ہے۔

سارہ کاظمی، شاعری کی دلدادہ اور ادیبہ ہیں۔گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور سے انگلش لٹریچر میں ایم فل کر چکی ہیں جب کہ لاہور کالج وومن میں لیکچرار ان انگلش ہیں۔درس وتدریس کے فرائض انجام دے رہی ہیں۔زیرِنظر کتاب ان کی نعت سے گہری رغبت اور شاعر سے محبت کی عکاس ہے۔انگریزی داں طبقہ اس کتاب سے بہت محظوظ ہوگا۔موصوفہ کی اس موضوع پر یہ پہلی کتاب ہے۔

اس کتاب کا انتساب (Dedication) دُخترِ رسول شاہزادیٔ جنت، حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے نام سے معنون ہے۔(About the Translater) کے عنوان سے سارہ کاظمی کے مختصر حالات درج ہیں۔(Preface) کتاب اور صاحب کتاب کے حوالے سے تحریر ہے۔جس میں نعتیہ ادب کو بھی مختصراً بیان کیا ہے۔موصوفہ نے اپنے ابتدائیہ کے آخر میں اُمّ معبد

02 Shahzad Bhai Article for KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019

کی نعت بھی بیان کی ہے۔ واضح رہے کہ محترمہ سارہ کاظمی کی ساری گفتگو انگریزی میں ہے جس کی سطر سطر سے عشقِ رسول (ﷺ) کی روشنی عیاں ہے۔

فہرست (Content) کے بعد آمنے سامنے والے صفحات پر پہلے نعت کا لفظی ترجمہ ہے پھر اس کے سامنے ہی اُس حمد یا نعت کا اُردو متن موجود ہے جس سے دونوں طبقات اُردو داں طبقہ اور انگریزی داں طبقہ اپنی مشامِ جاں کو معطر کریں گے۔ نعتیہ ادب میں سرکار کے قدموں میں کا انگریزی ترجمہ ایک مثالی اور لائقِ تقلید عمل ہے۔ دیگر نعت گو شعرا حضرات کو بھی اس جانب توجہ کرنی چاہیے تاکہ بالعموم انگریزی داں طبقہ اور بالخصوص یورپ کے عوام و خواص بھی اس سے اپنے قلوب کو منوّر کر سکیں۔ مترجمہ کا یہ احسن اقدام اور صاحب کتاب صبیح رحمانی کا یہ حُسنِ عمل **ورفعنالک ذکرک** کی صداؤں کو عام کرنے کی ایک عملی کوشش ہے۔ انشاء اللہ جس کے دیرپا اور دوررس نتائج سامنے آئیں گے۔

’سرکار کے قدموں میں‘ صبیح رحمانی کے نئے حمدیہ و نعتیہ کلام اپنی پوری آب و تاب، دلکشی اور دل پذیری کے ساتھ موجود ہیں۔ شاعر موصوف کا ارتقائی سفر تیزی سے رواں دواں ہے۔ نئے استعارے، نئی لفظیات، نئے مفاہیم و معانی اور نئی تراکیب کی صورت میں خوبصورت نعتیہ شاعری کا اثاثہ ہیں۔ موصوف کم کہنے پر بھی معیار اور مزاج سے نہیں ہٹتے۔ کم کہنا اور خوب جم کر کہنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی حمد و نعت محافل اور ادب میں موضوع بحث رہتی ہیں۔

’سرکار کے قدموں میں‘ کا آغاز حمد باری تعالیٰ سے ہوا ہے۔ اس کی ابتداء میں صبیح رحمانی کے تینوں حمدیہ کلام جو مقبولِ عام اور بہت زیادہ پڑھے جاتے ہیں، موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء انسان کی بندگی کی علامت ہے۔ کوئی بھی جن و بشر اس کی کماحقہٗ حمد و ثنا بیان نہیں کر سکتا۔ مگر پھر بھی اپنی کم مائیگی، عاجزی اور کج مج بیانی کا اظہار کرتا ہے۔ اگر وہ معبودِ برحق قبول کر لے تو اُسے شہرت سے ہم کنار کر دیتا ہے۔ صبیح رحمانی وہ خوش نصیب نعت گو ہیں کہ جن کی نعتوں کے ساتھ ساتھ حمدوں کی مقبولیت کا آوازہ بھی روز بروز بلند سے بلند تر ہو رہا ہے۔ اس مجموعہ کلام و انتخاب نعت کی پہلی حمد پیشِ خدمت ہے۔

خوشا وہ دن حرمِ پاک کی فضاؤں میں تھا
زباں خموش تھی دل محوِ التجاؤں میں تھا

یہ حمدیہ نظم التجا اور مناجات کے رنگ و نور سے معمور ہے۔ جس میں شاعر نے حرم کعبہ میں ہونے والی عطاؤں کا ذکر منظوم اور دل لبھانے والے انداز میں کیا ہے۔

02 Shahzad Bhai Article for KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019

کعبے کی رونق کعبے کا منظر اللہ اکبر، اللہ اکبر
دیکھوں تو دیکھے جاؤں برابر اللہ اکبر، اللہ اکبر

صبیح رحمانی کی یہ حمد بہت مقبول ہے۔ اکثر محافل میں اس کی تکرار سنائی دیتی ہے۔ یہ حمدِ رب العزت بھی تمناؤں، التجاؤں اور عطاؤں سے عبارت ہے۔ شاعر نے اپنے محسوسات و مشاہدات کو بہت خوبصورتی کے ساتھ نظم کیا ہے۔ اس حمدیہ نظم کو سن کر بیت اللہ شریف کی زیارت کرنے والے مزید تڑپنے لگتے ہیں اور جن کی حاضری نہیں ہوئی وہ اس حمد سے اپنی روح کو سیراب کرتے ہیں۔

حاضر ہیں ترے دربار میں ہم، اللہ کرم، اللہ کرم
دیتی ہے صدا یہ چشم نم، اللہ کرم اللہ کرم

یہ حمد بھی عموماً محافل میں ساعت گوش رہتی ہے۔ شاعر نے اللہ رب العزت کے دربارِ گہربار میں حاضری کا نقشہ نظم کیا ہے۔ جس میں بندہ اپنے رب سے چشم نم کے ساتھ مسلسل کرم کا طلب گار رہتا ہے۔

صبیح رحمانی کی حمد و نعت کا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ شاعر موصوف شعریت کے ساتھ ساتھ غنایت کو بھی ملحوظ رکھتے ہیں۔ ان کی حمدیہ و نعتیہ شاعری ترنم ریزی کی وجہ سے مسلسل سفر میں رہتی ہے۔ اب چند مقبولِ عام و شہرتِ دوام پانے والی نعتوں کے بھی اشعار دیکھیے۔

اللہ نے پہنچایا سرکار کے قدموں میں
صد شکر میں پھر آیا سرکار کے قدموں میں

☆☆

اُجالے کیوں نہ ہوں دیوار و در میں
میں ذکرِ مصطفیٰ کرتا ہوں گھر میں

☆☆

اپنے دربار میں آنے کی اجازت دی ہے
اِک گنہ گار کو آقا نے عزت دی ہے

☆☆

کھویا کھویا ہے دل، ہونٹ چپ، آنکھ نم، ہیں مواجہ پہ ہم
روبرو اُن کے لایا ہے اُن کا کرم، ہیں مواجہ پہ ہم

☆☆

میں نے اس قرینے سے نعتِ شہ رقم کی ہے
شعر بعد میں لکھا پہلے آنکھ نم کی ہے

☆☆

لو ختم ہوا طیبہ کا سفر، دل وجد میں ہے جاں وجد میں ہے
ہے گنبدِ خضرا پیشِ نظر دل وجد میں ہے جاں وجد میں ہے

اس کے علاوہ صبیحؔ رحمانی کی کئی نعتیں اور بھی ہیں جو مقبولیت کے مقام پر فائز ہیں۔

جادۂ رحمت 2009ء — Jada-i-Rahmat

'جادۂ رحمت' انگریزی ایڈیشن کے ترجمہ نگار جسٹس (ر) ڈاکٹر منیر احمد مغل ہیں۔ جسٹس صاحب نے کتاب کو اُردو سے انگریزی میں بڑی مہارت سے منتقل کیا ہے۔ جادۂ رحمت کا یہ انگریزی ایڈیشن حرف بہ حرف اور نعت بہ نعت اُردو جادۂ رحمت کا آئینہ ہے۔ مُجلّد شائع ہونے والی یہ کتاب 272 صفحات پر مشتمل ہے۔ 2009ء میں نعت ریسرچ سینٹر کراچی اور نعت ریسرچ سینٹر (یوکے) کے تعاون سے اسے شائع کیا گیا ہے۔ کتاب کا سائز 23x36=16 ہے۔

جادۂ رحمت کے اس انگریزی ایڈیشن کو جسٹس منیر احمد مغل نے کئی حوالوں سے مستند بنایا ہے۔ (Translator's Note) یعنی جسٹس صاحب کا ابتدائیہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ موصوف کی قرآن و حدیث پر گہری نظر ہے جس کے تناظر میں انھوں نے نعت اور صاحبِ نعت ﷺ کے مقام و مرتبے کو واضح کیا ہے۔

جسٹس صاحب کے ترجمے کا انداز ملاحظہ کیجیے۔ پہلی سطر میں اُردو متن دیا گیا ہے، اس کے فوراً بعد رومن انداز میں اسے انگریزی میں منتقل کیا ہے۔ اس کے بعد پھر (Boxes) میں پہلے رومن انداز پھر اس کا لفظی ترجمہ اور اس کے بعد رواں لفظی ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ ہر شعر کی وضاحت کے لیے پانچ پانچ سطروں کا استعمال کیا گیا ہے۔ اس کام کی افادیت کے پیشِ نظر اس کا نمونہ دیا جارہا ہے تاکہ اس موضوع پر آیندہ کام کرنے والے جسٹس صاحب کے اس کام سے رہنمائی حاصل کرتے رہیں۔ صرف ایک شعر حمد اور ایک شعر نعت کا نمونتاً عکس دیا گیا ہے۔

02 Shahzad Bhai Article for KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019

حمد باری تعالیٰ:

کعبه کي رونق کعبه کا منظر

1. Ka`bay kī raunaq ka`bay kā manẓar

Ka`bay	*kī*	*raunaq*	*ka`bay*	*kā*	*manẓar*
Ka`bah	of	splendour	Ka`bah	of	scene
The Splendour of Ka`bah, the scene of Ka`bah!					

الله اکبر الله اکبر

Allāhu Akbar Allāhu Akbar

Allāhu	*Akbar*	*Allāhu*	*Akbar*
God	is great	God	is great
Allah is Great, Allah is Great.			

دیکھوں تو دیکھے جاؤں برابر

Daykhūn to daykhay jā'un brābar

Daykhūn	*To*	*daykhay*	*jā'un*	*brābar*
If I see	Then	see	on	continuously
If I see then I go on seeing.				

الله اکبر الله اکبر

Allāhu Akbar Allāhu Akbar

Allāhu	*Akbar*	*Allāhu*	*Akbar*
God	is great	God	is great
Allah is Great, Allah is Great.			

مندرجہ بالا حمد جادۂ رحمت میں شامل نہیں تھی مگر جسٹس صاحب نے اسے اپنے ابتدائیے میں ترجمہ کے ساتھ شامل کیا ہے۔ (مرتب)

نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کوئی مثل مُصطفیٰ کا

KO'Ī MITHL MUṢṬAFĀ KĀ

KO'Ī	MITHL	MUṢṬAFĀ	KĀ
Any	Like	the Chosen one the Messenger of Allah (صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم)	of
The like of the Chosen one,the Messenger of Allah (صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم)			

کبھی تھا نہ ھے نہ ھوگا

KABHĪ THĀ NA HAY NA HOGĀ

KABHĪ	THĀ	NA	HAY	NA	HOGĀ
Never	was there	nor	is there	nor	will be there
never was there, nor is there, and nor will be there.					

کسی اور کا یہ رتبہ

KISĪ 'AUR KĀ YEH RUTBAH

KISĪ	'AUR	KĀ	YEH	RUTBAH
Ano one	Else	of	this	rank
Such rank for any one beside him				

کبھی تھا نہ ھے نہ ھوگا

KABHĪ THĀ NA HAY NA HOGĀ

KABHĪ	THĀ	NA	HAY	NA	HOGĀ
Never	was there	nor	is there	nor	will be there
never was there, nor is there, and nor will be there.					

02 Shahzad Bhai Article for KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019

صبیح رحمانی وہ سعید بخت نعت خوُاں ونعت گو ہیں جنھیں نعت پاک کی برکت وافر عطا ہوئی ہے۔ ہر جگہ ان کی پذیرائی ہوتی ہے، ہر جگہ انھیں ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا ہے۔ دونوں کتابوں کے انگریزی ترجمے بھی اسی پذیرائی وعزت افزائی کا تسلسل ہیں۔ شاید ان کے کام میں برکت کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ یہ دوسرے کے کاموں میں بھی بہت زیادہ معاون ثابت ہوتے ہیں۔ یقیناً یہ اسی کی برکت ہے کہ یہ جس کام میں ہاتھ ڈالتے ہیں وہ ان کے لیے آسان تر ہوتا چلا جاتا ہے۔

کلامِ صبیح رحمانی

’’کلامِ صبیحؔ رحمانی‘‘ وطنِ عزیز کے مقبول نعت خواں اور نعت گو سیّد صبیح الدین صبیحؔ رحمانی کے حمدیہ ونعتیہ اور سلام ومناقب پر مشتمل مجموعہ کلام ہے۔ جس کو راقم الحروف شہزاد احمد نے مرتب کیا ہے۔ کلامِ صبیح رحمانی کی ضرورت عرصۂ دراز سے محسوس کی جا رہی تھی۔ صبیح رحمانی ہر دل عزیز نعت خواں اور خوش نصیب نعت گو ہیں۔ ان کا نعتیہ کلام نہ صرف علاقائی سطح پر بلکہ ملک کے طول وارض میں یکساں مقبول ہے۔ یہی نہیں بلکہ اسے ملکی سطح کے علاوہ بین الاقوامی طور پر بھی پذیرائی نصیب ہے۔

این سعادت بزورِ بازو نیست   تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ شاعری عوام وخواص کی پسندیدہ ہے۔ اکثر نعتیں زبان زدِ خلائق ہیں۔ ریڈیو، ٹی وی اور نجی چینلز پر تسلسل کے ساتھ نشر ہوتی ہیں۔ محافل نعت میں بھی ان کی گونج سنائی دیتی ہے۔ ادبی حلقوں میں بھی اِسے زیرِ بحث لایا جاتا ہے۔

صبیح رحمانی اُن خوش بخت شعرا کی فہرست میں شامل ہو چکے ہیں جن کی نعتیں اُن کی زندگی میں ہی مقبولِ عام اور شہرتِ دوام کے منصب پر فائز ہو جاتی ہیں۔ وطن عزیز میں صف اوّل کے نعت خواں حضرات صبیح رحمانی کے کلامِ نعتیہ کو نت نئے انداز سے پیش کر کے قافلۂ نعت کو آگے بڑھا رہے ہیں۔

سرکارِ دو عالم نورِ مجسم ﷺ کی نعت کا یہ اعزاز ہے کہ وہ اپنے لکھنے والے کو محروم نہیں رکھتی۔ شرط ہے کہ نعت کسی جاہ ومنصب کے حصول کے لیے نہیں بلکہ رضائے خدا اور خوش نودیٔ مصطفیٰ ﷺ کے لیے کہی گئی ہو۔

یقیناً جو نعتیں رضائے خدا اور خوش نودیٔ مصطفیٰ ﷺ جیسے اعلیٰ مقاصد کے پیش نظر کہی گئیں ہیں، ان نعتوں کا دورانیہ صرف چند سالوں پر محیط نہیں ہوتا، بلکہ ایسی نعتیں اپنے دامن میں صدیوں کو سمیٹ لیتی ہیں۔ ایسی نعتیں زبان، تہذیب، علاقے یا ملکوں کی محتاج نہیں ہوتیں۔ ان کے اثرات اس قدر توانا اور بھرپور ہوتے ہیں کہ یہ ہر جگہ اور ہر ملک میں اپنے فیضان کو عام کرتی ہیں۔

اس کی روشن اور واضح مثالیں عربی اور فارسی کی وہ نعتیں ہیں جو آج بھی روح کو تڑپاتی، قلب کو گرماتی اور چشمِ نم کو برساتی ہیں۔ یہ نعتیں قرطاس کی محتاج نہیں، بلکہ یہ لوحِ دل پہ رقم ہوتی ہیں۔

جو نعتیں قرطاسِ دل کو چھو لیں، وہی نعتیں دلوں پر بھی اپنے دیرپا اثرات قائم کرتی ہیں۔

ایسی نعتوں کا سفر قرطاس پر نہیں بلکہ سینہ بہ سینہ دراز ہوتا ہے۔ یہ نعتیں ہوا کے دوش پر سفر کرتی ہیں۔

صبیح رحمانی کی بعض حمدیں اور نعتیں اپنے جذب و اثر، کیف و سرور اور رنگ و نور کے سائے میں طمانیت قلب کا باعث ہیں۔ نعتوں میں کیف و اثر کسی اندرونی یا بیرونی چیز کا محتاج نہیں۔ یہ جذب و سرور اللہ کے کرم سے مشروط ہے۔ شہرتِ دوام اور مقبولِ عام ہونے والی نعتیں صرف عوام کو ہی متاثر نہیں کرتیں اس کے اثرات سے خواص بھی محظوظ ہوتے ہیں۔ آج ہمارے اسلاف اور بزرگانِ دین کی نعتیں عوامی انداز سے ہی ہماری دسترس میں آتی ہیں۔ محافل کے ذریعے ہمارے کان ان نعتوں سے آشنا ہوتے ہیں۔

یہ خوش نصیبی اور شہرت کی بلندی ہر نعت کہنے والے کو میسّر نہیں۔ صبیحؔ رحمانی بخت کے یاور ہیں کہ ان کے نعتیہ کلام اُن کے سامنے مقبولِ عام ہو کر شہرتِ دوام حاصل کر رہے ہیں۔ اُن کے کلامِ نعتیہ کو لوگ مانگتے ہیں، پسند کرتے ہیں۔ اس شدید مانگ کے پیشِ نظر کلامِ صبیحؔ رحمانی کی اشاعت کو ضروری سمجھا گیا ہے تاکہ تشنگانِ نعت اس سے سیراب ہو سکیں۔

اس کے پہلے مرحلہ میں کلامِ صبیحؔ رحمانی کو دیدہ زیب انداز میں پیش کیا جا رہا ہے۔

اس کے دوسرے مرحلہ میں ان کی مشہور ہونے والی نعتیں جامع تعارف کے ساتھ مشہور کلامِ صبیحؔ رحمانی کے نام سے شائع کی جائیں گی۔

اس سلسلے کا تیسرا اور آخری مرحلہ ''کلیاتِ صبیحؔ رحمانی'' ہے۔ اس کلیات میں صبیح رحمانی کا ابتدائی دور سے لے کر 2018ء تک تمام کلام شامل ہے۔

صبیح رحمانی کی مقبول نعتیں اور کلیاتِ صبیحؔ رحمانی بھی جہانِ نعت میں اضافے کا سبب ہیں۔ ان تینوں کتب کو صوری اور معنوی ضرورتوں کے تحت شائع کیا گیا ہے۔ دُعا ہے کہ یہ نعت کے دوامی سلسلے بارگاہِ ربّ العزت اور بدرگاہِ خیرالانام ﷺ سے پذیرائی کا شرف حاصل کرتے رہیں۔

مشہور کلامِ صبیحؔ رحمانی

سیّد صبیح الدین صبیحؔ رحمانی کا مشہور و مقبول کلامِ نعتیہ بھی ترتیب دیا گیا ہے۔ نعت گو کی شہرت اور اس کی نعتوں کی مقبولیت باری تعالیٰ کے کرم پر منحصر ہے۔ اس کا کرم شاملِ حال ہو تو مٹی بھی سونا

02 Shahzad Bhai Article for KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019

بن جاتی ہے اگر اس کی نظرِ کرم نہیں تو سونا بھی بے قدر ہی رہتا ہے۔

بعض نعتیہ کلام اس قدر موثر، مؤدب اور معتبر ہوتے ہیں جو سننے والوں کے دلوں پر نقش ہو جاتے ہیں۔ صبیحؔ رحمانی کا شمار اُن قابلِ قدر شعرائے کرام میں ہوتا ہے جن کی نعتیں شہرت کی بلندیوں کو چھوتی ہیں۔ بعض حمدیہ اور نعتیہ کلام صبیحؔ رحمانی کی شناخت اور پہچان بن چکے ہیں۔

نعت خوانوں کی صفِ اوّل ہو یا صفِ دوم ہر کوئی صبیحؔ رحمانی کی نعتوں کو نئے آہنگ اور خوبصورت ڈھنگ سے پیش کرتا ہے۔ عوام و خواص کی محافل سے داد و تحسین سمیٹتا ہے۔ ہر نعت خواں کا نیا انداز اور نئی طرز حاضرین وسامعین کو بے قرار کر دیتی ہے۔

صبیحؔ رحمانی کی نعتوں کی طرزوں کا ایک کمال ہے کہ آسان اور عام فہم انداز لیے ہوتی ہیں۔ ہر نعت خواں اسے باآسانی یاد کر کے اپنے دل وجاں پہ نقش کر لیتا ہے۔ وہ نعت جو بار بار محافل اور ریڈیو ٹی وی کے حوالے سے پڑھی جائے وہ خواص اور عوام کے دل میں جاگزیں ہو جاتی ہے۔

ایسے نعتیہ کلام جو کیف و اثر سے لبریز ہوتے ہیں بارگاہِ رسالت ﷺ میں سچی عقیدت کے ساتھ پیش کیے جاتے ہیں۔ پذیرائی اور مقبولیت صرف ان کا ہی مقدر ہوتی ہے۔ نعت صرف بحور اور اوزان پورا کرنے کا نام نہیں اور یہ لفظوں کی بُنت بھی نہیں۔ بے کیف اور سپاٹ نعتیں قارئین نعت اور نعتیہ محافل سے کوسوں دور رہتی ہیں۔

بے کیفی اور بے اثری میں ڈوبی نعتوں کا لکھنے والا جتنے زمین و آسمان کے قلابے ملاتا رہے اُس کی سپاٹ نعتوں کو پذیرائی ملنا ناممکن ہے۔ نعت کے لیے عشقِ صادق اور جذبۂ کامل کی اشد ضرورت ہے۔ اس کے بغیر نعتوں میں کیف و سرور اور رنگ و نور پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔

کلیاتِ صبیحؔ رحمانی

الحمدللہ! صبیح رحمانی وہ سعید بخت نعت خواں و نعت گو ہیں جن کی نعتیہ شاعری زبان زدِ عام ہے۔ اطراف میں اکثر اس کی گونج سنائی دیتی ہے۔ ''کلامِ صبیحؔ رحمانی'' کی اشاعت پہلے عمل میں لائی گئی ہے۔ اس میں کوشش کر کے کلامِ صبیحؔ رحمانی کو احسن انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب زیورِ طباعت سے آراستہ ہو چکی ہے۔ اس کے بعد مشہور کلامِ صبیحؔ رحمانی ہے۔ اس میں صبیحؔ رحمانی کے صرف مشہور و معروف کلاموں کے علاوہ ان کی طویل نعتیہ خدمات کا ذکر بھی تفصیلاً موجود ہے۔

مسرت کی بات ہے ''کلیاتِ صبیحؔ رحمانی'' از ابتدا تا 2018ء تک کلاموں پر مشتمل ہے۔

انشاءاللہ ''کلیاتِ صبیحؔ رحمانی'' ادبِ نعت میں قابلِ توجہ اور لائق مطالعہ اضافہ ثابت ہوگی۔

عصرِ جدید میں شعرائے کرام کی حیات میں نعتیہ کلیات نگاری کو دوام مل رہا ہے۔ شاعر اپنی زندگی میں تو کوشش کر کے اپنے کلامِ نعتیہ کو شائع کرا دیتا ہے مگر بعد میں اُس کی اولاد یا اُس کے متعلقہ افراد اس جانب توجہ نہیں کرتے۔ جس کے سبب وہ سارا سرمایۂ نعت پردۂ خفا میں چلا جاتا ہے۔

الحمدللہ! صبیحؔ رحمانی کو اللہ تعالیٰ نے نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے میں ہمہ جہت صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ وہ نعت کی ہر جہت اور ہر سمت میں کام کرنے کے جذبے سے سرشار ہیں۔ راقم الحروف شہزاد احمد ان تمام کاموں کا مرتب اور خدمت گزار ہے۔ صبیح رحمانی کی نعت خوانی، نعت گوئی اور نعت جوئی نے انھیں مخلص اور نعت سے محبت کرنے والوں کے قریب کردیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر محبینِ نعت ان کی ابرو کے اشارے کے منتظر رہتے ہیں۔ صبیح رحمانی ایسے مخلصینِ نعت کی توجہ نعتیہ ادب کی اہم کتب کی جانب مبذول کروادیتے ہیں جس کے سبب تیزی سے اشاعتی ادبِ نعت تسلسل سے سامنے آرہا ہے۔

صبیح رحمانی کے مرتب کردہ نعتیہ انتخابات

''ایوانِ نعت'' مرتب: صبیح رحمانی 1993ء

صبیح رحمانی وقت شناس انسان ہیں۔ انھوں نے وقت کی رفتار اور ہوا کا رُخ دیکھ کر ''ایوانِ نعت'' ترتیب دیا ہے۔ انھوں نے اس انتخاب کو مرتب کرتے وقت بھی اپنی جداگانہ انفرادیت کو برقرار رکھا ہے۔

صبیح رحمانی کا مرتب کردہ ''ایوانِ نعت'' ایک تحریک بھی ہے اور ایک تحریک کا آغاز بھی۔

''ایوانِ نعت'' کو کراچی کی نعتیہ شاعری کے حوالے سے نقشِ اوّل کی حیثیت حاصل ہے۔ نقشِ اوّل اتنا ہمہ جہت ہے کہ اس میں بے شمار پہلو نقشِ ثانی کے آشکارا ہیں۔

دبستانِ کراچی کی فروغ نعت میں خدمات کے جائزے اور 165 زندہ شعرا کی نعتوں پر مشتمل نعتیہ انتخاب جس میں غزل، نظم، رباعی، ہائیکو اور آزاد نعتیہ نظمیں بھی شامل ہیں۔ ایوانِ نعت صرف ایک نعتیہ انتخاب ہی نہیں بلکہ یہ دبستانِ کراچی کی جانب سے ایک عمدہ مثال اور ایک مستند حوالہ بھی ہے۔ جسے ہم بجاطور پر ایک نمائندہ انتخاب کہہ سکتے ہیں۔

''ایوانِ نعت''، صبیح رحمانی کے مرتب کردہ نعتیہ انتخاب کا نام ہے۔ ''ایوانِ نعت'' کی

02 Shahzad Bhai Article for KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019

اصطلاح کا آغاز سب سے پہلے کراچی سے ہوا۔ جسے قمرانجم (مرحوم) نے اپنی کتاب ''حسنت جمیع خصالہٖ''/1979ء میں ایک عظیم نعتیہ منصوبے کے تحت شائع کیا تھا۔ پھر یہ اصطلاح پورے پاکستان میں پھیل گئی۔ اب بہت سے حضرات ''ایوانِ نعت' بنائے بیٹھے ہیں۔ ایک بار پھر صبیح رحمانی نے ''ایوانِ نعت'' کی اصطلاح کو ایسا برِوقت و برمحل استعمال کیا ہے کہ حقیقتاً ''ایوانِ نعت'' سجا دیا ہے۔ اس اصطلاح کا یہ نیا آہنگ بھی خوب ہے۔

''ایوانِ نعت''، دسمبر 1993ء میں شائع ہوا۔ اسے ممتاز پبلشرز کراچی نے شائع کیا ہے۔ اس کی قیمت -/60 روپے اور صفحات 196 ہیں۔

''جمالِ مصطفیٰ'' مرتب: صبیح رحمانی 1993ء

صبیح رحمانی کا منتخب کردہ انتخابِ نعت ہے جس میں انھوں نے ریڈیو، ٹی وی کی مشہور نعتیں یکجا کی ہیں۔ یہ ایک روایتی انتخابِ نعت ہے، مگر اس میں کچھ نئی نعتیں بھی شامل کرلی گئی ہیں۔

جمالِ مصطفیٰ پر سالِ اشاعت موجود نہیں، مگر مرتب کی یادداشت کے مطابق اسے 1993ء میں شائع کیا گیا۔ 192 صفحات کی اس کتاب کو فرید پبلشرز، اُردو بازار کراچی نے شائع کیا ہے۔

جمالِ مصطفیٰ کے مرتب نے 192 صفحات کی اس کتاب میں 161 شعرا کے نعتیہ کلام یکجا کیے ہیں۔ کم صفحات میں زیادہ نعتوں کی یہ ایک خوبصورت مثال ہے۔ صبیح رحمانی کا مرتب کردہ یہ انتخاب نعت بہت مقبول ہوا۔ (واضح رہے کہ سیرتِ طیبہ پر مشتمل معروف سیرت نگار و صدارتی ایوارڈ یافتہ علامہ عبدالعزیز عرفی ایڈوکیٹ مرحوم (28 ستمبر 2015ء) کی کتابِ سیرت کا نام بھی جمالِ مصطفیٰ ہے۔ یہ نام بھی اسی رعایت سے رکھا گیا ہے۔)

''گیارہ انتخابِ نعت'' مرتب: صبیح رحمانی سال اشاعت ندارد

صبیح رحمانی نے نعتوں کے بیک وقت گیارہ انتخابِ نعت ترتیب دیے۔ دس انتخابِ نعت مکتبہ ممتاز اُردو بازار کراچی کے زیرِاہتمام شائع ہوئے۔ 12 روپے قیمت کے ساتھ 52-52 صفحات پر مشتمل یہ انتخابِ نعت 20x30=16 کے سائز میں پیپر بیک پر شائع ہوئے۔

یہ تمام انتخابِ نعت معروف و مقبول نعتوں پر مشتمل تھے۔ پہلے دس انتخابِ نعت کے نام یہ ہیں۔ (۱) تیرے در کا فقیر ہوں (۲) سب سے اعلیٰ ہمارا نبی (۳) سلطان مدینے والے (۴) خوشبوئے گلستانِ محمد (۵) عقیدت کے پھول (۶) لحد میں آئیں گے سرکار (۷) بلغ العلیٰ بکمالہٖ (۸) کشف الدجیٰ بجمالہٖ (۹) حسنت جمیع خصالہٖ (۱۰) صلوا علیہ وآلہٖ

"کوئے مصطفیٰ" مرتب: صبیح رحمانی سال اشاعت ندارد

صبیح رحمانی کا ایک ضخیم مرتب کردہ انتخاب نعت ہے۔ اس کے ناشر کنگ پبلشرز، اُردو بازار کراچی ہیں۔ 48 روپے قیمت کے ساتھ 248 صفحات پر مشتمل یہ انتخابِ نعت پیپر بیک پر شائع ہوا ہے۔

اس نعتیہ انتخاب کی خوبی یہ ہے کہ یہ 248 صفحات پر مشتمل ہے، اس میں فہرست کے علاوہ 239 نعتیہ کلام شامل ہیں۔ ایک صفحہ پر ایک نعت کی خوبصورت روایت کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

صبیح رحمانی کے تمام مرتب کردہ انتخاب ہائے نعت میں مشہور زمانہ نعتیہ کلام کو شامل کیا گیا ہے۔ البتہ چند غیر معروف شعرا بھی ان کے مرتب کردہ منتخبات میں شامل ہیں۔ یہ حسنِ عمل بھی فروغِ نعت کی ایک مستحسن روایت ہے۔ آج کا غیر معروف نعت گو کل کا انشاء اللہ معروف نعت گو کہلائے گا۔ نئے شعرا کے متعارف ہونے کی یہ ایک بہترین سبیل ہے۔

دوسرے ناموں سے انتخاب مرتب کرنا

صبیح رحمانی کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ موصوف نے دوسروں کے نام سے بھی انتخاب مرتب کیے ہیں۔ ان کی نظر ہمیشہ فروغِ نعت کے پہلو پر رہی۔ ان کے مرتب کردہ دو نعتوں کے انتخاب کا راقم الحروف عینی شاہد ہے۔ جس کی طباعت میں اس ناچیز کی کاوشیں بھی شامل رہیں۔

"مدحت"، یہ صبیح رحمانی کا مرتب کردہ نعتوں کا ایک ابتدائی اور خوبصورت انتخاب ہے جسے انھوں نے گولی مار گل بہار میں رہنے والے ایک معمر شخص حامد خان حامد القادری کے نام سے مرتب کیا تھا۔

"نذرانہ" یہ بھی صبیح رحمانی کی مرتب کردہ نعتوں اور مختلف مضامین کی صورت میں ایک نعتیہ انتخاب ہے، جس کے بظاہر مرتب نثار علی قادری مرحوم تھے۔ اسے مرکزی گل بہار نعت کونسل کراچی پاکستان نے شائع کیا تھا۔ یہ دونوں انتخاب ہائے نعت، حمد و نعت ریسرچ فاؤنڈیشن کراچی کی اوّلین لائبریری میں موجود ہیں۔

صبیح رحمانی کی از خود مرتب کردہ دیگر کتب

نعت نگر کا باسی 2008ء

'نعت نگر کا باسی' کے مرتب سیّد صبیح الدین رحمانی ہیں۔ اس کتاب میں ڈاکٹر سیّد ابوالخیر کشفی کی نعت گوئی و نعت شناسی کا ایک جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ زیرِ نظر کتاب میں دس مختلف حضرات کی

02 Shahzad Bhai Article for KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019

تحریریں شامل ہیں۔ نو مضامین نعت نگر کے باسی ابوالخیر کشفی کی نعت گوئی اور نعت شناسی سے متعلق ہیں۔ ایک نظم میں ابوالخیر کشفی کو خراجِ عقیدت پیش کیا گیا ہے۔

اس کتاب کے مرتب صبیح رحمانی نے ایک کاوش یہ کی ہے کہ کشفی صاحب کے نعت پر لکھے گئے مختلف مضامین، آرا اور فلیپ کی ایک فہرست مکمل معلومات کے ساتھ بھی دے دی ہے جس سے آیندہ نعت کے موضوع پر کام کرنے والے بھرپور فائدہ اُٹھائیں گے۔

2008ء میں شائع ہونے والی یہ کتاب مجلد 160 صفحات اور 16=23x36 کے سائز میں شائع ہوئی ہے۔ اس کے ناشر اقلیم نعت کراچی اور اہتمام نعت ریسرچ سینٹر کراچی کا ہے۔ پیش نظر کتاب کا ورق ورق نعت نگر کے باسی کے لیے دیدہ و دل فرشِ راہ کیے ہوئے ہے۔

غالب اور ثنائے خواجہ 2009ء

"غالب اور ثنائے خواجہ" کی تالیف کی سعادت بھی صبیح رحمانی کے حصے میں آئی ہے۔
غالبؔ اُردو اور فارسی شاعری میں تو غالب رہے ہیں مگر ان کا ایک "غالب ثنائے خواجہ" والا مقطع نعتیہ ادب کی زینت بن چکا ہے۔ اب غالب کا یہ مقطع تحریر و تقریر میں بھی غالب آ چکا ہے۔

زیرِ نظر کتاب میں غالب کی نعتیہ شاعری کے حوالے سے قابلِ ذکر حضرات کے اہم مضامین شامل ہیں۔ دس معتبر اُدبا کے مضامین غالب کی نعتیہ شاعری کی روح کو پیش کرتے نظر آتے ہیں۔ جب کہ دو شعرا نے تضمین بر کلامِ غالب کو سرنامہ بنایا ہے۔

مرتب کی یہ کاوش لائقِ تحسین ہے اسے مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ کی نعت گوئی کے حوالے سے ایک معیاری کوشش کہا جا سکتا ہے۔ 2009ء میں شائع ہونے والی یہ کتاب نعت ریسرچ سینٹر کراچی کی طبع شدہ ہے۔ 176 صفحات پر مشتمل یہ کتاب 16=23x36 کے سائز میں شائع ہوئی ہے۔ غالبؔ کے اس غالب رہنے والے مقطع کو آپ بھی اپنے دل میں جگہ دیجیے۔

غالبؔ ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد است

اُردو نعت میں تجلّیاتِ سیرت 2015ء

"اُردو نعت میں تجلّیاتِ سیرت" کے مؤلف بھی صبیح رحمانی ہیں۔ موصوف نے اُردو نعت گوئی میں تجلیاتِ سیرت کے حوالے سے تحریریں یک جا کی ہیں۔ مرتب فکرِ رسا کے حامل ہیں۔ انھوں نے پیش نظر کتاب میں اُسوۂ حسنہ کے تناظر میں نعت اور تذکارِ سیرت کا حسین امتزاج پیش

کیا ہے۔ کتاب کی ترتیب وتدوین میں تاریخی عوامل بھی پیش نظر رہے ہیں۔ تو یہ نو مضامین کے تنوع نے کتابی حسن کو چار چاند لگا دیے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب میں چار مستند حضرات کے آٹھ مضامین شامل ہیں۔ یہ مضامین ظہورِ قدسی، پس منظر ظہورِ قدسی، اُردو نعت میں بیانِ سیرت، اُسوۂ حسنہ، سیرت مصطفیٰ کی بہارِ جاوداں، جمالِ محسن انسانیت، اخلاقِ محسن انسانیت اور رحمت و شفقت محسن انسانیت کے عنوان سے جگ مگا رہے ہیں۔ ان تمام عنوانات و موضوعات کو اُردو نعت کے آئینے میں بیان کیا گیا ہے۔ اُردو نعت کا یہ اعزازِ خاص ہے کہ اس نے تجلّیاتِ سیرت کے ہر پہلو کو دوام بخشا ہے۔ مرتب نے اُردو نعت میں تجلّیاتِ سیرت کے ایک اہم گوشے کو نمایاں کیا ہے۔

اپریل 2015ء میں شائع ہونے والی یہ کتاب 328 صفحات پر مشتمل ہے۔ 16=23x36 کے سائز میں اس کتاب کو مجلد طبع کیا گیا ہے۔ اس کے ناشر نعت ریسرچ سینٹر کراچی ہیں۔

ڈاکٹر عزیز احسن اور مطالعاتِ حمد و نعت 2015ء

صبیح رحمانی کی مرتب کردہ یہ کتاب ڈاکٹر عزیز احسن کے تبصروں اور بعض کتابوں کے دیباچوں پر مشتمل ہے۔ جس کے بارے میں مرتب کا خیال ہے کہ ''حمد و نعت کی اصناف کے حوالے سے تنقیدی ادب ابھی تشکیلی دور سے گزر رہا ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس باب میں جو حرف بھی تنقیدی بصیرت کے ساتھ لکھا گیا ہے اسے کتابی صورت میں محفوظ ہو جانا چاہیے تاکہ ان اصناف پر بڑھتے ہوئے ذوقِ تنقید و تحقیق، تجزیہ و تبصرہ اور مطالعہ و مشاہدہ کے زیادہ سے زیادہ رجحانات و امکانات سامنے آسکیں۔''

بلاشبہ صبیح رحمانی کی انھی کوششوں کی وجہ سے نعتیہ ادب پر تنقیدی و تحقیقی کاموں کی رفتار میں قابلِ قدر اضافے ہو رہے ہیں۔ 336 صفحات کی اس مجلد کتاب کو 16=23x36 کے سائز میں نعت ریسرچ سینٹر کراچی نے شائع کیا ہے۔

اُردو نعت کی شعری روایت 2016ء

نعت کی تعریف، تاریخ، رجحانات اور تقاضوں پر مبنی مضامین کا یہ عمدہ انتخاب صبیح رحمانی کا نعتیہ ادب میں ایک بڑا کام ہے۔ اس کتاب کے مطالعے سے نعتیہ شاعری کے فن اور اس کی مختلف جہتوں پر جولوازمہ ایک کتاب میں فراہم کر دیا گیا ہے، اس کی مثال نعتیہ ادب میں نہیں ملتی۔

کتاب پر شمس الرحمٰن فاروقی، ڈاکٹر ابوالکلام قاسمی، پروفیسر فتح محمد ملک اور احمد جاوید جیسے

02 Shahzad Bhai Article for KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019

اہلِ علم کی آراء درج ہیں۔ مرتب کی اس کتاب نے جہاں ایک طرف ادب کے عام قاری کو نعت گوئی کے اس منظر و پس منظر سے آگاہ کرنے کی ذمہ داری ادا کی ہے وہیں نعت پر ریسرچ کرنے والے طالب علموں کے لیے موضوع سے استفادہ آسان کر دیا ہے۔

224 صفحات کی یہ کتاب 2016ء میں اکادمی بازیافت کراچی نے شائع کی ہے۔ یہ کتاب مجلد ہے اور 16=23x36 کے سائز پر شائع کی گئی ہے۔

کلامِ رضا فکری و فنی زاویے 2017ء

مولانا احمد رضا خاں کے شاعرانہ محاسن پر یہ کتاب ایک خالص ادبی معیارات پر مرتب کی گئی ہے جس کا ذکر مرتب نے اپنے پیش لفظ میں تفصیل سے کیا ہے۔ کتاب میں 25 ایسے مضامین کو شامل کیا گیا ہے جو ہندو پاک کے معتبر لکھنے والوں کے ہیں۔ یہ تحریریں ادبی پیرائے میں مولانا کے کلام کے محاسن شعر کا احاطہ کرتی ہیں۔ صبیح رحمانی کی اس اہم کتاب سے نہ صرف تاریخ ادب میں مولانا احمد رضا خاں کی طرف سے اغماض برتنے کی فضا تبدیل ہوگی بلکہ خود نعت گوئی کے فنی مباحث کو تقویت ملے گی۔

336 صفحات کی اس کتاب کو 16=23x36 کے سائز میں مجلد شائع کیا گیا ہے۔ کتاب کے ناشر نعت ریسرچ سینٹر کراچی ہیں۔

مدحت نامہ 2017ء

دو سو بارہ صفحات پر مشتمل اس خصوصی انتخابِ نعت کو نعت ریسرچ سینٹر نے 2017ء میں شائع کیا۔ اس انتخاب میں صبیح رحمانی نے کراچی کے 314 ایسے شعرا کی نعتیں شامل کی ہیں جن کے نعتیہ مجموعے شائع نہیں ہو سکے اس انتخاب میں کئی مشہور شاعروں کی ایسی نعتیں شامل ہوئی ہیں جو پہلے منظر عام پر نہیں آئیں تھیں وہیں مرتب نے یہ اہتمام بھی کیا ہے کہ ہر نعت سے پہلے شاعر کی تاریخ پیدائش اور وفات کا بھی اندراج کر دیا ہے۔ اس طرح یہ انتخاب نعت کسی حد تک تذکرے سے بھی قریب ہوگیا ہے۔ یہ کتاب 8=20x30 کے سائز میں غیر مجلد شائع کی گئی ہے۔

کلّیاتِ عزیز احسن 2017ء

کلیاتِ عزیز احسن حمد و نعت اور مناقب و منظومات پر مشتمل ہے۔ از ابتدا تا 2017ء تک کا کلام اس میں شامل ہے۔ اس کتاب کے ترتیب کار صبیح رحمانی ہیں۔ ڈاکٹر عزیز احسن کے چار نعتیہ مجموعہ ہائے کلام اس کلّیات میں موجود ہیں۔ مذکورہ ناموں سے یہ نعتیہ مجموعے کرم و نجات

کا سلسلہ، شہپرِ توفیق، اُمید طیبہ رسی اور سیلِ حُبِّ رسول شامل ہیں۔اس کتاب کے ناشر نعت ریسرچ سینٹر، B-306، بلاک 14، گلستانِ جوہر، کراچی ہیں۔800 صفحات کی یہ کلّیات خوبصورت انداز میں طبع ہوئی ہے۔مضبوط جلد بندی کے ساتھ اس کا سائز 16=23x36 ہے۔سال اشاعت صفر ۱۴۳۹ھ مطابق نومبر 2017ء اور اس کی قیمت بک پیپر -/700، سفید کاغذ -/900 روپے ہے۔

کلیاتِ عزیؔز احسن کا انتساب بصورتِ نظم ڈاکٹر عزیز احسن کا تحریر کردہ ہے۔کلیات پر مضامین لکھنے والوں میں صبیحؔ رحمانی، پروفیسر ڈاکٹر سیّد محمد ابوالخیر کشفی، ڈاکٹر عبدالکریم، کاشف عرفان اور ڈاکٹر عزیز احسن شامل ہیں۔

پاکستانی زبانوں میں نعت (روایت وارتقا) 2017ء

''پاکستانی زبانوں میں نعت روایت وارتقا'' صبیح رحمانی کی مرتب کردہ ہے۔2017ء میں نعت ریسرچ سینٹر B-306، بلاک 14، گلستانِ جوہر کراچی نے اس کی طباعت کا اہتمام کیا ہے۔352 صفحات کی یہ کتاب -/500 روپے ہدیہ کے ساتھ مُجلّد شائع ہوئی ہے۔

پاکستان میں بولی جانے والی زبانوں کا عطر کشید کر کے اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ان زبانوں میں پنجابی، سندھی، بلوچی، پشتو، سرائیکی، براہوی کے علاوہ متفرق دیگر زبانیں کشمیری، ہندکو، گوجری اور کیمبل پوری بولی میں نعت کے مضامین شامل ہیں۔

پاکستانی زبانوں میں نعت لائقِ مطالعہ کام ہے۔نعتیہ ادب میں اس کتاب کی پذیرائی فزوں تر ہے۔ایک نظر میں پاکستان میں بولی جانے والی زبانوں کی اس یک جائی نے نعت کے دیگر حلقوں کو اپنی جانب متوجہ کر لیا ہے۔اس فکر اور اس نظریے نے دیگر زبانوں کی نعت پر کام کرنے والوں کو ایک مہمیز دے دی ہے۔الحمدللہ! یہ کام دیگر زبانوں میں نعت کے حوالے سے ایک سنگ میل کی شکل اختیار کر گیا ہے۔صبیحؔ رحمانی صاحب لائقِ مبارک باد ہیں کہ اُنھوں نے قابلِ ستائش کام کی بنیاد ڈالی ہے۔

اقبال کی نعت (فکری واسلوبیاتی مطالعہ) 2018ء

اقبال کی نعت (فکری واسلوبیاتی مطالعہ) کے مرتب سیّد صبیحؔ رحمانی ہیں۔اس کتاب میں کل سترہ مضامین دانش ورانِ ادب کے موجود ہیں۔جس میں اقبال کا عشقِ رسول اور ان کی نعت زیرِ بحث رہی ہے۔تمام مضمون نگاروں نے اس کتاب میں فکرِ اقبال اور نعتِ اقبال کے آئینے میں عشقِ رسول کا عکس دکھانے کی کوشش کی ہے۔اقبال کی نعت انقلابی اور آفاقی آہنگ سے ہم

02 Shahzad Bhai Article for KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019

رشتہ ہے۔اقبال کی نعت روایتی اسلوب سے یکسر جُدا اور منفرد ہے۔اقبال کے سرمدی اشعار نے پورے عالمِ اسلام میں محبتِ رسول کی روح پھونکی، کیف ومستی اور حرارتِ ایمانی کے جذبے کو دوام عطا کیا۔کتاب کے تمام مضامین فکرِ اقبال، عشقِ رسول اور ثنائے خواجہ کے پرکار میں وجد کناں ہیں۔زیرِ نظر کاوش لائقِ تحسین ہے۔

صبیحؔ رحمانی نے اپنے پیش لفظ ''اقبال کی نعت ...... چند باتیں'' میں فکر انگیز گفتگو کی ہے۔اقبال کی نعت کے حوالے سے مرتب کی یہ قابلِ داد کتاب ادبِ نعت میں ایک خوبصورت اور قابلِ مطالعہ اضافہ ہے۔فکرِ اقبال، عشقِ رسول اور رنگِ نعت دیکھنے کے لیے اس کتاب کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔اکادمی بازیافت نے کتاب کو دیدہ زیب بنانے میں حُسنِ طباعت کا اہتمام کیا ہے۔392 صفحات کی یہ مجلّد کتاب صرف جاذبِ نظر ہی نہیں بلکہ مکمل مرقعِ عشقِ رسول ہے۔

کلامِ محسؔن کاکوروی (ادبی وفکری جہات) 2018ء

کلامِ محسؔن کاکوروی ادبی وفکری جہات کے مرتب بھی صبیحؔ رحمانی ہیں۔موصوف کی مرتبہ کاوشوں کا دائرہ وسیع تر ہو رہا ہے جس میں نعتیہ ادب کے قابلِ ذکر اور لائقِ احترام شعرا کے فکر و فن اور شعر وسخن کو موضوعِ بحث بنایا جاتا ہے۔زیرِ بحث موضوع ادبِ نعت کے اہم ستون محسؔن کاکوروی سے متعلق ہے۔نعت گو شعرا کی صف میں محسؔن کاکوروی کو خصوصیت کے ساتھ یہ اعزاز حاصل ہے کہ ان کی شعر گوئی کا آغاز نعت سے ہوا۔وہ دیگر شعرا کی طرح گل وبلبل، عارض وگیسو اور لب و رُخسار کے عارضی جھمیلوں سے دُور رہے۔ان کی زبان کھلی تو ذکرِ محمد میں۔محسؔن کاکوروی کے حُسنِ کلام کا آغاز اور انجام دنوں صرف نعت سے مشروط ہیں۔

شعبۂ علم وادب اور شعر وسخن کے سرخیل حضرات کے اکیس (۲۱) اہم مضامین اس تالیف کی زینت ہیں۔صبیحؔ رحمانی نے اپنی انفرادیت کو برقرار رکھتے ہوئے محسؔن کاکوروی کی کتاب کو مرتب کیا ہے۔انشاء اللہ موصوف کی اس نمایندہ کاوش کو بھی نعتیہ ادب میں پذیرائی حاصل ہوگی۔اکادمی بازیافت کتب کی تیاری میں حُسنِ طباعت کا التزام رکھتی ہے۔440 صفحات کی یہ مجلّد کتاب نفیس حُسنِ طباعت کا مظہر ہے۔مقامِ محسن، کلامِ محسن اور نعتِ محسن پر یہ ایک تاریخی دستاویز ہے۔

اُردو حمد کی شعری روایت 2019ء

اُردو حمد کی شعری روایت حمد کی تاریخ اور حمدیہ رُجحانات کا ارتقائی جائزہ ہے۔اللہ تعالیٰ

کی حمد وثنا سے متعلق اس قابل قدر کاوش کے خوش نصیب مرتب بھی صبیحؔ رحمانی ہیں۔ حمد کی تعریف، تاریخ، رجحانات اور حمدیہ تقاضوں پر مشتمل مضامین کا یہ عمدہ انتخاب صبیحؔ رحمانی کا حمدیہ ادب میں ایک مثالی اور لائق توجہ کام ہے۔ اس کتاب کے مطالعے سے حمدیہ شاعری کے فنی ارتقا اور اس کی مختلف جہتوں کو ایک کتاب میں یک جا کر دیا گیا ہے۔ اس کی مثال حمدیہ ادب میں ڈھونڈے سے نہیں ملے گی۔ کتاب میں صاحبانِ علم وادب اور واقفانِ نقد ونظر کے حمدیہ مضامین اثاثۂ حمد ہیں۔

مرتب صبیحؔ رحمانی نے موضوع کی تشنگی کو محسوس کرتے ہوئے اس جانب عملی قدم اُٹھایا ہے۔ مرتب کی اس کتاب نے جہاں ایک طرف ادب کے عام قاری کو حمد گوئی کے اس منظر وپس منظر سے آگاہ کرنے کی ذمہ داری نبھائی ہے وہیں حمد کے موضوع پر ریسرچ کرنے والے محققین، اساتذہ اور طالب علموں کو مہمیز بھی فراہم کر دی ہے۔ اس کتاب میں حمد کے موضوع پر تحقیق کرنے والوں کے لیے کافی مواد شامل ہے۔ اس کتاب کی مدد سے حمدِ باری تعالیٰ کے نئے نئے گوشے سامنے آئیں گے۔ یہ کتاب بلاشبہ حمدیہ ادب کے لیے تقویت کا باعث ہے۔

صبیحؔ رحمانی کی اپنی نعتیں، مرتّبین وانتخابِ نعت

”خوابوں میں سنہری جالی ہے“ مرتب: عزیز احسن 1997ء

”خوابوں میں سنہری جالی ہے“ کے نام سے معروف تنقید نگار عزیز احسن نے صبیح رحمانی کے مقبول عام نعتیہ کلام کا انتخاب ستمبر 1997ء میں ترتیب دیا تھا۔ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ممتاز پبلشرز اُردو بازار کراچی نے شائع کیا۔ نومبر 1997ء میں اس کا دوسرا ایڈیشن فضلی سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ اُردو بازار کراچی نے اہتمام کے ساتھ شائع کیا۔ واضح رہے کہ ”خوابوں میں سنہری جالی ہے“ کا ہندوستانی ایڈیشن 1998ء میں تاج کمپنی دہلی (بھارت) نے بھی شائع کیا ہے۔

”خوابوں میں سنہری جالی ہے“ میں صبیح رحمانی کی نعتیہ شاعری کے خوش رنگ نمونے شامل ہیں۔ اس انتخابِ نعت میں حمدیں، نعتیں، نظمیں، نعتیہ ہائیکو، سلام، قطعات اور تبصرے شامل ہیں۔ شاعرِ موصوف کی نعتیہ شاعری کا اِسے ایک معتبر حوالہ کہا جاسکتا ہے۔

”سلام کیلئے حاضر غلام ہو جائے“ مرتب: محمد مقصود قادری 2000ء

صبیح رحمانی کی چیدہ چیدہ مقبول نعتوں کا یہ خوبصورت پاکٹ سائز نعتیہ انتخاب ہے جسے محمد مقصود حسین قادری اویسی نے مرتب کیا ہے۔ فروری 2000ء میں اسے فیض رضا پبلی کیشنز گلبرگ

02 Shahzad Bhai Article for KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019

کراچی کے زیر اہتمام شائع کیا گیا ہے۔ 32 صفحات کا یہ پاکٹ سائز انتخاب بہت خوبصورتی سے طبع ہوا ہے۔ اس انتخاب کی دوسری اشاعت مئی 2001ء میں بھی ہوئی۔

10 روپے ہدیہ کے ساتھ یہ انتخابِ نعت 5000 کی تعداد میں اشاعت پذیر ہوا اور مفت تقسیم ہوتا رہا۔

”سرکار کے قدموں میں“ مرتب: محمد محبوب 2002ء

”سرکار کے قدموں میں“، صبیح رحمانی کی معروف نعتوں کا انتخاب ہے جس کے مرتب معروف نعتیہ خدمت گزار محمد محبوب ہیں۔ آپ بزمِ غوثیہ نعت انٹرنیشنل کراچی پاکستان کے بانی و چیئرمین ہیں۔ منتظم ہونے کی وجہ سے محافل نعت کا اعلیٰ ذوق رکھتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ آپ نے صبیح رحمانی کی مشہورِ زمانہ نعتوں کا خوب صورت اور جاذبِ نظر انتخاب ترتیب دیا ہے۔ 10 نومبر 2002ء میں جیبی انداز کے 32 صفحات پر مشتمل اس انتخابِ نعت کو بزمِ غوثیہ نعت انٹرنیشنل جامع مسجد غوثیہ، اے ایریا، ملیر کالا بورڈ کراچی نے شائع کیا۔ 10 روپے ہدیہ والا یہ انتخابِ نعت بھی 5000 کی تعداد میں شائع ہوا تھا۔

”سرکار کے قدموں میں“ مرتب: مدثر سرور چاندؔ 2006ء

”سرکار کے قدموں میں“ کے دوسرے مرتب مدثر سرور چاندؔ ہیں۔ صبیح رحمانی کی مشہور نعتوں کے بہترین انتخاب کی خوبی یہ تھی کہ اسے ایک خوب صورت وڈیو سی ڈی کے ساتھ شائع کیا گیا تھا۔ مدثر سرور چاندؔ کی اس مرتب کردہ کتاب کو دُعا پبلی کیشنز، 25-سی لوئر مال روڈ، لاہور نے اہتمام کے ساتھ شائع کیا ہے۔ 96 صفحات پر مشتمل یہ مجلد انتخابِ نعت 23x36=16 کے سائز میں طبع شدہ ہے۔ اس کی قیمت -/125 روپے ہے۔ اس کتاب کا انتساب حضرت مولانا احمد رضاؔ خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام معنون ہے۔ اس کے دیباچہ نگاروں میں محشر بدایونی، پروفیسر حفیظ تائب اور ڈاکٹر سیّد محمد ابوالخیر کشفی کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ دُعا پبلی کیشنز نے اس انتخابِ نعت کو دیدہ زیب انداز سے شائع کیا ہے۔

صبیحؔ رحمانی کی ادارت میں ”نعت رنگ“ کا اجرا اپریل 1995ء

کتابی سلسلہ ”نعت رنگ“ کراچی کا اجرا صبیح رحمانی کی خوش نصیبی کی علامت ہے۔ نعت کے اُفق پر نعت رنگ کا سب سے پہلا شمارہ اپریل 1995ء میں طلوع ہوا۔ نعت رنگ صبیح رحمانی کی ادارت میں شائع ہوتا ہے۔ اس کے اب تک اٹھائیس شمارے شائع ہو چکے ہیں۔ ہر شمارہ ایک

تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔صوری اور معنوی ہر دو حوالے سے نعت رنگ کی اہمیت اور افادیت مسلّم ہے۔اس کا ہر شمارہ دیدہ زیب انداز میں شائع ہوتا ہے۔

نعت رنگ اُردو دُنیا کا لائقِ تحسین، قابلِ توجہ اور واحد موضوعی رسالہ ہے۔نعت رنگ کا موضوع نعت اور نعتیہ ادب کا فروغ ہے۔ اس رسالے نے ادبِ نعت کو بہت زیادہ مثالی اور شاہکار تحقیقی وتنقیدی مواد عطا کیا۔نعت رنگ کا معیارِ تحقیق اور مزاجِ تنقید سب سے منفرد ہونے کے سبب اپنی مثال آپ ہے۔اس کے مشمولات اور معمولات میں بیداریٔ نعت کا عنصر شامل ہے۔نعت رنگ کا ایک بنیادی وصف ہے کہ یہ اپنے قاری کو نہ صرف حصار میں لیتا ہے بلکہ اس سے خراجِ تحسین بھی وصول کرتا ہے۔

بائیس سال کے طویل عرصے میں نعت رنگ کے اٹھائیس شمارے بھرپور توانائی اور پوری آب وتاب کے ساتھ منظرِعام پر آ چکے ہیں۔نعت رنگ کے چند شمارے خصوصیت کے ساتھ بھی شائع ہوئے۔یہ خصوصی شمارے علی الترتیب تنقید نمبر 1995ء-حمد نمبر 1999ء،-امام احمد رضا نمبر 2005ء اور سلور جوبلی نمبر 2015ء کے حوالے سے شائع ہوئے۔

عصرِ حاضر میں نعت رنگ نے نعتیہ ادب کی بیش بہا اور گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔
رسالہ نعت رنگ نے نعتیہ شاعری کی تخلیق وتعمیر اور تنقید وتحقیق پر نہایت بلند پایہ اور قابلِ توجہ مقالات پیش کیے۔اس کے ادبی فروغ کا آوازہ اس شدت اور کمالِ احتیاط سے بلند کیا کہ منکرینِ نعت بھی نعتیہ شاعری کی عظمت کے ساتھ اس کی ادبی اور تہذیبی قدر و قیمت کے قائل ہو گئے۔

اُردو کے اربابِ نقد ونظر نے نعت کو ایک مذہبی صنفِ سخن گردانتے ہوئے ادب کے دائرے سے ہمیشہ دور رکھنے کی شعوری یا غیر شعوری کوشش کی ہے۔آج بھی یہ رُجحان کہیں نہ کہیں، کسی نہ کسی صورت میں دکھائی دے جاتا ہے۔بعض نقادانِ ادب اور یارانِ تنقید اس خیالِ باطل کے حامی ہیں کہ نعت کا ادب سے کوئی تعلق نہیں۔یہی نہیں بلکہ وہ یہ بھی کہنے کی جسارت کر بیٹھتے ہیں کہ نعتیہ شاعری کی تنقید وتحقیق اعلیٰ درجے کی تحقیق وتنقید نہیں۔

الحمدللہ! نعت رنگ نے ہمیشہ اس خیالِ باطل اور جانب دار تنقید کی مخالفت کی، بلکہ اپنی مسلسل اشاعتوں کے ذریعے نعتیہ شاعری کی تنقید وتحقیق کو اعلیٰ درجے کا تحقیقی وتنقیدی مقام دلوانے کے لیے ہمیشہ مثبت اور عملی کاوشیں انجام دیں۔یہی سبب ہے کہ آج وہ نقادانِ علم وادب اور یارانِ شعر وسخن جو نعتیہ شاعری کی قدر و قیمت سے بظاہر آگاہ نہیں تھے، وہ بھی نعتیہ شاعری کی افادیت واہمیت کا دم بھرتے دکھائی دیتے ہیں۔

02 Shahzad Bhai Article for KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019

نعت رنگ اُردو دُنیا کا وہ واحد اور منفرد رسالہ ہے کہ جس میں عصرِ حاضر کے معتبر لکھنے والوں کی بڑی تعداد شامل ہے۔نعت رنگ میں مشاہیرانِ نعت کی تحریروں کے علاوہ اُردو ادب کے ثقہ، انتہائی معتبر اور قابلِ ذکر حضرات کی تحریریں بھی نمایاں ہیں۔ادب کی اس عظیم کہکشاں کو آپ صرف نعت رنگ کے صفحات میں جلوہ ریز دیکھ سکتے ہیں۔

نعتیہ رسائل میں یہ اعزاز صرف نعت رنگ کو حاصل ہے کہ جس نے تحریکی انداز سے نعتیہ ادب کے خزانے میں بیش بہا کتب کا اضافہ کیا۔نعت رنگ کے حوالے سے شائع ہونے والی کتب کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

اوّلاً وہ مطبوعہ کتب جو نعت رنگ کی افادیت واہمیت کے حوالے سے شائع ہوئیں۔

ثانیاً وہ مطبوعہ کتب جو نعت رنگ میں چھپنے والے مواد پر مشتمل ہیں اور

ثالثاً نعت رنگ پر ہونے والے تحقیقی نوعیت کے وہ کام جو مختلف یونیورسٹیز کی سطح پر سامنے آرہے ہیں۔

بلاشبہ نعت رنگ نے نعت کی مقدس صنف پر تحقیقی نوعیت کے کام کرنے والے طلبہ، اساتذہ اور اہلِ ذوق حضرات کے لیے خاطر خواہ انداز میں مہمیز فراہم کی ہے جس سے آیندہ آنے والے مؤرخ بھرپور رہنمائی حاصل کریں گے۔نعت رنگ صرف ایک کتابی سلسلہ نہیں، بلکہ یہ نعت کے ادبی فروغ کی ایک عظیم اور عالم گیر تحریک ہے۔

نعت رنگ کے لئے صدارتی ایوارڈز

نعتیہ ادب کی وسیع تر خدمات کی انجام دہی پر نعت رنگ کو وزارتِ مذہبی اُمور حکومت پاکستان کی جانب سے دو مرتبہ صدارتی ایوارڈز سے نوازا گیا ہے۔پہلی مرتبہ 2004ء میں اور دوسری مرتبہ 2013ء میں سیرت کانفرنس کے موقع پر یہ ایوارڈ دیے گئے۔دو مرتبہ تسلسل کے ساتھ کسی نعتیہ رسالے کو نوازا جانا یہ اُس کی عالم گیر مقبولیت اور خدمات کا بھرپور اعتراف ہے۔

نعت رنگ کے حوالے سے شائع ہونے والی مطبوعہ کتب

یہاں پر ہم صرف چند کتب کا حوالہ دے رہے ہیں جو نعت رنگ کے حوالے سے اشاعت پذیر ہوئیں۔یہ وہ مطبوعہ کتب ہیں کہ جس کے سبب نعت رنگ کی ساکھ میں اضافہ ہوا۔

۱۔ نعت اور آدابِ نعت (نعت رنگ میں شائع ہونے والے خطوط۔ واضح رہے کہ ۲۰۰۴ء میں مزید ترمیم و اضافے کے ساتھ اس کی دوبارہ اشاعت عمل میں آئی۔)	علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی	۲۰۰۳ء
۲۔ موضوعاتی اشاریہ السیرہ العالمی اور نعت رنگ	مرتب حافظ محمد اظہر سعید	۲۰۰۳ء
۳۔ نعت رنگ کا تنقیدی و تحقیقی مطالعہ (۱۵ شمارے)	پروفیسر شفقت رضوی	۲۰۰۴ء
۴۔ اشاریہ نعت رنگ (شمارہ ۱ تا ۲۰)	ڈاکٹر محمد سہیل شفیق	۲۰۰۹ء
۵۔ نعت رنگ اہلِ علم کی نظر میں	ڈاکٹر شبیر احمد قادری	۲۰۰۹ء
۶۔ فنِ اداریہ نویسی اور نعت رنگ	ڈاکٹر افضال احمد انور	۲۰۱۰ء
۷۔ نعت نامے (خطوط بنام صبیح رحمانی)	ڈاکٹر محمد سہیل شفیق	۲۰۱۴ء
۸۔ نعت رنگ کے پچیس شمارے (اجمالی جائزہ)	ڈاکٹر شہزاد احمد	۲۰۱۵ء

نعت رنگ میں شائع ہونے والے لوازمے پر مشتمل کتب

مدیر نعت رنگ سیّد صبیح الدین رحمانی نے نعت رنگ میں شائع ہونے والے لوازمے کو بھی کتابی حسن کے ساتھ زیورِ طباعت سے آراستہ کیا۔ نعت رنگ میں چھپنے والا مواد ہر دَور میں اہمیت کا حامل رہا ہے۔ کتابی انداز میں شائع ہونے کے بعد اس کی افادیت میں اضافہ ہوتا رہا۔

۱۔ اُردو نعت اور جدید اسالیب	عزیز احسن	۱۹۹۸ء
۲۔ اُردو میں حمد و مناجات	ڈاکٹر سیّد محمد یحییٰ نشیط	۲۰۰۰ء
۳۔ نعت کی تخلیقی سچائیاں	عزیز احسن	۲۰۰۳ء
۴۔ مہر عالم تابِ نعت	پروفیسر محمد اکرم رضا	۲۰۰۵ء
۵۔ رنگِ نعت (نعت رنگ کی نعتوں سے انتخاب)	پروفیسر محمد فیروز شاہ	۲۰۰۶ء
۶۔ ہنر نازک ہے	عزیز احسن	۲۰۰۷ء
۷۔ کلامِ اعلیٰ حضرت ترجمانِ حقیقت	علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی	۲۰۰۹ء
۸۔ نعت اور تنقیدِ نعت	ڈاکٹر سیّد محمد ابوالخیر کشفی	۲۰۰۹ء
۹۔ غالب اور ثنائے خواجہ	صبیح رحمانی	۲۰۰۹ء
۱۰۔ اُردو نعت کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ	رشید وارثی	۲۰۱۰ء
۱۱۔ نعت کے تنقیدی آفاق	عزیز احسن	۲۰۱۰ء

02 Shahzad Bhai Article for KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019

۱۲۔ نعتیہ ادب کے تنقیدی نقوش	پروفیسر محمد اکرم رضا	۲۰۱۲ء
۱۳۔ نعتیہ ادب کے تنقیدی زاویے	ڈاکٹر عزیز احسن	۲۰۱۴ء
۱۴۔ اُردو نعت میں تجلّیاتِ سیرت	صبیح رحمانی	۲۰۱۵ء
۱۵۔ کلام رضا فکری و فنی زاویے	صبیح رحمانی	۲۰۱۷ء

نعت رنگ پر ہونے والے تحقیقی نوعیت کے کام

نعت رنگ کراچی کے توسط سے ہونے والے تحقیقی نوعیت کے وہ کام جو مختلف جامعات کے تحت معرضِ وجود میں آ رہے ہیں، نعت رنگ کے تحقیقی مواد اور تنقیدی مزاج نے ریسرچ کے طلبا و طالبات کی توجہ اپنی جانب مبذول کر لی ہے۔ جس برق رفتاری سے یہ کام سامنے آ رہے ہیں اب توقع ہو چلی ہے کہ نعتیہ ادب کے بکھرے اور منتشر خزانے کو ایک مرکز پر لایا جا سکے گا۔

۱۔ **نعتیہ شاعری کے فروغ میں جریدہ ''نعت رنگ'' کی خدمات (ایم فل)**

مقالہ نگار: حلیمہ بی بی

نگرانِ کار: ڈاکٹر سفیان صفی

ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ

حلیمہ بی بی کا یہ مقالہ ڈگری ایوارڈ ہونے کے بعد کتابی شکل میں بھی شائع ہو چکا ہے۔

۲۔ **تنقیداتِ نعت کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ**

''نعت رنگ'' کے تناظر میں

(مقالہ برائے ایم فل اُردو)

مقالہ نگار: پروفیسر طیبہ نگہت (شعبۂ اُردو)

گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی فیصل آباد (جمع ہو گیا)

۳۔ **نعت رنگ کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ (ایم فل)**

مقالہ نگار: اقصیٰ سلطانہ

نگرانِ کار: ڈاکٹر یار محمد گوندل

سرگودھا یونیورسٹی، پنجاب

۴۔ **نعتیہ شاعری کے تنقیدی رجحانات کے فروغ میں ''نعت رنگ'' کا کردار**

مقالہ برائے پی ایچ ڈی (جاری)

مقالہ نگار: محمد صابر حسین

نگرانِ کار: ڈاکٹر رابعیہ سرفراز

جی سی یونیورسٹی فیصل آباد

صبیح رحمانی پر ہونے والے جامعاتی سطح کے تحقیقی کام

صبیح رحمانی کی شخصیت ہمہ جہت ہے ان کی نعت خوانی، نعت گوئی، نعت فہمی اور نعت جوئی کے حوالے سے جامعاتی سطح پر بہت سے تحقیقی کام ہو رہے ہیں۔ جس میں سے چند کاموں کے عنوانات آپ کے ذوق کی نذر ہیں۔

۱۔ سیّد صبیح الدین رحمانی کی شاعری کا فنی و فکری مطالعہ

(مجموعہ ''ماہِ طیبہ'' کے حوالے سے)

تحقیقی مقالہ برائے ایم اے (اُردو)

مقالہ نگار: تمنا شاہین

نگرانِ کار: ڈاکٹر تحسین بی بی صدر شعبۂ اُردو

ویمن یونیورسٹی، صوابی، 2019ء

۲۔ صبیح رحمانی کی شخصیت اور فن کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

تحقیقی مقالہ ایم اے (اُردو)

مقالہ نگار: عائشہ ناز

نگرانِ کار: ڈاکٹر سُہلیہ فاروقی

جامعہ کراچی – 2011ء

۳۔ صبیح رحمانی بحیثیت نعت نگار

ایم اے (اُردو) 13-2011ء

مقالہ نگار: حافظہ ساجدہ اقبال

نگرانِ کار: ڈاکٹر شبیر احمد قادری (اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ اُردو)

جی سی یونیورسٹی فیصل آباد

۴۔ اُردو نعت گوئی کے فروغ میں صبیح رحمانی کے کردار کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

برائے ایم فل (اُردو) جاری ہے

خاکہ نگار: محمد سلمان، اسکالر ایم فل اُردو،

02 Shahzad Bhai Article for KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019

نگرانِ مقالہ: ڈاکٹر محمد اشرف کمال، صدر شعبہ اُردو گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، بھکر

قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، ڈیرہ اسمٰعیل خان 18-2016ء

اقلیم نعت اور نعت ریسرچ سینٹر

اقلیم نعت کراچی کے عنوان سے صبیح رحمانی نعتیہ کتب شائع کرتے رہے۔ ایک طویل عرصہ تک متعدد کتبِ نعت اس ادارے سے تسلسل کے ساتھ شائع ہوتی رہیں۔ اقلیم نعت صبیح رحمانی کا ابتدائی نام اور کام ہے۔ جسے کسی بھی صورت میں فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

نعت ریسرچ سینٹر کراچی بعد میں معرضِ وجود میں آیا ہے۔ اب صبیح رحمانی تمام کتب نعت ریسرچ سینٹر کے نام سے طبع کر رہے ہیں۔ میری درخواست ہے کہ پہلے وہ مکمل طور پر اقلیم نعت کراچی کی فہرست شائع کریں۔ کیونکہ وہ خود ہی اس کام کو کر سکتے ہیں۔ نعت ریسرچ سینٹر کی کتب سب کے علم میں آتی جا رہی ہیں۔

بیرونی ممالک میں نعت خوانی

نعت خوانی سعادت کی علامت ہے ہمہ وقت اور سدا بہار و بے شمار انعامات کا ذریعہ ہے۔ صبیح رحمانی وہ خوش نصیب نعت خواں ہیں کہ جن کی نعت خوانی کی گونج بین الاقوامی سطح پر سنائی دے رہی ہے۔ نعت خوانی کا اس سے بڑا انعام و فیضان کیا ہوگا کہ صبیح رحمانی نعت خوانی کی برکت سے درج ذیل تمام ممالک میں ذکرِ رسول کو عام کر چکے ہیں۔ ان ممالک میں ڈنمارک، سویڈن، ناروے، فرانس، کینیڈا، بلجیم، ساؤتھ افریقہ، ماریشس، یو اے ای، کویت، اومان، انگلینڈ، انڈیا، اسکاٹ لینڈ، ہالینڈ اور سعودی عربیہ شامل ہیں۔

صبیح رحمانی کی نعت خوانی کا سفر جاری ہے۔ اب دیکھیے مزید انھیں اور کن کن ممالک میں **ورفعنالک ذکرک** کی صدائیں بلند کرنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔

سب سے بڑا انعام

صبیح رحمانی کی خوش نصیبی ہمہ وقت ان کے دروازے پر دستک دیتی رہتی ہے۔ اللہ کے گھر اور مصطفیٰ کے در کی مسلسل حاضری اُن کا مقدر رہی، صرف حاجی نہیں الحاج کے لقب سے بھی نوازے جاتے ہیں۔ صبیح رحمانی بارگاہِ الٰہ اور درگاہِ مصطفیٰ کی حاضری کو اپنے لیے سب سے بڑا انعام اور اعزاز قرار دیتے ہیں۔

تمغۂ امتیاز

تمغۂ امتیاز (Tamgha-i-Imtiaz) پاکستان میں سول اور عسکری شخصیات کو عطا کیا جانے والا چوتھا بڑا اعزاز ہے۔ یہ اعزاز ہما شما کو نصیب نہیں مختلف شعبہ ہائے زندگی میں نمایاں خدمات

انجام دینے والی شخصیات کو دیا جاتا ہے۔حکومت پاکستان تمغۂ امتیاز بطورِ اعترافِ خدمات دیتی ہے۔

الحمدللہ! صبیحؔ رحمانی صاحب کو تمغۂ امتیاز نعت خوانی، نعت گوئی، نعت فہمی اور نعت جوئی کے بے مثال اور لازوال کام پر دیا گیا ہے۔ جو یقیناً شعبۂ نعت اور تمام اہلِ نعت کے لیے عزّت و افتخار کا باعث ہے۔ وابستگانِ نعت اس پر جتنا فخر کریں وہ کم ہے۔

انعامات واعزازات

صبیحؔ رحمانی خوش گلو نعت خواں اور ذہین انسان ہیں۔ دلوں میں گھر کرنے کا فن خوب جانتے ہیں۔قدرت انھیں بہت سارے انعامات واعزازات سے نوازتی رہتی ہے۔ان میں سے چند اعزاز و ایوارڈ و یادگاری شیلڈ کی تفصیل حاضرِ خدمت ہے۔

اعزاز، ایوارڈ و یادگاری شیلڈ

- ☆ انجمن عاشقانِ مصطفیٰ گل بہار کراچی (مقابلہ نعت خوانی) 1983ء
- ☆ انجمن جانثارانِ اسلام، گل بہار کراچی (حسن کارکردگی) 1987ء
- ☆ لیلۃ النعت شیلڈ (فروغِ نعت) 1988ء
- ☆ کریسنٹ یوتھ ادبی ایوارڈ (نعت گوئی) 1990ء
- ☆ الحاج حبیب احمد ایوارڈ (نعت گوئی) 1991ء
- ☆ نظامی نعت ایوارڈ (نعت گوئی) 1991ء
- ☆ پاکستان نعت اکیڈمی سلور جوبلی ایوارڈ (نعت گوئی) 1992ء
- ☆ قائداعظم یوتھ ایوارڈ (نعت گوئی) 1992ء
- ☆ شمس نظامی ادبی ایوارڈ (نعت گوئی) 1992ء
- ☆ المصطفیٰ سیرت کمیٹی ایوارڈ (فروغِ نعت) 1992ء
- ☆ رحمۃ للعالمین نعت کونسل، نواب شاہ (یادگاری شیلڈ) 1992ء
- ☆ حضرتِ حسان حمد و نعت بک بینک، کراچی (حضرت حسان نعت ایوارڈ) 1994ء
- ☆ انوارِ ادب حیدرآباد نعت ایوارڈ (فروغِ نعت) 1999ء
- ☆ جامعہ اسلامیہ کینیڈا (نعت ایوارڈ اور شاعرِ اُمت کا خطاب) 2000ء
- ☆ غازی پور ویلفیئر سوسائٹی کراچی (نعت ایوارڈ) 2001ء
- ☆ اے آر وائی ڈیجیٹل نیٹ ورک، کراچی (یادگاری شیلڈ) 2003ء

02 Shahzad Bhai Article for KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019

- ☆ صدارتی ایوارڈ (سیرت کانفرنس) برائے نعت رنگ 2004ء
- ☆ بزمِ محبانِ مصطفیٰ، کراچی (نشانِ سپاس) 2005ء
- ☆ بزمِ نعت وار برٹن، لاہور (حفیظ تائب ایوارڈ) 2005ء
- ☆ سوئی سدرن گیس آفیسرز ایسوسی ایشن، کراچی (یادگاری شیلڈ) 2005ء
- ☆ حافظ مظہر الدین نعت اکیڈمی (نشانِ حسان) 2006ء
- ☆ ثقافت وسیاحت اینڈ سماجی بہبود، حکومت سندھ (سند امتیاز) 2007ء
- ☆ ڈیفنس سینٹرل لائبریری، کراچی (یادگاری شیلڈ) 2008ء
- ☆ پاکستان نیشنل آرگنائزیشن، کویت (یادگاری شیلڈ) 2008ء
- ☆ مرحبا یا مصطفیٰ کیو ٹی وی، کراچی (یادگاری شیلڈ) 2013ء
- ☆ وزارتِ مذہبی اُمور حکومت پاکستان (یادگاری شیلڈ) 2013ء
- ☆ صدارتی ایوارڈ (سیرت کانفرنس) برائے نعت رنگ 2013ء
- ☆ ادبستانِ انصار، کراچی (خصوصی ایوارڈ برائے نعت) 2014ء
- ☆ انجمن محبانِ رسول یونیورسٹی آف کراچی (یادگاری شیلڈ) 2014ء
- ☆ ڈاکٹر مرتضیٰ ملک ایجوکیشنل ٹرسٹ، لاہور (یادگاری شیلڈ) 2014ء
- ☆ تنظیم فلاح خواتین بہ اشتراک میر خلیل الرحمٰن میموریل سوسائٹی، کراچی ۱۴۲۹ھ

نعت خوانی کی برکت سے صبیحؔ رحمانی کو کینیڈا میں خوب پذیرائی حاصل ہے۔مختلف اوقات میں انھیں کینیڈین کی محبتوں کا سامنا رہا ہے۔

- ☆ ایپریسی ایشن سرٹیفکیٹ، ہاؤس آف کامن، کینیڈا (نعت گوئی) 2002ء
- ☆ ایپریسی ایشن سرٹیفکیٹ (برموقع عید میلادالنبی) 2006ء
- ☆ ایپریسی ایشن سرٹیفکیٹ لیجسلیٹیو اسمبلی آف البرٹا 2015ء
- ☆ ایپریسی ایشن سرٹیفکیٹ اُردو ٹائم، شکاگو، یو ایس اے 2018ء
- ☆ ایپریسی ایشن ایوارڈ سُنّی اسلامک سینٹر، ہوسٹن یو ایس اے 2018ء
- ☆ سفیر نعت ایوارڈ عثمانیز یو ایس اے 2019ء

☆☆☆

ماہِ طیبہ

صبیح رحمانی

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

کتاب کا نام : ماہِ طیبہ
مصنّف : صبیح رحمانی
مرتب : امین الحق نظامی
کتابت مع سرنامہ : حبیب عالم
تصحیح کتابت : فریدہ نظامی
اشاعت اوّل : ایک ہزار
پہلی اشاعت : ۲۷؍رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ
دوسری اشاعت : 2018ء
طابع : مشہور آفسٹ پریس کراچی
سرورق : محمد اقبال
آرٹسٹ : مختار حیدر
ہدیہ : ۳۰؍روپے
بہ تعاون : انجمن عاشقانِ مصطفیٰ، خداداد کالونی کراچی
ناشر : نظامی اکادمی
خیابانِ نظامی ۱۰/۹-۵-اے، ناظم آباد کراچی

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

انتساب

اپنے والدِ ماجد

سیّد اسحاق الدین

کے سایۂ عاطفت

اور

والدۂ محترمہ

کے

شفیق آنچل کے نام

جن کی بدولت

مجھے

زندگی، زندگی

محسوس ہوتی ہے!

سیّد صبیحؔ الدین رحمانی

قطعاتِ تاریخ

از: حضرت شاہ انصاؔر الٰہ آبادی

حبذّا صلِّ علیٰ! فکرِ صبیحؔ
نقطہ نقطہ ہست، ایمانِ من است
سالِ طبع گفت ہاتف، گوشِ دل
"ماہِ طیبہ" خلد سامانِ من است

۱۴۰۹ھ

از: محمد حامد خان حامؔد القادری

کیسا جامع ہے؟ صبیحؔ خوش سیر کا ذوقِ نعت
ایک اک مصرع ہے گویا نغمۂ صلِّ علیٰ
حامؔد القادری! لکھ دو، یہ سالِ طبعِ پاک!
ماہِ طیبہ ، مہرِ بطحا، شاہکارِ مقتدا

۱۴۰۹ھ

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

فہرست

(ماہِ طیبہ)

انتساب 59
قطعاتِ تاریخ 60
فہرست 61
تعارف .... شاہ انصار الٰہ آبادی 65
آراء 69
عرضِ ناشر 75
اعترافِ کرم .... صبیح رحمانی 76
اکتساب 79
حمد باری تعالیٰ 80

نعتیں

حضور! ایسا کوئی انتظام ہو جائے 81
پاؤں تھک جائیں گے جب رہِ عشق میں سر تو کیا ہے بہ قلب و نظر جائیں گے 82
فرازِ عرش پہ معراجِ معنوی کیا ہے 83
کیا ذکرِ محمد نے تسکین دلائی ہے 84
شمعِ دیں کی کیسے ہو سکتی ہے مدھم روشنی 85
اصحاب یوں ہیں شاہِ رسولاں کے اردگرد 86
ذرّے بھی اس کو دیدۂ بینا کی روشنی 87
سر نہیں جھکتا ہے نہ جھکے، دل جان سے جھکتا لگتا ہے 88
کیوں نہ دل میں وقعت ہو اس قدر مدینے کی 89

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

ہر جذبہ ایماں ہمہ تن جانِ مدینہ 90
محمد کے جلوے نظر آ رہے ہیں 91
وہ جو قرآن ہو گیا ہوگا 92
جان و ایماں سے بڑھ کے پیارا ہے 93
حقیقتِ مصطفیٰ کہوں کیا کہ اضطراب، اضطراب میں ہے 94
ہر سانس ہجر شہ میں برچھی کی اک اَنی ہے 95
آئے نظر جو وہ رُخِ قرآن کسی دن 96
دل و جانِ دو جہاں ہے کہ ہے جانِ ہر زمانہ 97
جلوہ گر مشعلِ سرمدی ہوگئی 98
ارضِ طیبہ عجیب بستی ہے 99
خاکِ درِ حضرت جو مرے رُخ پہ ملی ہے 100
آج کل پرسوں کبھی ہو جائے گی 101
اس طرح جانِ دو عالم ہے دل و جان کے ساتھ 102
آپ خیر الانام صاحب جی 103
آرزو قلبِ مضطر کی یارو! ان کے در کے سوا کچھ نہیں ہے 104
لکھے تھے کبھی نعت کے اشعار بہت سے 105
ذکرِ سرکار، دو عالم سے سوا رکھا ہے 106
حُسنِ مطلق کے لیے ذاتِ گرامی چاہیے 107
بڑھ گیا حدِ جنوں سے نام لیوا آپ کا 108
آنکھوں نے جہاں خاک اُڑائی ترے در کی 109
قدرتِ حق کا شاہکارِ قدرت اک نظر دیکھ لوں دور ہی سے 110
لب پر نعتِ پاک کا نغمہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے 111
وحشی کو انسان بنایا میرے کملی والے نے 113

روحِ دیں ہے عید میلاد النبی..114

آزاد نعتیہ نظمیں

میں خوفِ عصیاں سے ....(کاغذی مکاں)......................115
تو ہی ....(سوالیہ نشاں).........................116
اپنے آقا کے ....(ایک ادا)................................117
منزلیں گم ہوئیں ....(کارِ دشوار)..........................118
اے رحمتِ کُل ....(یاد) 119
رہِ طیبہ میں دیوانہ ....(عزم) 120
بارگاہِ تخیل میں ....(امداد) 121
مرے آقا..(کرم کے سکّے)......................122
ظلمتیں چھٹ گئیں ....(میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم) 123
نفرتوں کے گھنے.................................(مناجات) 125
مخزنِ آیاتِ قرآں الصلوٰۃ والسلام ....(سلام)......................................126

مناقب

خلافت ہے سرتاج صدیق اکبر ....(سیّدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ) . 127
عدالت ہے تن جان فاروق اعظم ....(سیّدنا حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہٗ).. 128
جامع القرآں سے القاب ذوالنورّین ہے .....(سیّدنا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہٗ) .. 129
وہ دو جہاں میں ہے واللہ سرفرازِ علی ....(سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم) 130
سیّدِ دُنیا و دیں کی جانِ جاں ہیں سیّدہ..........(سیّدۃ النسا حضرت فاطمہ زہرہ 131
علی و فاطمہ کا حوصلہ امام حسن ....(سیّدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہٗ) 132
حسین آپ نے اُمت کی آبرو رکھ لی ....(سیّدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ) ... 133
عزمِ حسین! سرِّ حق ایثار اولیا.................(بحضور آلِ حضور) 134
ایمان کا نشاں ہیں سلمان فارسی ....(سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہٗ) 135

عرش بر دوش پایانِ حسان ہے..................(سیّدنا حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہٗ) .. 136
مرے آسمانِ دل پہ کچھ عجب گھٹا سی چھائی .....(سیّدنا حضور غوث الاعظم قدس سرہٗ) .. 137
معین دین وعطائے رسول ہیں خواجہ ....(خواجۂ خواجگاں معین الدین چشتی) .. 138
آپ کا درِ اقدس فیض شاہ شاہاں ہے..........(حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر) . 139
سندھ کا باغِ جناں ہیں حضرت عبداللطیف .....(حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ) . 140
کس کے دل کی ہیں دعا حضرت سچل سرمست ..(حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ) 141
سادات کا نشاں ہیں مشرف حسین شاہ..........(حضرت شاہ میر مشرف حسین رحمۃ اللہ علیہ) .. 142
فلیپ ، تاثرات، تبصرے 143

☆☆☆

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

شاہ انصارؔ الٰہ آبادی

تعارف

نام، سیّد صبیح الدین، تخلص صبیح، المعروف صبیحؔ رحمانی، ولد سیّد اسحٰق الدین ولادت وتعلیم و ملازمت علیٰ الترتیب، ۲۷/جون ۱۹۶۵ء بمقام فردوس کالونی کراچی، بی اے آنرز سیاسیات جامعہ کراچی، محکمہ ٹیلیفون اینڈ ٹیلی گراف پاکستان۔

ادبی محرک ومحسن جناب وفا کانپوری، جناب شریف امروہوی، جناب عبدالوحید تاج، جناب اقبال قادری اور بہ زبانِ صبیح اس احسان کا اعادہ شرافت کی اعلیٰ دلیل ہے۔

جناب صبیح نے ابتدائی کلام بخدمت حضرت مولانا نیرّ مدنی مرحوم ومغفور پیش کیا اور وہ حضرت مغفور کی اصلاح وشفقت سے اتنا متاثر ہوئے کہ بصدق دل تلمّذ کا تہیہ کرلیا اور کسی زرّیں موقع پر وہ اس کا اعلان چاہتے ہی تھے کہ حضرت نیرّ مدنی کی تابانی ودرخشانی حضرت عزرائیل علیہ السلام کو پسند آگئی۔ اللہ پاک بصدقہ صاحب لولاک، مرحوم کو رحمت تمام سے نوازے، آمین۔

اس حادثہ روحانی وجسمانی کے بعد بھی صبیح نہایت تیقّن کے ساتھ جناب مرحوم سے فیض روحانی حاصل کرتے رہے تاآنکہ ذوقِ روحانی نے کروٹ لی اور انہوں نے شاہراہِ نعت شریفہ میں قدم رکھا، کچھ دنوں جناب حافظ محمد مستقیم خان مستقیم سے مشورہ سخن کے بعد جناب فدا خالدی دہلوی تلمیذ حضرت بیخود دہلوی کے شاگرد ہوگئے۔ جناب صبیح اپنی خداداد ذہانت و شرافت و ادبی صلاحیتوں سے ادارۂ روح ادب کراچی کے چیئرمین، گل بہار نعت کونسل پاکستان کے نگرانِ اعلیٰ، ادارۂ یادگار نظامی کے معتمد اور بزمِ تحقیقِ نعت کراچی کے نائب معتمد ہیں، اور ہر جگہ اپنے فرائض بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں جو دورِ مصروفیت میں قابل تعریف ہے۔

اہل ادب سے مخفی نہ ہوگا کہ قبل از تشکیل پاکستان، حیدرآباد دکن کا ذرّہ ذرّہ آرائش گیسوئے اُردو کا نمایاں آئینہ دار ومتوالا تھا چنانچہ جناب صبیح کا خانوادہ بھی، اس حسن عمل میں برابر کا شریک تھا جس کا اجمالی تذکرہ ہونا نہ ہونے سے مستحسن ہوگا۔آپ کے بڑے ابّا جناب سیّد کریم الدین کمترؔ ضلع بیڑ مہاراشٹر بھارت کے نہایت مقتدر شاعر و ادیب اور عظیم منزل و

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

منزلت کے حامل ہیں، برادر بزرگ جناب سیّد ثنا الدین رئیس ذوق علم وادب میں اعلیٰ ترین صلاحیتوں کے مالک ہیں، دیگر برادر بزرگ جناب سیّد ضیاء الدین نعیم پرنسپل سید پبلک اسکول لیاقت پور رحیم یار خاں، نام ونمود سے قطعی بے نیاز ہوکر، بزبان قلم گلشن شعر وادب کی آبیاری میں مصروف ہیں۔ تاآنکہ آپ کی پھوپھی محترمہ اقبال پروین صاحبہ بھی اعلیٰ درجہ کی ادیبہ و شاعرہ ہیں۔ الغرض ایں خانہ ہمہ آفتاب است، لیکن ذوق نعت حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبیح سلمہٗ الرحمٰن کی صباحت معنوی میں چار چاند لگا کر مزید تابناک ومنفرد فرما دیا جس کی شکل بہ شکل ''ماہِ طیبہ'' نظر نواز ودل نواز ہے۔

شمع وحدت کے پروانو! حمد پاک ونعت سید لولاک میں ملکوتی عظمتوں کے علاوہ، روحِ اسلام کیا، روح ایمان کارفرما وجلوہ فرما ہے، اور یہ تو سبھی جانتے ہیں اور جاننے کی طرح کہ ''اسلام'' دین فطرت وقدرت سے مرکب ہے یعنی اسلام کا ہر عزم بر بنائے طینیتِ انسانی ہے اور جبکہ یہ امر مسلمہ ہے تو عزمِ عظیم یعنی مدح صاحب اسلام! کیوں فطرت وسرشت انسانی نہیں ہوسکتی؟ چنانچہ عقل واجب کرتی ہے کہ ضرور ہوسکتی ہے اور صبیح رحمانی بہ کمالہٗ و بہ تمامہٗ مستفیض ومتمتع ہیں۔

حقیر نے بارہا، محافل نعت میں جناب موصوف کو سننے کا شرف حاصل کیا اور ہمیشہ روحانی تصرف وتجمل وتاثر محسوس کیا، فی الواقع قدرت وفطرت نے آواز وترنم میں لحن داؤدی کی سی کیفیت سمو دی ہے جس سے ایک شائستہ کیفیت سامع پر اثر انداز ہوتی ہے جس سے روح ودل برابر لطف اندوز ہوتے ہیں اور یہ تو تسلیم شدہ حقیقت ہے، کہ ترنم وشعر میں روح و جسم کی مماثلت ومشابہت ہے، جس سے کلامِ کلیم کا اثر دوبالا ہوکر دل ودماغ پر طاری ہوتا ہے، نیز آپ کی نعتوں میں قلبی دھڑکنیں اور روحانی کیفیات موجزن ہیں اور عشق وادب ہم قدم دکھائی دیتے ہیں، لاریب صبیح رحمانی نے ادارت وعقیدت حضور علیہ السلام سے معنوی استفادہ کا شرف حاصل کیا ہے جو ہر طرح قابل تبریک ولائق تقلید ہے اور ''ماہِ طیبہ'' اس دعوے کی منوّر ومکمل دلیل ہے۔ آئندہ یقین کامل واکمل ہے، کہ وقت وعمر ومعلومات وذوق و شوق کے ساتھ ساتھ فعالیت فکر شعری بھی بلند سے بلند ہوگی ان شاء اللہ موجودہ کلام قطعی ابتدائی ہے اور بلاشبہ مشق سخن ہی معراج کمال فن کی ضمانت ہوتی ہے۔ فقیر چونکہ ادبی وعلمی محاسن وموشگافیوں سے یک قلم ناواقف وبے علم ہے اس لیے بہ سلسلہ کلام جناب صبیح رحمانی طولعمرہٗ محترم ڈاکٹر جمیل جالبی صدر مقتدرہ قومی زبان پاکستان محترم جناب پری شان خٹک

چیئرمین اکادمی ادبیات پاکستان، محترم جناب ڈاکٹر منظور الدین احمد شیخ الجامعہ کراچی، محترم جناب پروفیسر سحر انصاری، محترم جناب مظفر وارثی، محترم جناب فدا خالدی دہلوی، محترم جناب ادیب رائے پوری، محترم اشتیاق اظہر، محترم جناب اقبال قادری، محترم جناب قمر رحمانی اور بصورت منظوم جناب محمد حامد خاں حامد القادری، کے تاثرات و جذبات عالیہ سے استفادہ فرمایا جائے۔ یہ سب حضرات فی الواقع مانے ہوئے جانے ہوئے صاحب فکر وقلم و صاحب الرائے ہیں ان حضرات کے ارشاداتِ گرامی کو حقیر اپنے دل کی آواز خاموش تصور کرتا اور بصد فخر و ناز!

قارئین کرام: دورِ حاضر پاکستان کی یہ انتہائی و تاریخی خوش نصیبی ہے کہ چند برسوں سے محافل نعت شریف و دواوین نعت مقدسہ کی اس گرم جوشی سے کثرت ہوئی کہ قبل ازیں اس کا تصور بھی محال تھا، تا آنکہ اس تبلیغ و فیضان کا مبارک اثر یہ ہونا چاہیے تھا کہ حق و صداقت و احکام شرعیہ و الٰہیہ کو معنوی و عملی فروغ ہوتا لیکن افسوس ایسا نہ ہوا، ہم جیسے گندم فروش جو نما، غلام خواہشات نفسانی نے بہر صورت آئینے میں اپنی ہی صورت دیکھی یعنی جہاں تھے اس سے یکسر وہ آگے نہ بڑھ سکے معاف فرمائیے گا! ذکر حضور علیہ السلام کا منطقی نتیجہ کچھ اور تھا! پھر بھی حسنت جمیع خصالہٖ، قمر انجم۔ تصویر کمال محبت، ادیب رائے پوری۔ معراجِ سخن، حافظ مستقیم۔ م ص، فدا خالدی۔ قدم قدم سجدے، خالد محمود۔ صبح بہاراں، عزیز لطیفی۔ دیوان ریاض، ریاض سہروردی۔ قاب قوسین، اقبال عظیم۔ ممدوحِ کائنات، سکندر لکھنوی۔ مدح رسول، راغب مراد آبادی۔ ذکر خیرالانام، حنیف اسعدی۔ جام طہور، صابر براری۔ شراب طہور، ذبیح ڈبائیوی۔ قندیل عرش، شریف امروہوی۔ باب حرم، مظفر وارثی۔ اوصافِ ختم المرسلیں، جمیل امروہوی۔ معطر معطر، ستار وارثی۔ ورثہ، سعید وارثی۔ شمس الضحیٰ، قمر وارثی۔ نور نظر، اثر قادری۔ الہام، خالد عرفان۔ جام الہام، حشمت یوسفی۔ زادِ راہ، شیدا جبل پوری۔ زادِ راہ، ذاکر علی خان۔ سیدنا، سلیم گیلانی۔ مرے حضور، وجیہہ سیماعرفانی۔ حضور، اختر لکھنوی۔ نیر اعظم، اعظم چشتی۔ شہر علم، سہیل غازی پوری۔ صل اللہ یا محمد، شکیل طاہر۔ خورشید رسالت، خورشید ایلچ پوری، وغیرہ وغیرہ قابل صد داد و تحسین و ستائش ہیں۔ بے شک ان حضرات نے فیضان حضور علیہ السلام کو عوام تک پہنچانے کے لیے قلمی و دماغی مساعی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں فرمایا۔ اللہ جزائے خیر دے اور چونکہ چراغ سے چراغ روشن ہوتے ہیں اس لیے ماہِ طیبہ بھی اپنی ضو پاشیوں سے فضائے قلوب و روح کو ضرور منور و مستفید فرمائے گا۔ ان شاء اللہ۔

ناظرین والا! متذکرہ بالا مجموعہ نعت وہ ہیں جن کی اس گناہگار کو زیارت ہوئی، علاوہ

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

ازیں اور بھی ہوں گے، لیکن وہ سب ہی قابل مدح ہیں۔ اللہ پاک اس مساعی جمیلہ و جلیلہ کے صدقہ میں ہمیں عملی و معنوی قوت ایمانی سے نوازے، آمین۔

حضرات! حیرت و استعجاب یہ ہے کہ ہم لطفِ کلام تو علیٰ القدرِ علم و ظرف اٹھاتے ہیں لیکن کلیم کے اصلی مافی الضمیر و دعوت فکر و عمل سے بے گانہ ہو کر۔ یعنی وقتی اور صرف وقتی، کاش ہم پہ ذکر حضور علیہ السلام کا وہی اثر ہو جو فی الواقع ہونا چاہیے تا کہ اشاعت دواوین و انعقاد محافل نعت کی جلوہ باریاں ہمارے دل و دماغ و روح کو صحیح معنوں میں مجلّا و مصفا فرما کر ہمیں مومن کامل بنا دیں اور ہم بندہ نام و دوام و احترام کے بجائے بندۂ اسلام و خدا و رسول انام بن جائیں آمین اور یہ عرض کرنا بھی انتہائی ناسپاس گذاری کے مترادف ہے کہ انجمن عاشقانِ مصطفیٰ خداداد کالونی کے مرزا محمد منیر بیگ، ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی، خواجہ فیروز اقبال، انجمن خادمانِ گنج شکر، لیاقت آباد کے جناب ایاز خاں غوری، شاداب فریدی و محترم سعید قریشی، گل بہار نعت کونسل پاکستان کے قمر رحمانی، سید نثار علی قادری، سید زاہد علی قادری اور عقیل احمد عباسی۔ المصطفیٰ سیرت کمیٹی لیاقت آباد کے جناب محمد ابراہیم خاں، اشرف نقشبندی، مرزا اسد نقشبندی، انجمن معراج النبی ناظم آباد اورنگ آباد کے جناب بشیر احمد ایڈووکیٹ، ماجد علی جعفری، جناب اشفاق احمد شوق، بزم جمیل کراچی کے جناب ڈاکٹر لطیف دہلوی، انیس الصدیقی، عزیز لطیفی، مسلم ویلفیئر سوسائٹی کے سید جمیل اشرف قادری نیز انجمن عندلیبانِ ریاضِ رسول اور دیگر تنظیموں کے ارکان نے ذکر سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کو بصورت محافل نعت عظمت و تقویت پہنچائی ہے۔ اللہ جزائے خیر دے نیز ''اللہ کرے نعت کا ذوق اور زیادہ۔'' آخر میں بہ صمیمِ قلب دعا گو ہوں کہ خدائے محمد، بصدقہ جمال محمد و آلِ محمد و اصحاب محمد و اولیائے محمد ''ماہِ طیبہ'' کو مع صباحتِ صبیحؔ قبولیت و اعزاز سے معزز و مشرف فرمائے، آمین بجاہ سیّد المرسلین!

حضرات! حقیر ہٰذا اپنی بے بضاعتی و بے مائیگی و بے علمی کا عالم ہے لیکن جانے کیوں صاحب ماہِ طیبہ بے حد مُصر ہوئے کہ تو ہی تعارف لکھ تو اخلاقی مجبوری و ذوق نعت کی وجہ سے چند نامربوط و مہمل سطریں سپردِ قلم کر دیں، البتہ قلم قبیح کا ہے، اور تخیل صبیح کا، یعنی جہاں حسن ہے اُن کا، جہاں سقم ہے اپنا اور اس حقیقت عالیہ کے معترف تو بقول صاحب ''ماہِ طیبہ'' سکانِ عرش اعلیٰ بھی ہیں۔

منزلِ عرش ماہِ طیبہ ہے کتنا ضو پاش ماہِ طیبہ ہے (صبیحؔ)

☆☆☆

آراء

ڈاکٹر جمیل جالبی (صدر نشین مقتدرہ قومی زبان پاکستان)

صبیح رحمانی کا نعتیہ کلام میں نے جستہ جستہ دیکھا اور پسند کیا۔ صبیح نے پُراثر انداز میں اپنے جذباتِ عقیدت کا خوش اسلوبی سے اظہار کیا ہے اس کلام کو دیکھ کر مجھے ان کا مستقبل روشن نظر آتا ہے۔

ڈاکٹر منظور الدین احمد (شیخ الجامعہ، جامعہ کراچی)

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درود وسلام کا نذرانہ پیش کرنا ایک مسلمان کے لیے سب سے بڑی سعادت ہے کیونکہ یہی وہ عمل ہے جس میں بندہ اپنے خالق کا ہم نوا ہو جاتا ہے۔ خالق کائنات اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر خود بھی درود بھیجتا ہے اور بندوں کو بھی یہی حکم دیتا ہے۔

اسی لیے ہمارے شعراء نے ہر دور میں عشق رسول میں سرشار ہو کر آپ کی خدمت میں نعت کے نذرانے پیش کیے ہیں۔ نعت کا یہ سلسلہ اُردو شاعری کے بالکل ابتدائی ایام سے شروع ہو کر آج تک جاری و ساری ہے۔ اور اس سلسلہ احترام وعقیدت میں صبیح رحمانی نے ایک کڑی کا اضافہ کیا ہے۔

صبیح رحمانی کے ہر شعر میں عشق رسول کی مہک ہے اور اسی لیے ''از دل خیزد و بر دل ریزد'' کی تفسیر بن گیا ہے۔ صبیح رحمانی کی نعتوں میں غزل کا اسلوب اور آہنگ ہے اور بعض اشعار تو اپنی جگہ نشتر بن گئے ہیں۔

میری دُعا ہے کہ اللہ صبیح رحمانی کے قلم میں مزید زور عطا فرمائے اور ان کا یہ ہدیہ نعت بارگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مقبول ہو۔

فداؔ خالدی دہلوی

صبیح رحمانی کا نعتیہ کلام مری نظر سے گذرا ان کی نعتوں میں عشق رسول کا سوز و گداز اور آلِ رسول کی محبت کا عکس اتنا گہرا ہو گیا ہے کہ قاری پڑھتے وقت خود کیف و سرور میں گم ہو جاتا ہے۔ مری دعا ہے کہ ان کا یہ نعتیہ کلام قبولِ بارگاہِ الٰہی ہو اور آخرت میں بخشش کا ذریعہ بن جائے۔ آمین!

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

مظفرؔ وارثی

حرفِ مدحت زبان پر سجائے کوچہ عشق رسول سے گذرنا بڑے حوصلے کی بات ہے یہ ایک ایسا پُل صراط ہے جسے عبور کرتے ہوئے کہنہ مشق بھی لرز لرز جاتی ہے۔ صبیح رحمانی کو اس سفر کی نزاکتوں کا پورا احساس ہے اور وہ بڑے ادب واحترام سے اس طرف گامزن ہے۔

حضور کی تعریف وثنا کرنا دراصل اپنے وجود کی گواہی دینا ہے اگر ہم اپنی پیاری سے پیاری چیز اور عزیز سے عزیز رشتوں سے بڑھ کر آپ کو نہیں چاہتے تو ہمارا ایمان مکمل نہیں تو ہم مسلمان کہاں کے اور اگر مسلمان نہیں تو ہم نے خدا کو نہیں پہچانا خدا کو نہیں پہچانا تو خود کو نہیں پہچانا۔

صبیح رحمانی جس شیفتگی اور والہانہ پن سے قبیلۂ حسان میں شامل ہوا ہے اسے دیکھتے ہوئے امید کی جاسکتی ہے کہ اس کا ستارۂ نعت اور زیادہ روشن ہوگا۔

سیّد حسین علی ادیبؔ رائے پوری

علمائے شعر نے نعت کی مختلف تعریف بیان کی ہے لیکن ماہِ طیبہ کے حوالے سے میں یہ عرض کروں گا کہ نعت وہ آئینہ بھی ہے جس میں نعت گو شاعر کا عکس بھی نظر آتا ہے یعنی جس طرح کے الفاظ، خیالات اور جذبات عقیدت اور محبت کی ترجمانی کرتے ہیں، اس سے شاعر کے ادراک واحساسات کی تصویر بھی اس آئینہ میں محسوس ہوتی ہے۔

جناب صبیح رحمانی نے شاید اس خیال کے پیش نظر اپنے نعتیہ مجموعہ کلام کا نام ماہِ طیبہ رکھا کہ چاند کا وصف آفتاب سے روشنی حاصل کرنا اور اسے اپنے انداز میں دوسروں تک پہنچانا ہے۔ درحقیقت چاند کے آئینہ میں ہم آفتاب کا ہی اُجالا پاتے ہیں اور ''ماہِ طیبہ'' بھی ایسا آئینہ ہے جس میں نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابانی نظر آتی ہے۔ خود کہتے ہیں ؎

جس کو دیکھو دیکھتا ہے شوق سے میری طرف
رحمتوں کا آئینہ ہے ، نام لیوا آپ کا

صبیح رحمانی نوجوان شاعر ہیں اور غزل کے تقاضوں سے پوری طرح آشنا ہیں۔ اس قول کی صداقت سے کسے انکار ہے ''ایک عمر چاہیے کہ گوارا ہو نیش عشق'' لیکن اس نوجوان شاعر نے اس فن میں ارتقا کی جانب تیزی سے قدم بڑھایا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ فیضانِ محبت رسول کا کرشمہ ہے۔ انہیں عشق رسول کا دعویٰ نہیں ہے لیکن جو تڑپ ان کے قلب میں درِاقدس پہ حاضری اور جبیں سائی کی ہے اس جذبہ کو کسی زبانی دعویٰ کی حاجت نہیں ہے۔

ان کے کلام میں جو خوبیاں ہیں چند سطور میں ان کا احیطہ میرے لیے ممکن نہیں اور میرے ہی لیے کیا کسی بھی اہلِ قلم کے لیے جو اہلِ دل بھی ہو ممکن نہیں۔لیکن دل نہیں مانتا کچھ کہے بغیر۔بزرگوں کا ادب، اہلِ علم کی صحبتوں کی آرزو، صوفیاء کا قرب، کٹ حجتی سے گریز، زندگی کو حسنِ عمل کا بہترین نمونہ بنا کر پیش کرنے کا جذبہ، حبِّ رسول، حبِّ اہلِ بیت، مطالعۂ تاریخ، ماضی کی حسین یادیں، کس قدر مالا مال ہے یہ شخص۔

صبیح رحمانی کے کلام میں معنی آفرینی کا غلبہ ہے عام آدمی کا ذہن کبھی کبھی آسانی سے مفہوم تک نہیں پہنچ سکتا لیکن جب سہلِ ممتنع میں کہتے ہیں تو بہت خوب کہتے ہیں۔

نعت رسول کے دو ہی پہلو ہیں ایک سیرت اور دوسرا عشق، باقی انہی دائروں میں آتے ہیں۔ چنانچہ صبیح رحمانی کے کلام میں یہی دو پہلو نمایاں ہیں۔

روحِ اسلام کا مفہوم ادا ہو جائے
ملے اخلاق سے انسان جو انسان کے ساتھ (سیرتِ رسول)

☆☆☆

خدا گواہ، مسلسل ہے بولتا قرآن
حضور سیّدِ عالم کی زندگی کیا ہے (سیرتِ رسول)

☆☆☆

آپ کے نام سے مقبول ہے کاوش میری
ورنہ میں کیا میرے اشعار میں کیا رکھا ہے (عجز وانکسار)

☆☆☆

کیسے نہ آپ نزع میں جلوہ دکھائیں گے
بیمار کا تو حق ہے مسیحا کی روشنی (ایمان وعقیدہ)

☆☆☆

باغِ جناں کی سیر کو جی چاہتا نہیں
پھیرے کیے ہیں ایسے گلستاں کے اردگرد (کیفیاتِ عشق)

صبیح رحمانی کو روحانی طور پر حضرت حسان سے خاص عقیدت اور محبت ہے جو بے اختیار ان کی زبان پر آتا ہے۔

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

روح الامیں سے سیکھئے آدابِ نعت پاک
برسوں رہے ہیں حضرتِ حسان کے اردگرد

☆☆☆

دونوں عالم میں نہ ہو کیوں میری توقیر صبیح
خاص نسبت ہے مجھے حضرتِ حسان کے ساتھ

خوبصورت استعاروں اور محاوروں کو بہتر انداز میں اشعار میں سجانے والے صبیح رحمانی کے لیے عشق و محبت رسول کی خوشبو سے دل اور دماغ دونوں کو مہکانے والے کے لیے میری دُعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس نوجوان کی نعتوں کو مقبولیت کا تاج پہنائے اور گلستانِ فکر کا گوشہ گوشہ اس کے اشعار کی خوشبو سے مہک جائے۔آمین!

اشتیاق اظہر

نوجوان نعت گو صبیح رحمانی کے پورے دیوان میں ان کی روح محبت اور روح ایمانی رواں دواں ہے۔انھوں نے جس چاہت، خلوص، وارفتگی و شیفتگی اور یکسوئی کے ساتھ مدحتِ سیّدِ کونین کی ہے وہ انہی کا خاصہ ہے۔ماہِ طیبہ میں غزلیہ منہاج پر تخلیق ہونے والی نعتوں کے علاوہ آزاد نظمیں بھی قابلِ داد ہیں۔

اقبال قادری (معتمد بزمِ تحقیق نعت کراچی)

نوجوان شاعر صبیح رحمانی کا نعتیہ مجموعہ کلام ماہِ طیبہ نظر سے گذرا۔اس عمر میں نعت کا احاطہ کرنا مشکل اَمر تھا مگر ان کی میلانِ طبع اور صحبتِ دینی نے ان کے لیے یہ کام آسان کر دیا۔ابتدا ہے کہیں کہیں پھسل جاتے ہیں مگر احتیاط کے ساتھ کہیں جذبے کی کیفیت بڑھتی ہے تو نغمگی حروف سے متاثر ہو کر مصر ہو جاتے ہیں کہ بس جو لکھا ہے صحیح ہے مگر میرے خیال میں نعت گوئی اس بات کی اجازت نہیں دیتی، مرا مشورہ ہے کہ شعر کی آمد آورد کے بعد اس کا ہر پہلو سے مکرر جائزہ لینا ضروری ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ شعر کو حتمی طور سے سپردِ قرطاس کرنے سے پہلے اگر ہر پہلو کا جائزہ لے کر قلب و ذہن سے سمجھوتہ کر لیں تو انشاء اللہ بہت جلد وہ خود ہی اپنے شعر کی ترکیب و ترتیب اور تنظیم اس طرح کر سکیں گے کہ ہر ہر شعر خود فہمی کے دائرے سے نکل کر سامعین کے لیے راحتِ ساعت ہوگا۔من حیث المجموعہ اشعار میں رنگ بھی ہے خوشبو بھی، شیرینی بھی ہے کیفیت بھی، ادب بھی ہے لطافت بھی، نئے سے نئے قافیہ آرائی ان کا خاصہ

ہے۔ مثلاً:

خاکِ درِ حضرت جو مرے رُخ پہ ملی ہے
یہ فیض یہ عظمت مرا حق ازلی ہے

ایک اور شعر کی آمد ملاحظہ ہو:

حسنین یوں حضور کے آغوش و دوش پر
اعراب جیسے آیۂ قرآں کے اردگرد

مری دُعا ہے کہ رب العزت صبیحؔ رحمانی کے علم میں اضافہ، ان کی عقیدت میں پختگی، ان کے ذوقِ سلیم میں اعانت، ان کی سوچ میں ذہانت، ان کے کلام میں بلاغت، ان کی گویائی میں اثر، ان کے ایمان میں نورِ محمدی، ان کی عمر میں برکت، کاروبارِ دین و دنیا میں عزت و عافیت عطا فرمائے اور ان کے مجموعے کلام ''ماہِ طیبہ'' کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین!

محمد قمر خان رحمانی (چیئرمین گلبہار نعت کونسل پاکستان)

نعت گوئی کی سعادت فہم و ادراک کے ساتھ ساتھ جذبے سے بھی ہوتی ہے۔ عزیزم صبیح رحمانی کی فکری اور ذہنی کاوشیں رفتار کے اعتبار سے براق کی مانند اپنی منزل کی طرف انتہائی اہتمام سے رواں دواں ہیں۔ صبیح رحمانی کی کمسنی اور ان کے پہلے مجموعہ نعت کی یہ جلد اس قول کی آدرش ہے کہ ''بزرگی بہ اعتبارِ علم ہوتی ہے، نہ کہ عمر'' آخر میں صبیح کے لیے دعا گو ہوں کہ گل بہار نعت کونسل پاکستان کے باغ کا یہ نوبہار پھول اپنی خوشبو سے دنیائے نعت کو مسحور و معمور کرتا رہے آمین۔

مرزا منیر بیگ (صدر انجمن عاشقانِ مصطفیٰ، خداداد کالونی کراچی)

ذوقِ نعت رسول نے مجھے کئی نامور نعت خوانوں اور نعت گو حضرات سے روشناس کرایا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ۱۹۸۵ء میں انجمن معراج النبی کے زیرِ اہتمام ناظم آباد میں منعقدہ ایک محفلِ نعت میں عاجز نے ایک نوجواں ثنا خوان کو سنا۔ انداز نہایت ہی بھلا معلوم ہوا اور جب یہ معلوم ہوا کہ موصوف نعت گو بھی ہیں تو مسرت دوچند ہوگئی وہ نوجوان ثنا خواں صبیح رحمانی تھے۔ ذوق و شوق ہمارے مشترک تھے یعنی مداحِ رسول انام۔ اس لیے روز بہ روز ایک دوسرے کے قریب ہوتے گئے جب بھی کسی محفل میں صبیح کو سنا تو ایک عجیب سی روحانیت محسوس ہوئی اور خیال پیدا ہوا کہ یہ ایک نوجوان کے دل کی کیسی آواز ہے جو دل کو حبِ رسول

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

کی انتہا تک لے جاتی ہے یقیناً یہ ان کی سرورِ عالم سے محبت و عقیدت کا ثمر ہے۔ صبیح رحمانی کو خدا نے خوب نوازا ہے۔ قابل ترین اساتذہ مرحمت فرمائے جن میں حضرت نیر مدنی، حضرت فدا خالدی اور حافظ مستقیم سرفہرست ہیں۔ برصغیر کی نامور روحانی شخصیت مخدوم العلماء صوفیا حضرت شاہ انصار حسین الہ آبادی کے سلسلے جلیلہ سے نسبت کا شرف بخشا، علم و عرفان کی دولت عطا کی اور یہ سب مدحت مصطفیٰ کا صلہ ہے۔ حضرت شاہ انصار الہ آبادی کی بابت میں یہ کہنا چاہوں گا کہ شاہ صاحب روحانی دنیا میں عظیم منزل و منزلت کے حامل ہیں مجھے بارہا ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور جب جب ہوا صبیح رحمانی کا تذکرہ ضرور ہوا۔ اس عاجز نے ایک عمر بزرگانِ دین کی جوتیاں سیدھی کرتے گذاری ہے مرشد اپنے اُسی مرید کا تذکرہ زیادہ کرتے ہیں جو انہیں محبوب ہو۔ میں سمجھتا ہوں صبیح رحمانی پر حضرت کی خاص نگاہِ کرم ہے جو ایک بڑی سعادت ہے۔ جب مجھے علم ہوا کہ یہ نوجوان مداح رسول اپنے گلہائے عقیدت مرتب کر کے کتابی شکل دے رہا ہے تو مجھے بے حد خوشی ہوئی کیونکہ ان کا نعت کہنے کا جداگانہ انداز ہے، کلام اثر انگیز ہے اور اس میں عشق رسول، عشق اہل بیت، احترام صحابہ، اور نسبت حسان کے مضامین جا بہ جا نظر آتے ہیں۔ میں نے موصوف کی زبان سے کل پاکستان محفل نعت میں یہ نعت سنی ؎

پاؤں تھک جائیں گے جب رہِ عشق میں سر تو کیا یہ قلب و نظر جائیں گے
جان جاتی رہے یا رہے کچھ بھی ہو ہم درِ مصطفیٰ تک مگر جائیں گے

تو ایک وجدانی کیفیت مجھ پر طاری ہوئی۔ بخدا آقا کی مدحت ایسی ہی ہونی چاہیے کہ دل سنتے ہی آقا کے قدموں میں پہنچ جائے۔ مجھے یقین ہے کہ صبیح رحمانی اپنے اس ہدیہ عقیدت ''ماہِ طیبہ'' کے ساتھ عنقریب بارگاہِ رسالت میں حاضری کی سعادت حاصل کریں گے۔

☆☆☆

عرضِ ناشر

قارئینِ گرامی............السلامُ علیکم!

سیّد صبیح الدین صبیحؔ کی نعتیہ تخلیقی کاوشیں صبحِ ادب کی تمام تر صباحتوں کے ساتھ آسمانِ سخن پر ''ماہِ طیبہ'' کے نام سے طلوع ہونے کو ہیں۔ نظامی اکادمی کی سعادتوں میں ایک سعادت یہ بھی پیوست ہوئی کہ وہ بطور ناشر اُسے نبی کے انگناں آقائے رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہی ہے۔ ہم دعا گو ہیں کہ یہ مجموعہ نعت بارگاہِ رسالت میں سندِ قبولیت کے ساتھ ہمارے اور قارئین کے لیے بارگاہِ ایزدی میں وسیلۂ شفاعت بن جائے۔ تو پھر یقیناً ''ماہِ طیبہ'' بلاتفریقِ مذہب ہر عاشقِ رسول کے صحنِ دل میں سندِ قبولیت و سعادت لے کر اُترے گا کیونکہ ازروئے حدیث ''جن کے آسمانوں پر چرچے ہو چکے ہوتے ہیں وہ زمین پر ضرور مقبولیت حاصل کرتے ہیں۔''

امین نظامی

جنرل سیکریٹری

نظامی اکادمی

اعترافِ کرم

قارئین کرام!

نعت گوئی شاعر کے لیے بڑی آزمائش ہے یہ ایک لطیف، نازک، پاکیزہ اور پُرسوز صنفِ سخن ہے۔ ایک دوزانو اور باوضو غزل ہے اس کے لکھنے پڑھنے اور سمجھنے کے لیے دلِ گداختہ کی ضرورت ہے یہ نیاز و ناز کی ایک ایسی کائنات ہے جہاں ذوق کو سرمدی سرور اور شوق کو کیفِ دوام عطا ہوتا ہے۔ یہ عشق و محبت کا میدان اور قلب و نظر کی دُنیا ہے۔ یہاں روح کی لرزشیں داستانِ غم سناتی ہیں اور محبت کے آنسو دردِ دل کہتے ہیں۔ عالم نعت گوئی میں جب جنوں نغمہ بار ہوتا ہے تو کونین جھومتے ہیں اور جہانِ ہوش زیر و زبر ہو جاتا ہے۔ مقامِ رسالت کی نزاکتوں اور وسعتوں کا احاطہ قلم کے بس کا نہیں رہتا تو ذہن بے بس ہو کر سوچتا ہے کہ مصورِ حقیقی کے اُس کمالِ فن کی مدح و ثنا کیسے کرے کہ جس کی آنکھ سے سورج ضیا مانگتا ہے، جس کے نطق سے غنچے پھول بنتے ہیں، کوہسار جس کے قامتِ زیبا سے سربلندی پاتے ہیں اور صبا جس خرامِ ناز سے ٹہلنا سیکھتی ہے۔

مگر نعت ایک ایسا روحانی کیف بھی ہے جو دل پر نازل ہو کر قلم پر اُترتا ہے اور کاغذ پر بکھر جاتا ہے اور یہ کیف اکتساب سے کہیں زیادہ خدائے بخشندہ کا لطف و کرم ہے نعت گوئی کے حقیقی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے دل دھڑکتے ہیں، روح کانپتی ہے، قلم لرزتے ہیں اور زبان لڑکھڑاتی ہے لیکن ان تمام باتوں کے باوجود بھی اگر کسی قلم میں نعت گوئی کی صلاحیت موجود ہے تو یہ رب العزت کا کرم اور تاجدارِ دو عالم کی عنایت خاص ہے اسی کرم و عنایت سے دلوں کے حجاب اُٹھتے ہیں اسی فیض سے زبانوں کو تکلم کا حسن عطا ہوتا ہے اور قلم میں پَرِ ہُما کی جنبش پیدا ہوتی ہے گویا نواؤں میں سوز اور زمزموں میں نور حضور ہی کا کرم ہے اور ''ماہِ طیبہ'' میں بھی آپ کو جا بجا اسی کرم کی چاندنی نظر آئے گی۔

کہاں میں اور کہاں مدحِ مالکِ کونین
صبیحؔ ان کا کرم ہے، یہ شاعری کیا ہے

''ماہِ طیبہ'' حاضرِ خدمت ہے۔ میں نے اپنی عقیدتوں، محبتوں اور آرزوؤں کو اپنی دانست میں فنی تقاضوں کا احترام کرتے ہوئے شعر کے قالب میں ڈھالا ہے مگر میں اس میں کہاں تک

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

کامیاب ہوا یہ فیصلہ تو اہلِ علم و ادب اور ناقدینِ فن ہی کا حق ہے میں ان حضرات کی رائے کا دھڑکتے دل کے ساتھ منتظر رہوں گا۔ میں دعا گو ہوں اپنے روحانی استاد حضرت نیر مدنی کے لیے کہ جن کی ہمت افزائی سے میں نے میدانِ شعر و سخن میں قدم رکھا۔ خداوند کریم انہیں فردوسِ بریں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

میں اسے اپنی خوش نصیبی تصور کرتا ہوں کہ مجھے حضرتِ شاہ انصار حسین الٰہ آبادی، حضرت فدا خالدی دہلوی اور حافظ محمد مستقیم جیسے اساتذۂ کرام میسر آئے جنہوں نے مجھے ادب کے لق و دق صحرا میں انگلی پکڑ کر چلنا سکھایا۔ خصوصاً میرے شیخ مکرم حضرت شاہ انصار الٰہ آبادی جنہوں نے مجھے اپنے خدّام میں شامل فرما کر مجھے اعزازِ نسبت بخشا اور یہ شاہ صاحب ہی کی ترغیب و تاکید تھی کہ جس نے میری طبیعت کو نعت گوئی کی طرف مائل رکھا ورنہ شاید میں بھی زمانے کی رو میں بہہ کر غزل گوئی اختیار کرتا، میں شکر گذار ہوں پروفیسر پری شان خٹک، ڈاکٹر جمیل جالبی، ڈاکٹر منظور الدین احمد، پروفیسر سحر انصاری، حضرت شاہ انصار الٰہ آبادی، حضرت فدا خالدی، مظفر وارثی، اشتیاق اظہر، ادیب رائے پوری، اقبال قادری، محمد قمر خان رحمانی، اور مرزا منیر بیگ کا کہ جنہوں نے ''ماہِ طیبہ'' پر اپنی گراں قدر رائے کا اظہار فرمایا۔

مجموعے کی اشاعت کے سلسلے میں، میں ممنون ہوں مرزا منیر بیگ، امین الحق، فریدہ نظامی، منظور احمد لودھی، مختار حیدر، خالد عمران مطہر، عدنان حمید فاروقی اور اپنے نہایت عزیز دوست حبیب عالم کا جنہوں نے مجموعے کو اشاعتی مراحل سے گذارنے میں قدم قدم پر میری رہنمائی اور مدد فرمائی۔

میں اپنے بزرگوں، دوستوں اور کرم فرماؤں سید شریف حسین رضوی، عبدالوحید تاج، سید نثار علی قادری، شیخ عبدالرزاق، محمد یعقوب غزنوی، سید عزیر احمد مدنی، سید زاہد علی قادری، محمد حسن، محمد حسین، محترمہ زیب درانی، مظہر حسین، اسلم پرویز ناصری، سید سردار الدین، شیخ نصرت احمد، شیخ اشفاق احمد رحمانی، عقیل احمد عباسی، محمد ایاز خان غوری، جاوید وارثی، عزیز مرزا حسانی، محمد اسلم حسانی، عزیز لطیفی، محمد رفیق قادری، محمد صابر شمسی، حامد رضا خاں، اشفاق احمد شوق، محمد کامران مرزا، محمد ذاکر، آصف مظہر حسین، سید جمیل اشرف، محمد یعقوب ابراہیم، عبدالوہاب نور، محمد طفیل خاں، مسیح احمد صدیقی، انوار احمد بیگ، باجی قمر اختر، سیّدہ شاہین رضوی، سیّدہ کوثر، سیّدہ سیما، راحیلہ مرزا، رابعہ اور اپنے اہل خانہ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جو میرے مجموعے کی اشاعت کے لیے دُعا گو رہے۔

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

مجھے اعتراف ہے کہ تصحیح کتابت میں ہر چند احتیاط کے باوجود اِملا کی غلطیوں کا امکان بھی ہو سکتا ہے سرمائے کی کمی نے کتاب کو نقش و نگار و دوسری خوبیوں سے بھی دور رکھا جو نگاہوں کو حسن بخشتی ہے لیکن میرے احساسات اور عقیدتوں سے میرا کلام مزّین ہے اور یہی نعت کا حاصل بھی ہے لہٰذا اگر قارئین کرام کتابت کی نادانستہ غلطیوں کے بجائے میری عقیدت کو ملحوظ رکھیں تو شاید معمولی معمولی غلطیوں کو نظر انداز کرنے میں کوئی دقت محسوس نہیں ہوگی۔

طالبِ دُعا

صبیح رحمانی

اکتساب!

خوش نصیبی ہے کہ سخن میں مرے
طرزِ حسّان دیکھتے ہیں لوگ

میں نے قرآں سے نعت سیکھی ہے
میرا دیوان دیکھتے ہیں لوگ

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

حمد باری تعالیٰ

حمد و ثنا سے بھی کہیں اعلیٰ ہے تیری ذات
انسان کیا بیان کرے تیری کُل صفات

دل ہیژدہ ہزار زمانوں کو کیا کہے؟
اک لفظ کُن سے وضع کیے تو نے شش جہات

ہر برگِ گُل میں تو نے سموئی الہٰیّت
انسان کیسے سمجھے بھلا رنگِ درسیات

تیرا عطا کیا ہوا ہر دُکھ بھی اے کریم،
واللہ اہلِ عشق کو ہے جانِ محسنات

قطروں میں بحر نور، مسلسل ہے موجزن
ذرّوں کے قلب مشعلِ روحِ تجلیات

ذی روح رزق پاتے ہیں سینے میں سنگ کے
خود مشکلات ہیں ہمہ تن حلِ مشکلات

وہ بحر و بر ہوں، آتش وگُل ہوں کہ برق و باد
بخشی سبھی کو تو نے عبادت کی کیفیات

درِ یتیم عرش کے مہمان ہو گئے!!
ناممکنات بھی ہیں تجھ عینِ ممکنات

حق بندگی کا کیسے ادا ہو صبیحؔ سے
انساں سے ماورا ہے ترا حسنِ التفات

صلی اللہ علیہ وسلم

حضور! ایسا کوئی انتظام ہو جائے
سلام کے لیے حاضر غلام ہو جائے

نظر سے چوم لوں اِک بار سبز گنبد کو
بلا سے پھر میری دنیا میں شام ہو جائے

تجلّیات سے بھرلوں میں کاسۂ دل و جاں
کبھی جو اُن کی گلی میں قیام ہو جائے

حضور آپ جو چاہیں تو کچھ نہیں مشکل
سمٹ کے فاصلہ یہ چند گام ہو جائے

حضور آپ جو سُن لیں تو بات بن جائے
حضور آپ جو کہہ دیں تو کام ہو جائے

ملے مجھے بھی زبانِ بوصیرؔی و جامؔی
مرا کلام بھی مقبولِ عام ہو جائے

مزا تو جب ہے فرشتے یہ قبر میں کہہ دیں
صبیحؔ! مدحتِ خیرالانام ہو جائے

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

صلی اللہ علیہ وسلم

پاؤں تھک جائیں گے جب رہِ عشق میں سر تو کیا ہے یہ قلب ونظر جائیں گے
جان جاتی رہے یا رہے کچھ بھی ہو ہم درِ مصطفیٰ تک مگر جائیں گے

ہر نفس خوگر فیض ختم الرسل ہر نظر مہر و مہ بلکہ ایمانِ کُل!
زندگی بھر نہ شام ان کے گھر آئے گی جو سوئے طیبہ وقتِ سحر جائیں گے

جذبۂ جان کیا شوق و ارمان کیا زہد و ایمان کیا عزم و عرفان کیا
جب مدینے کی جانب اُٹھیں گے قدم پیشوائی کو شمس و قمر جائیں گے

گیسوئے شاہ، قدرت کی تنظیم ہے جانِ تعظیم ہے روحِ تکریم ہے
تم سنوارو گے تو یہ بکھر جائیں گے اور بکھیرو گے تو یہ سنور جائیں گے

ہم غلام شہنشاہِ لولاک ہیں وقت کے دامن تنگ سے پاک ہیں
ہم زمانے سے تو گذریں گے کیا بھلا خود زمانے ہی ہم سے گذر جائیں گے

کیسی تعلیم دی ہم کو اللہ نے اور کس پیار سے چاہ سے واہ سے
ہر عبادت میں محبوب کا نام لو ورنہ سجدے یہ سب بے اثر جائیں گے

یہ بھی دیکھے گی چشم فلک ایک دن ان یہود و نصاریٰ کا سر توڑنے
پھر سے بیت المقدس نئی شان سے خادمانِ علی و عمر جائیں گے

ان کا کہنا ہی کیا اے صبیحؔ حزیں ہم سے انساں کو مدحت کا حق ہی نہیں
رحمتیں دوڑ کر خود اِدھر جائیں گی جس طرف ان کے نورِ نظر جائیں گے

صلی اللہ علیہ وسلم

فرازِ عرش پہ معراجِ معنوی کیا ہے
درِ نبی ہو میسّر تو بندگی کیا ہے

خدا گواہ! مسلسل ہے بولتا قرآں
حضور سیّد عالم کی زندگی کیا ہے

ہر ایک سانس کی آواز یا رسول اللہ
ہم اہلِ عشق کا مفہوم زندگی کیا ہے

بغیر ان کے عبادت کا حق بھی ہے ناحق
مقام حشر میں تم دیکھنا ابھی کیا ہے

خدائی بھر میں خدا ساز کثرتِ جلوہ
خدا سے پوچھو مقام محمدی کیا ہے

ہم ان کے نام سے مخمور و مست رہتے ہیں
خطا معاف ہو کوثر کی مے کشی کیا ہے

ہمارے آنسوؤں میں روحیں مسکراتی ہیں
غمِ حسین سلامت تو پھر خوشی کیا ہے

کہاں میں اور کہاں مدح مالکِ کونین
صبیحؔ ان کا کرم ہے یہ شاعری کیا ہے

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

صلی اللہ علیہ وسلم

کیا ذکر محمد نے تسکین دلائی ہے!
جس آگ میں جلتا تھا وہ آگ بجھائی ہے

شیدائے محمد کی ہر شان ہے ذیشانی
دامانِ کرم سر پہ قدموں میں خدائی ہے

کعبے کا ارادہ تھا لے آئی مدینے میں
تدبیر کے سائے میں تقدیر بن آئی ہے

خود آنکھیں بچھاتے ہیں راہوں میں خرد والے
دیوانۂ طیبہ کی کیا خوب بن آئی ہے

صد طور بداماں ہے ہر سانس نظر بن کر
انوار شہِ دیں نے تقدیر جگائی ہے

توصیف شہِ والا کس منہ سے بیاں ہوگی
قرآں کی قسم قرآں خود مدح سرائی ہے

اس نام کی برکت سے اس ذکرِ حقیقت سے
ہر نعت کا متوالا جامیؔ و سنائیؔ ہے

اسلام کی سیرابی مقصد تھا صبیحؔ اُن کا
عاشور کے پیاسوں کی خشکی بھی ترائی ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

شمع دیں کی کیسے ہو سکتی ہے مدھم روشنی
بزمِ طیبہ میں برستی ہے جھماجھم روشنی

خاک پائے شاہ کو سرمہ بنا لیتا ہوں میں
میری آنکھوں میں کبھی ہوتی ہے جب کم روشنی

نورِ مطلق کے قریں بے ساختہ پہنچے حضور
روشنی سے کس قدر ہوتی ہے مِحرم روشنی

نقش پائے شہ کی ہلکی سے جھلک ہے کارگر
کیسے ہو سکتی ہے مہر و مہ کی مدھم روشنی

گیسوئے پاک ان کے برہم ہو کے بھی برہم نہیں
ورنہ ہر عالَم کی ہو جائے گی برہم روشنی

شام اسریٰ مٹ گئی تفریق محبوب و محبّ
روشنی میں اس طرح ہوتی ہے مدغم روشنی

ہجر حضرت میں جہاں بھی کچھ اندھیرا چھائے گا
آنسوؤں سے مانگ لے گی چشم پُرنم روشنی

پانی پانی ہو ابھی ہجر شہِ کُل میں صبیحؔ!
میرے اشکوں کی جو دیکھے چاہِ زم زم روشنی

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

صلی اللہ علیہ وسلم

اصحاب یوں ہیں شاہِ رسولاں کے اردگرد
جیسے ستارے ماہِ درخشاں کے اردگرد

باغِ جناں کی سیر کو جی چاہتا نہیں
پھیرے کیے ہیں ایسے گلستاں کے اردگرد

اک آنکھ سوئے عشق ہے اک آنکھ سوئے فرش
کونین ہیں ہمارے دل و جاں کے اردگرد

پروانہ بن کے آ گئے سدرہ سے جبرئیل
وہ نورِ حق ہے شمعِ فروزاں کے اردگرد

جب سے زیارت شہِ والا ہوئی نصیب
کونین بس گئے مرے ایماں کے اردگرد

حسنین یوں حضور کے آغوش و دوش پر
اعراب جیسے آیۂ قرآں کے اردگرد

روح الامیں سے سیکھئے آدابِ نعتِ پاک
برسوں رہے ہیں حضرتِ حسّاں کے اردگرد

حرمین پہنچا دیکھتے ہی کربلا صبیحؔ!!
کیا معجزے ہیں شاہِ شہیداں کے اردگرد

صلی اللہ علیہ وسلم

ذرّے بھی اس کو دیدۂ بینا کی روشنی
ہاتھ آئے جس کو خاک کفِ پا کی روشنی

آنکھیں بچھا رہے ہیں مہ و برق و آفتاب
کیسے بیان ہو مرے آقا کی روشنی

عرشِ بریں پہ جلوے کچھ ایسے بکھر گئے
اب تک ہے دن کا دل شبِ اسریٰ کی روشنی

صرف ایک شہرِ طیبہ ہی مرکز نہیں کوئی
جنّت میں بھی ہے گنبدِ خضریٰ کی روشنی

کیسے نہ آپ نزع میں جلوے دکھائیں گے
بیمار کا تو حق ہے مسیحا کی روشنی

اب تک خدا گواہ! پریشاں ہے چشمِ شوق
موسیٰ سے پوچھو منزلِ سینا کی روشنی

سایہ کسی کو کیسے نظر آئے آپ کا
سایہ ہے خود ہی محفلِ دنیا کی روشنی

تاریکیٔ لحد اُسے کیا چیز ہے صبیحؔ!
جس قلب میں ہو حسنِ سراپا کی روشنی

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

صلی اللہ علیہ وسلم

سر نہیں جھکتا ہے نہ جھکے، دل جان سے جھکتا لگتا ہے
راہِ نبی کا ذرّہ ذرّہ مجھ کو تو کعبہ لگتا ہے!

روح مجسم ہوتی ہے لمحات سلامی دیتے ہیں
یادِ نبی جب آجاتی ہے کیا کہوں کیسا لگتا ہے

جب وہ طلب فرمائیں گے میں اُڑ کے مدینے پہنچوں گا
حاضریٔ فردوسِ بریں میں اپنا بھلا کیا لگتا ہے

غرقِ ادب ہو جاتا ہے ہر زور بھیانک طوفاں کا
موجِ کرم سے اپنا سفینہ ایسی جگہ جا لگتا ہے

صبحِ ازل کی بات نہیں ہے شامِ ابد کا ذکر نہیں
مجھ کو تو ان کا اک اک جلوہ دیکھا دیکھا لگتا ہے

اہلِ خرد جب ذکرِ محمد پاسِ ادب سے کرتے ہیں
میرے کلیجے پر گویا، تیر سا اک آ لگتا ہے

عشقِ نبی کی دنیا میں مفہوم عبادت کیا کہیے
جو بھی قدم اُٹھتا ہے اپنا سجدہ بہ سجدہ لگتا ہے

جذبِ عمل سے بے خود ہوکر سر نہ جھکاؤں کیسے صبیحؔ
مجھ کو تو نامِ آلِ عبا بھی نامِ نبی کا لگتا ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

کیوں نہ دل میں وقعت ہو اس قدر مدینے کی
عرش ادب سے جھکتا ہے خاک پر مدینے کی

اس کو راس آئے گا کیا بہشت کا منظر
جس نے سیر کی ہوگی عمر بھر مدینے کی

یہ درِ محمد ہے پھونک کر قدم رکھو......!
خاکِ رہ بھی ہوتی ہے دیدہ ور مدینے کی

حشر تک وہ چمکے گا ہمہ تن نظر ہو کر!
جس کو بھی زیارت ہو اک نظر مدینے کی

جب درود پڑھتے ہی مجھ کو نیند آتی ہے
خوب سیر کرتا ہوں رات بھر مدینے کی

احترام کیا ہوگا؟ جلوۂ مدینہ کا!
کیمیا ایماں ہے خاکِ در مدینے کی

جھوم جھوم اُٹھتا ہے ہر زماں کا ہر لمحہ
یاد کتنی ہوتی ہے خوش اثر مدینے کی

خود کھنچ آئے گا کعبہ اور طواف کر لینا
اے صبیحؔ رحمانی بات کر مدینے کی

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

صلی اللہ علیہ وسلم

ہر جذبہ ایماں ہمہ تن جانِ مدینہ
واللہ مرا دل ہے کہ ارمانِ مدینہ

کیا لطف اُٹھائیں گی وہ جنّت کے چمن کا
جو آنکھیں ہیں محو چمنستانِ مدینہ

کعبے کی زیارت کا شرف فرضِ یقینی
ایماں کی مگر روح ہے ارمانِ مدینہ

اے تشنہ لبو! حشر کی پیاس آج بجھا لو
موجوں میں ہے کوثر کی دبستانِ مدینہ

ہر سانس صلوٰۃ اور سلام اہلِ یقیں کو
جیسے کوئی ہر وقت ہو مہمانِ مدینہ

وہ ذوق ، نہ وہ شوق نہ وہ علم نہ وہ فکر
کس طرح ہوں میں پیرو حسّانِ مدینہ

لاریب مدینہ ہے دل و جانِ دو عالم
اور کرب و بلا کیا ہے دل و جانِ مدینہ

پڑھتے ہیں صبیحؔ ! اہلِ نظر مدحتِ کعبہ
اشعار جو پڑھتا ہوں میں در شانِ مدینہ

ﷺ

محمد کے جلوے نظر آ رہے ہیں
حجابِ دوعالم اُٹھے جا رہے ہیں

درِ شہ پہ ہم یوں مٹے جا رہے ہیں
پئے زندگی، زندگی پا رہے ہیں

صبا کوئی پیغام طیبہ سے لائی
گلستاں کے کانٹے کِھلے جا رہے ہیں

سنورتی ہے قدرت نکھرتی ہے فطرت
کچھ اس شان سے شاہِ دیں آ رہے ہیں

نہ روشن ہو کس طرح یہ چاند سورج
درِ مصطفیٰ سے ضیا پا رہے ہیں

وہ شمعِ حرم ہو کہ طورِ تجلّیٰ
حضور آپ ہی نور برسا رہے ہیں

دو عالم کے داتا نگاہِ کرم ہو!
سگِ آستاں ٹھوکریں کھا رہے ہیں

صبیحؔ سخن ور جو شُہرت ہے تیری!
کرم تجھ پہ سرکار فرما رہے ہیں

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

ﷺ

وہ جو قرآن ہو گیا ہوگا
ان کا فرمان ہو گیا ہوگا

سجدہ کر کے جو سر نہیں اُٹھا
در پہ قربان ہو گیا ہوگا

یا عقیدت میں اپنی جاں دے کر
ہمہ تن جان ہو گیا ہوگا

کسے ملتا؟ مزاج پاک حدیث
حفظ، قرآن ہو گیا ہوگا

اپنے دل کو تلاش کرتا ہوں
ان کا ارمان ہو گیا ہوگا

جس نے دیکھا ہے بار بار انہیں
کیوں نہ ذیشان ہو گیا ہوگا

غم کا احساس کیوں نہیں ہے وہاں
ان کا احسان ہو گیا ہوگا

نعت کہتا رہا جو دل سے صبیحؔ
وہ بھی حسّان ہو گیا ہوگا

صلی اللہ علیہ وسلم

جان و ایماں سے بڑھ کے پیارا ہے
ان کا غم شوق کا سنوارا ہے

مہر و مہ حشر تک کریں گے طواف
چشمِ سرکار کا اشارا ہے

ہاتھ پھیلانے کی نہیں حاجت
کیسے داتا کا یہ دوارا ہے

ہر کسی کے شریکِ غم ہیں حضور
کون دنیا میں بے سہارا ہے

کیا کہوں سبز سبز گنبد کو!
نورِ وحدت کا ایک دھارا ہے

اِن کو دیکھو اور اُس کو پہچانو
یہ نظارا بھی کیا نظارا ہے

بحرِ عشقِ حضور صلِّ علیٰ
بیچ منجدھار بھی کنارا ہے

عرش سے آئی ہے صبیحؔ آواز!
جب کبھی آپ کو پکارا ہے

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

صلی اللہ علیہ وسلم

حقیقتِ مصطفیٰ کہوں کیا کہ اضطراب اضطراب میں ہے
شعاعیں ہر سو چمک رہی ہیں مگر وہ جلوہ حجاب میں ہے

قریبِ مے خانۂ محمد نہ ہوش باقی نہ جوش ساقی
جسے بھی دیکھو بصد عقیدت وہ مست دورِ شراب میں ہے

نفس نفس ان کا نام نامی قدم قدم سجدۂ غلامی!
کلامِ مطلق میں جو لکھا ہے وہ درس میرے نصاب میں ہے

نہ سجدہ کیجیے تو عذرِ مستی جو سجدہ کیجیے تو جرمِ ہستی
براہِ طیبہ قدم قدم پر ثواب بھی کس عذاب میں ہے

ارادہ چاہے کہیں کا بھی ہو قدم اُٹھیں گے اُسی کی جانب
کشش یہ کیسی خدائے ذیشاں درِ رسالت مآب میں ہے

اطاعتِ مصطفیٰ کا سہرا یقین و ایماں کا روح و چہرہ
کسی مسلماں کو فکر کیا ہو سوال خود ہی جواب میں ہے

تمام ولیوں کو نورِ ایماں، عقیدتِ جاں، بہارِ عرفاں
خدا ہی جانے وہ حسنِ پنہاں جو کوچۂ بوتراب میں ہے

صبیحؔ آقا کے وہ کرم ہیں کہ مجھ سے عاصی بھی محترم ہیں
مرے گناہوں کی بے حسابی حضورِ حق کس حساب میں ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

ہر سانس ہجر شہ میں برچھی کی اک اَنی ہے
دیکھوں دیارِ طیبہ دل میں یہی ٹھنی ہے

اُٹھوں نہ مر کے بھی میں طیبہ کی رہگذر سے
محدود حاضری میں بگڑی کہیں بنی ہے

سرکار کی فضیلت لاریب، غیب لیکن
قرآں کے آئینے میں دیکھو تو دیدنی ہے

محشر کی دھوپ کیا ہے ہم عاصیوں کے حق میں
گیسوئے مصطفیٰ کی چھاؤں بہت گھنی ہے

گریہ پہ میرے نم ہیں کیوں اہلِ زر کی آنکھیں
ہر اشک ہجرِ شہ میں ہیرے کی اک کنی ہے

دنیا کما رہے ہیں جو دیں کا نام لے کر!!
یہ رہبری نہیں ہے واللہ رہزنی ہے

میدانِ کربلا میں ثابت ہوا یہ سچ مچ!
جو قول کا دھنی ہے وہ فعل کا دھنی ہے

جاں اے صبیحؔ کیا ہے اس در پہ نذر کردو
دنیائے بے وفا سے کس کی سدا بنی ہے

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

صلی اللہ علیہ وسلم

آئے نظر جو وہ رُخِ قرآن کسی دن
آئینہ بنے دیدۂ حیران کسی دن

ہنس ہنس کے نہ دیکھیں مجھے یہ عازمِ طیبہ
نکلے گا مرے دل کا بھی ارمان کسی دن

میں آ نہیں سکتا تو حضور آپ بلائیں
احسانوں پہ اک اور بھی احسان کسی دن

موجوں سے جو ہوتی رہیں سرکار کی باتیں
ساحل پہ مجھے لائے گا طوفان کسی دن

یوں ہی رہا جو وردِ زباں نامِ محمد
ہو جائیں گی سب مشکلیں آسان کسی دن

ہر ایک مَلک کہتا تھا اور روزِ ازل سے
زینت دہِ عرش ہوگا اِک انسان کسی دن

سرکار دکھائیں مجھے طیبہ کے نظارے
مر جاؤں نہ در وادئ مہران کسی دن

حسّان کے صدقے میں صبیحؔ جگر افگار!
بن جاؤں گا میں نائبِ حسّان کسی دن

صلی اللہ علیہ وسلم

دل و جانِ دو جہاں ہے کہ ہے جانِ ہر زمانہ
جہاں سر ادب سے رکھ دو وہیں ان کا آستانہ

وہاں سر نہ کیسے خم ہو بصد عجز والہانہ!
جہاں ذرّے ذرّے میں ہے اک ادائے معجزانہ

مجھے حشر کی تمازت بھلا کیا ستا سکے گی
تیری رحمتوں کا ہوگا مرے سر پہ شامیانہ

میں ہوں محو شوق سجدہ مجھے کچھ خبر نہیں ہے
ترا آستاں جبیں ہے کہ جبیں ہے آستانہ

رہ عشق مصطفیٰ میں بھلا کیسی شرک و بدعت
تری گفتگو تو ناصح ہے گناہِ ناصحانہ

بصد احترام ابھی تک یہ قیام معجزہ ہے
جہاں آئی شام اسریٰ وہیں رُک گیا زمانہ

میری نعت کی لطافت نہیں ہر کسی کے بس کی
مرا شوق والہانہ میری فکرِ عالمانہ

مہ و مہر مصطفا کا جو صبیحؔ ذکر آیا!
تو خود اشک بن کے چمکی مری فکرِ شاعرانہ

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

صلی اللہ علیہ وسلم

جلوہ گر مشعلِ سرمدی ہوگئی
ہر طرف روشنی روشنی ہوگئی

سجدہ گاہ حضورِ نبی ہوگئی
بندگی واقعی بندگی ہوگئی

رحمتیں دیکھتی ہیں مری سمت خود
کیسی قسمت گنہگار کی ہوگئی

ان کے جلووں کی پھیلی جو تابانیاں
دور دُنیا سے سب تیرگی ہوگئی

اللہ اللہ شانِ کلامِ نبی
جو کہا حق کی مرضی وہی ہوگئی

ذکرِ جنّت ذرا بھی جہاں چھڑ گیا
مجھ کو سیرِ دیارِ نبی ہوگئی

ایسی چھلکی شرابِ حبیبِ خدا
خود خودی حاصلِ بے خودی ہوگئی

نعت گوئی کہاں اور کہاں میں صبیحؔ
صرف حسّان کی پیروی ہوگئی

صلی اللہ علیہ وسلم

ارضِ طیبہ عجیب بستی ہے
جس کو ہر اک نظر ترستی ہے

بالیقیں زائرِ حرم کے لیے
ہر قدم جذب کیف و مستی ہے

آپ کی ذاتِ پاک ہے سب کچھ
مری ہستی بھی کوئی ہستی ہے

دل کی دنیا کو کیا کہیں آخر
رحمتِ عرش خود برستی ہے

سرِ بازار جنسِ عشق حضور
جتنی مہنگی ہے اتنی سستی ہے

یا نبی آپ ہی بلا لیجیے!
پاؤں زنجیرِ یاس کستی ہے

پئے نعت نبی مئے انوار
میرے افکار پر برستی ہے

بے جمال درِ حضور صبیحؔ!
زندگی موت کو ترستی ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

خاکِ درِ حضرت جو مرے رُخ پہ ملی ہے
یہ فیض یہ عظمت مرا حقِ ازلی ہے

جنّت کے لیے مرتے ہو کیوں اہلِ محبت!
جنّت کی بھی جنّت مرے آقا کی گلی ہے

انسان پہ کُھلے کیسے مقامِ شہِ کونین
یہ راز حقیقت ہے خفی ہے نہ جلی ہے

آنکھوں سے نہیں اُٹھتی چمک اُٹھتی ہے دل میں
گردِ رہِ طیبہ نہیں سونے کی ڈلی ہے

کردارِ نبی پوچھے صدیق و عمر سے!
ایک ایک ادا نور کے سانچے میں ڈھلی ہے

اے حضرتِ موسیٰ ! یہ بڑے ہوش کا ہے کام
یہ وادیٔ سینا نہیں طیبہ کی گلی ہے

ہم دیکھ کے بھی دیکھ نہیں سکتے وہ جلوے
دیدِ نبوی نازِ الٰہی کی پلی ہے......!

کیا مدح ہو اس گھر کی صبیحؔ جگر افگار
جس گھر کا ہر اِک بچہ ولی ابنِ ولی ہے

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

صلی اللہ علیہ وسلم

آج کل پرسوں کبھی ہو جائے گی
اک نہ اک دن حاضری ہو جائے گی

ہر نفس بن جائے گا اک راہبر
جب ادھر چشمِ نبی ہو جائے گی

ہوگا جب پیشِ نظر باغِ رسول
خُلد جان دل کی کلی ہو جائے گی

گیسوؤں سے ابر رحمت چھائے گا
وہ ہنسیں گے روشنی ہو جائے گی

جب سمیٹی جائے گی جنّت کی روح
شہرِ طیبہ کی گلی ہو جائے گی

مر کے ہی اُٹھوں گا ارضِ پاک سے
حاضری بھی دائمی ہو جائے گی

قبلۂ اوّل کی ہمت تو کرو!
ساتھ خود روحِ علی ہو جائے گی

کہہ رہے ہو نعت سوچو تو صبیحؔ
تم سے کیا مدحِ نبی ہو جائے گی

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

صلی اللہ علیہ وسلم

اس طرح جانِ دو عالم ہے دل و جان کے ساتھ
جیسے قرآن ہو خود صاحبِ قرآن کے ساتھ

دل میں یوں ہی رہے ارمانِ مدینہ یارب
ورنہ یہ دم بھی نکل جائے گا ارمان کے ساتھ

یادِ والا نے تہہ قبر بڑا ساتھ دیا......!
ورنہ کچھ بھی نہ تھا مجھ بے سروسامان کے ساتھ

روحِ اسلام کا مفہوم ادا ہو جائے
ملے اخلاق سے انسان جو انسان کے ساتھ

موت سے پہلے زبان پر کوئی نام آتا ہے
خاتمہ ہوتا ہے مومن کا بڑی شان کے ساتھ

یوں تو کونین کی ہر شے میں ہیں اس کے جلوے
مگر ایمان کی شمعیں ہیں مسلمان کے ساتھ

ہاتھ سے دولتِ کونین کو کیسے چھو لوں!
ربط ہاتھوں کو ہے اس گوشۂ دامان کے ساتھ

دونوں عالم میں نہ ہو کیوں مری توقیر صبیحؔ
خاص نسبت ہے مجھے حضرتِ حسّان کے ساتھ

صلی اللہ علیہ وسلم

آپ خیرالانام صاحب جی
اور میں ادنیٰ غلام صاحب جی

حق نے کونین پر کیا لازم
آپ کا احترام صاحب جی

انبیاء مقتدی نہ کیسے ہوں
آپ جب ہیں امام صاحب جی

عرش قدموں کے بوسے لیتا ہے
اتنا اعلیٰ مقام صاحب جی

ابر رحمت کو کوئی اِک چھینٹا
ہوں بہت تشنہ کام صاحب جی

دونوں عالم میں کام آتے ہیں
آپ کے پاک نام صاحب جی

دیکھیے سوختہ نصیبوں کو!
حاضری کا پیام صاحب جی

کاش سب کچھ ہی بھول جاؤں صبیحؔ
دل سے نکلے مدام صاحب جی

صلی اللہ علیہ وسلم

آرزو قلبِ مضطر کی یارو! ان کے در کے سوا کچھ نہیں ہے
وہ نوازیں گے اک دن ہمیں بھی ان کی رحمت پہ کامل یقیں ہے

ایسی دوری پہ قربان جاؤں دور رہ کر بھی دوری نہیں ہے
یہ کرم بھی کرم در کرم ہے میں یہاں ہوں مرا دل وہیں ہے

ہر قدم کعبۂ دل بنا ہے اور قبلہ نما ہو گیا ہے!
شوقِ منزل میں پروازِ زائر مثلِ پروازِ روح الامیں ہے

رحمتِ عالمیں کے کرم سے اور قدوم شہ ذی حشم سے
پہلے وہ سرزمیں جو تھی یثرب اب مدینہ وہی سرزمیں ہے

اُن کی عظمت کو کیا کوئی سمجھے اُن کی رفعت کو کیا کوئی جانے
اُن کے در کی گدائی پہ نازاں سدرۃ المنتہیٰ کا مکیں ہے

منزلت ہو جو کیفِ طلب میں ہر قدم خود ہی بن جائے منزل
اُن کے دربار والا گوہر سے ہر جبینِ عقیدت قریں ہے

میں نے قرآن کی روشنی میں اور حسّان کی پیروی میں
جان و دل سے جو نعتیں کہی ہیں ان کا ایک ایک نقطہ نگیں ہے

کربلا والوں نے خونِ دل سے کچھ چراغ ایسے روشن کیے ہیں
آج بھی اے صبیحؔ ان کی ضو سے کتنا پُرنور دینِ مبیں ہے

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

صلی اللہ علیہ وسلم

لکھے تھے کبھی نعت کے اشعار بہت سے
گھر میں ہیں مرے آج بھی انوار بہت سے

اے شافعِ محشر لبِ اعجاز ہلائیں!
تکتے ہیں کھڑے منہ کو گنہگار بہت سے

محشر میں محمد بھی ہیں یوسف بھی ہیں موجود
اب دیکھئے کس کے ہوں خریدار بہت سے

شاید ہو اسی سال مدینے میں حضوری
آئے ہیں نظر خواب میں آثار بہت سے

پائی نہ جہاں بھر میں مثالِ شہِ لولاک
جبریل نے دیکھے تو طرح دار بہت سے

قربان تری رحمت پہ کہ جب وقت پڑا تو
تجھ بن نہ رہا کوئی تھے غم خوار بہت سے

ہم کو بھی صبیحؔ اُس درِ رحمت نے نوازا
جس در سے ہوئے صاحبِ دستار بہت سے

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

صلی اللہ علیہ وسلم

ذکرِ سرکار، دو عالم سے سوا رکھا ہے
یہ طریق اہلِ محبت نے روا رکھا ہے

آپ کے نام سے مقبول ہے کاوش میری
ورنہ میں کیا مرے اشعار میں کیا رکھا ہے

قدمِ صاحبِ معراج نے بخشا ہے عروج
ورنہ سچ پوچھو تو کونین میں کیا رکھا ہے

ارضِ طیبہ کا تصوّر ہے سبق جینے کا
حق نے مٹّی میں بھی کیا رازِ شفا رکھا ہے

از ازل تا بہ ابد جو بھی جہاں ہے جو کچھ!!
حق نے سب کچھ انہیں قدموں پہ جھکا رکھا ہے

حاضریٔ حرمِ کعبہ کا میں اہل نہیں
میں نے کعبہ درِ اقدس کو بنا رکھا ہے

مل ہی جائے گی کسی روز بصیرت مجھ کو
میں نے کچھ ذرّوں کو آنکھوں سے لگا رکھا ہے

کرمِ سیّدِ کونین کو کیا کہیے صبیحؔ!
درد کا نام محبت نے دوا رکھا ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

حُسنِ مُطلق کے لیے ذاتِ گرامی چاہیے
طوفِ کعبہ میں بھی طیبہ کی سلامی چاہیے

مشکلیں خود مشکلوں میں مبتلا ہو جائیں گی
ہاں زبانِ دل سے وردِ نامِ نامی چاہیے

عرش کیا معراج کیا اور منزلِ قوسین کیا
اس سے بڑھ کر آپ کو اعلیٰ مقامی چاہیے

ہر مَلک صرف ایک بار آتا ہے درِ دربارِ پاک
کم سے کم اتنا تو آدابِ سلامی چاہیے

جرم رحمت بن کے چھا جائیں فضائے روح پر
عرصۂ محشر میں مجھ کو ایسا حامی چاہیے

ہر نفس پر مستقل چھلکے گا جامِ معرفت
چشمۂ کوثر کی اصلی تشنہ کامی چاہیے

میری کیا جرأت کہ بن جاؤں غلامِ مصطفیٰ
مجھ کو تو ان کے غلاموں کی غلامی چاہیے

نعت گوئی کے لیے درکار ہے کچھ تو صبیحؔ!
حُسنِ حسّانؔ، صدقِ قدسیؔ جامِ جامیؔ چاہیے

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

صلی اللہ علیہ وسلم

بڑھ گیا حدِ جنوں سے نام لیوا آپ کا
آپ کو خود مانگنے آیا ہے منگتا آپ کا

محفلِ محشر میں دیدارِ خدا ہوگا ضرور
کاش ایسے میں نظر آجائے جلوہ آپ کا

لاکھ سجدے ہوں مگر سجدے سے کیا حاصل اسے
جس کی قسمت میں نہ ہو نقشِ کفِ پا آپ کا

آفتابِ روزِ محشر کو چمکنے دیجیے
جلوہ گر ہے ہم سیہ کاروں پہ سایہ آپ کا

آپ کے در پر کسی کو موت آسکتی نہیں
دم بھرے گا مسکرا کر خود مسیحا آپ کا

عرش والے آپ کی صورت پہ قرباں ہوگئے
کیا سمجھ سکتے ہیں رُتبہ اہلِ دنیا آپ کا

بارگاہِ طور کا عالم کہوں کیا اے صبیحؔ
چشمِ موسیٰ! آج بھی پڑھتی ہے کلمہ آپ کا

صلی اللہ علیہ وسلم

آنکھوں نے جہاں خاک اُڑائی ترے در کی
خود قلب میں صورت اُتر آئی ترے در کی

کعبہ بھی، سرِ عرش بھی، فردوس و نجف بھی
وہ دل! جسے حاصل ہو رسائی ترے در کی

مقصودِ حقیقی نے قدم بڑھ کے لیے ہیں
جس نے بھی جہاں دی ہے دُھائی ترے در کی

میں اہلِ محبت میں امراالامراء ہوں!
راس آئی ہے یوں مجھ کو گدائی ترے در کی

سر کیوں نہ جھکائیں بصد آداب فرشتے
منظور خدا کو ہے خدائی ترے در کی

سجدہ مرا کیسے نہ ہو؟ سجدوں کا بھی قبلہ
پیشانیٔ ایماں ہے کمائی ترے در کی

جلووں کے بھی جلوے سمٹ آئے مرے دل میں
آنکھوں نے مری خاک جو پائی ترے در کی

سر کو مرے کہتے ہیں صبیحؔ اہلِ نظر در
ممکن نہیں مجھ سے تو جدائی ترے در کی

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

صلی اللہ علیہ وسلم

قدرتِ حق کا شہکارِ قدرت اک نظر دیکھ لوں دور ہی سے
بے زیارت کے بے کیف جینا میں تو باز آیا اس زندگی سے

آپ کے در پہ دھونی رمائے پھر خود آدابِ حق سیکھ جائے
بندہ پرور اگر ہو اجازت، صاف کہہ دوں میں یہ بندگی سے

لطف سجدوں کا اس وقت ہوگا، بے حجابانہ جب حُسن ہوگا
بے محمد کے سر کو جھکانا اک تمسخر سا ہے بندگی سے

ان کی عظمت کو صدیق جانیں اور فاروق و عثمان جانیں
لذتِ عشقِ سرکار پوچھو، تم اویس و بلال و علی سے

زندگی میں کوئی غم نہیں ہے بعد مردن بھلا ہوگا کیسے!
میری مٹی ٹھکانے لگے گی مجھ کو نسبت ہے کوئے نبی سے

میرے تاروں کی توقیر کرنا میرے پھولوں سے تم پیار کرنا
بالیقیں کوئی مومن نہیں ہے منحرف ہے جو قولِ نبی سے

جان لیجیے کہ دینِ متیں میں خوشیاں ہی خوشیاں کیوں رونما ہیں
مصطفیٰ والوں نے کربلا میں جانِ جاں دی ہے ایسی خوشی سے

اے صبیحؔ کیا تھا میں کچھ نہیں تھا بدتروں سے کہیں بدتریں تھا
آج حسّان کا جانشیں ہوں یعنی جو کچھ ہوں نعتِ نبی سے

ﷺ

لب پر نعتِ پاک کا نغمہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے
میرے نبی سے میرا رشتہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے

پست وہ کیسے ہو سکتا ہے جس کو حق نے بلند کیا!
دونوں جہاں میں اُن کا چرچا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

اور کسی جانب کیوں جائیں اور کسی کو کیوں دیکھیں
اپنا سب کچھ گنبدِ خضرا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

فکر نہیں ہے ہم کو کچھ بھی دُکھ کی دھوپ کڑی تو کیا
ہم پر ان کے فضل کا سایہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے

اُن کے کرم کی خوشبو سے ہے کیسا مری قسمت کا گلاب
شاخِ چمن پر مہکا مہکا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

طے کرتے ہیں نام سے ان کے دشتِ حیات کی ہر منزل
راہِ زیست میں ان کا سہارا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

بتلا دو گستاخِ نبی کو غیرتِ مسلم زندہ ہے......!
ان پر مر مٹنے کا جذبہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے

جس کے فیض سے بنجر سینوں نے شادابی پائی ہے
موج میں وہ رحمت کا دریا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

زادِ سفر کی فکر میں گم تھا عشق نے مجھ کو بتلایا
دل سے مدینے کا اِک رستہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے

جن آنکھوں سے طیبہ دیکھا وہ آنکھیں بے تاب ہیں پھر
ان آنکھوں میں ایک تقاضا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

ان کے در سے سب ہو آئے جا نہ سکا تو ایک صبیحؔ!
یہ کہ اک تصویرِ تمنّا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

ﷺ

وحشی کو انسان بنایا میرے کملی والے نے
روحِ دل و ایمان بنایا میرے کملی والے نے

حشر کے دن کیا کیا نہ گذرتی ایک تبسم کے صدقے
مشکل کو آسان بنایا میرے کملی والے نے

دل میں مدینے کی خواہش بھی ان کے کرم کا صدقہ ہے
دل کو میرے ارمان بنایا میرے کملی والے نے

عرشِ بریں کے گوشوں پر اِک شب یہ فرشتے کہتے تھے
جلووں کو حیران بنایا میرے کملی والے نے

قلب حسینی کہتا تھا واللہ کسی موقع پہ کہیں
جان کو میری جان بنایا میرے کملی والے نے

دے کے فقیروں کے ہاتھوں میں دونوں جہاں کی سوغاتیں
بوذر اور عثمان بنایا میرے کملی والے نے

داتا، فرید اور خواجہ میں یہ کس کی ضیا باریاں ہیں
کس نے انہیں ذیشان بنایا میرے کملی والے نے

اس سے بڑا احسان صبیحؔ خاک نشیں پر کیا ہوگا
پیرو حسّان بنایا میرے کملی والے نے

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

ﷺ

روحِ دیں ہے عید میلادُ النبی
کیا حسیں ہے عید میلادُ النبی

سوزِ جاں ہے عید میلادُ النبی
سازِ دیں ہے عید میلادُ النبی

جس طرف دیکھو ملک محوِ سلام
بالیقیں ہے عید میلادُ النبی

وہ مکمل ہیں کتابِ معرفت
شرحِ دیں ہے عید میلادُ النبی

جس پہ قائم آسمانِ احدیت
وہ زمیں ہے عید میلادُ النبی

کیوں نظر آئیں نہ جلوے صاف صاف
دُوربیں ہے عید میلادُ النبی

ہر زمانے میں مہ عیدین کو!
مہ جبیں ہے عید میلادُ النبی

قوم کی بے رہ روی پہ اے صبیحؔ
شرمگیں ہے عید میلادُ النبی

آزاد نعتیہ نظمیں

کاغذی مکاں

میں خوفِ عصیاں سے
رو کے سویا
جو اپنا دامن
بھگو کے سویا
تو اِک سہانا سا خواب دیکھا
کہ
روزِ محشر ہے
اور
میں ہوں
مدد کو رحمت
تری کھڑی ہے
کرم کی برکھا
برس رہی ہے
گنہ مرے
کاغذی مکاں ہیں

سوالیہ نشاں

تو ہی
بتا دے مجھے
اے
وقارِ ارض و سماں
مرے
نصیب میں
کب تک نہیں
زمیں کی جناں
دیارِ پاک میں
کب ہو گی
حاضری میری؟
ہمیشہ
سامنے ہے
اک
''سوالیہ سا نشاں''
تو ہی
بتا دے مجھے
اے
وقارِ ارض و سماں

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

ایک ادا

اپنے آقا کے
خالی شکم پر
بندھے
پتھروں کو جو دیکھا
تو
کعبے نے بھی
اپنے خالی شکم پر
انہیں کی طرح
حجرِ اسود
کو
باندھا تھا
اور
آج بھی
جی رہا ہے
بڑی ہی
عقیدت کے ساتھ
اپنے آقا
کی
اس ایک
سُنّت کے ساتھ

کارِ دشوار

منزلیں گم ہوئیں
راستے کھو گئے
تیری سیرت سے بھٹکے
ہیں
ایسے شہا
خود کو پہچاننا
کارِ دشوار ہے
زندگی
ریت کی جیسے دیوار ہے
تیری رحمت ہمیں
پھر سے درکار ہے

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

یاد

اے رحمتِ کُل
اے فخرِ رُسل

ہیں
آپ کی یادیں
نوریں سی

سو
کیوں نہ آپ کو یاد کریں؟
ہیں آپ کی باتیں
میٹھی سی

پھر
کیوں نہ آپ کی بات کریں؟

عزم

رہِ طیبہ میں دیوانہ
چلتا ہوا

دم بہ دم
گرتا پڑتا
سنبھلتا ہوا

جا رہا ہے
سوئے سیدالانبیا
شوق ہے رہنما

اور
کرم ساتھ ہے
اک نہ اک دن
یقیناً
پہنچ جائے گا

ورد
صلِّ علیٰ کا

وہ
کرتا ہوا

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

امداد

بارگاہِ تخیل میں
ہیں
صف بہ صف
دست بستہ
ہزاروں کی تعداد میں
لفظ اتنے
کہ
تاروں کی تعداد میں
پئے نعت نبی
میری امداد میں

کرم کے سکّے

مرے آقا
زمانے میں
تری
بخشش نرالی ہے
ترے در پہ
شہنشاہوں نے بھی
پگڑی بنالی ہے
نہ مجھ میں کچھ
سلیقہ ہے
نہ کچھ
حُسنِ مقالی ہے
میں بس اتنا ہی کہہ سکتا ہوں
اور
اتنا ہی کہتا ہوں
کرم کے چند
سکّے دو
کشکول خالی ہے

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ظلمتیں چھٹ گئیں
ضوفشاں وہ ہوئے
کلیاں چٹکیں
کِھلے پھول
مہکی ہوا
چار سو ہے
خوشی
پھیلی پھیلی ہوئی
یہ ترنم
یہ نغمے
یہ ابر بہار
ہر سماں
ہر اُفق
ہر جہت
کو بہ کو
رنگ اور روشنی

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

ہر قدم ہر محل
نور ہی نور
چھایا
فضا در فضا
ان کے آنے سے ہر سو بہار آ گئی

اے نویدِ مسیحا، دُعائے خلیل

نفرتوں کے گھنے جنگلوں میں شہا
عہدِ حاضر کا انسان محصور ہے
مشعلِ علم و اخلاق سے دور ہے
کتنا مجبور ہے
اے نوید مسیحا
دُعائے خلیل
روک دے نفرتوں کی جو یلغار کو
پختگی ایسی دیں میرے کردار کو
آپ کا لطف و رحمت تو مشہور ہے

یہ آزاد نعتیہ نظم ماہِ طیبہ میں ’’مناجات‘‘ کے عنوان سے چھپ چکی تھی۔ بعد میں شاعر نے ’’جادۂ رحمت‘‘ میں عنوان ’’اے نویدِ مسیحا، دُعائے خلیل‘‘ اور اس کے الفاظ میں چند تبدیلیاں بھی کی تھیں۔ جسے ہم نئے انداز کے ساتھ من وعن شائع کر رہے ہیں۔ (مرتب)

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

سَلام

مخزنِ آیاتِ قرآں الصلوٰۃ والسلام
شانِ والا شانِ رحماں الصلوٰۃ والسلام

ایک اِک دھڑکن پہ سو سو رحمتوں کا ہو نزول
دل سے دُہرائے جو انساں الصلوٰۃ والسلام

اہلِ ایماں کے لیے، اہلِ عقیدت کے لیے
آفتابِ علم و عرفاں الصلوٰۃ والسلام

غنچہ و گل کی چمن میں کچھ حقیقت ہی نہیں
کہتا ہے جوشِ بہاراں الصلوٰۃ والسلام

رحمتیں منہ چوم لیتی ہیں خود اس کا دوڑ کر
جو کہے اے شاہِ شاہاں الصلوٰۃ والسلام

جب کہیں کچھ بھی نہ ہوگا ذات واحد کے سوا
خود بخود ہوگا نمایاں الصلوٰۃ والسلام

بزمِ ہستی میں اُتر آئیں فرشتوں کی صفیں
واقعی ہے جانِ جاناں الصلوٰۃ والسلام

کربلا میں کہہ رہا تھا ہر مَلک رو کر صبیحؔ
شاہدِ شاہِ شہیداں الصلوٰۃ والسلام

مناقب

سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

خلافت ہے سرتاج صدیقِ اکبر
نہ کیوں دیں کی ہوں لاج صدیقِ اکبر

شہنشاہِ اسریٰ کے فیضِ قدم سے!
سرِ فرش معراج صدیقِ اکبر

علی تھے ولی مسندِ شامِ ہجرت
رفاقت کی معراج صدیقِ اکبر

بہ اذنِ خدا سب سے پہلے بنے تھے
حقیقت میں الحاج صدیقِ اکبر

پڑھایا تھا جو کچھ کبھی مصطفیٰ نے
وہی درس ہیں آج صدیقِ اکبر

پئے آلِ محبوبِ کونین رکھ لو!
مری آبرو آج صدیقِ اکبر

صبیحؔ ! اہل ہو کیوں نہ مسلم رعایا
ہیں اسلام کا راج صدیقِ اکبر

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

سیّدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

عدالت ہے تن جان فاروقِ اعظم
ہیں ایماں کا ایمان فاروقِ اعظم

صداقت کی تصدیق ، صدیقِ اکبر
عدالت کی پہچان فاروقِ اعظم

وہ دل! جس پہ عرشِ الٰہی تصدّق
اسی کا ہیں ارمان فاروقِ اعظم

کچھ اہلِ حکومت کا ہی حق نہیں ہے
مرے بھی ہیں سلطان فاروقِ اعظم

ہر اک حکم ان کا نہ کیوں حق نگر ہو
نبی کا ہیں فرمان فاروقِ اعظم

بصد آرزو پانی بھرتی ہیں شانیں
کچھ ایسے ہیں ذیشان فاروقِ اعظم

صبیحؔ آلِ اطہر کی ہر ایک ادا پر
ہیں سو جاں سے قربان فاروقِ اعظم

سیّدنا حضرت عثمان ذوالنورّین رضی اللہ عنہ

جامع القرآں، پئے القابِ ذوالنورّین ہے
یعنی نور علم حق آداب ذوالنورّین ہے

تیرا اعزاز حقیقی کیا بیاں ہو اے ''بقیع''
ایک اک ذرّہ ترا شادابِ ذوالنورّین ہے

سامنے قرآنِ پاک اور حلق پر تیغِ حیات
قتل گہ بھی منبر و محرابِ ذوالنورّین ہے

دین کی شرم و حیا کا لطف آئے گا اسے
جس کے دل پہ نقش رعب و دابِ ذوالنورّین ہے

آپ نے قرآں مرتب اس طرح فرما دیا
علم کا ہر شہر اب تک بابِ ذوالنورّین ہے

مسکرا کر جان دی یوں راہِ حق میں آپ نے
کُل جہانِ زندگی بیتابِ ذوالنورّین ہے

جس زمیں پر دفن ہے جسم منوّر اے صبیحؔ
آفتابِ زیست ہے مہتابِ ذوالنورّین ہے

سیّدنا حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم

وہ دوجہاں میں ہے واللہ سرفرازِ علی
علی کے ناز نے بخشا جسے نیازِ علی

حدیث ''لحمک لحمی'' سے صاف روشن ہے
کہ سوز و ساز محمد ہے سوز و سازِ علی

کمال، شاہ ولایت کا چھپ نہیں سکتا
کہ قطب و غوث ہیں سب رازدار رازِ علی

وہ بدر و خیبر و خندق ہو یا حدود اُحد
حضورِ حق نے اٹھایا ہے بڑھ کے نازِ علی

سیاہی شب ہجرت میں میٹھی نیند کا راز
بیاں کرے گی فقط چشم نیم بازِ علی

وہیں پہ رحمتیں بیتاب ہو کے چھا جائیں
جہاں ہو سایہ فگن گیسوئے درازِ علی

صبیحؔ! کیسے نہ آساں ہوں مشکلیں میری
مدد کو آتا ہے خود دستِ دل نوازِ علی

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

سیّدۃ النساء حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

سیّدِ دُنیا و دیں کی جانِ جاں ہیں سیّدہ
سیّدہ خود اور دو سیّد کی ماں ہیں سیّدہ

اس سے بڑھ کر اور کوئی اعزاز ہو سکتا نہیں
سیّد کونین کی آرام جاں ہیں سیّدہ

سایۂ قولِ الٰہی میں بقول عائشہ
سیّد کونین کا شرح و بیاں ہیں سیّدہ

کل بھی دُکھیاروں کے دُکھ میں تھیں برابر کی شریک
آج بھی ہر بے اماں کو اک اماں ہیں سیّدہ

تا ابد باقی رہے گی آلِ پاک مصطفیٰ!
کاروانِ روح کی روحِ رواں ہیں سیّدہ

کل بھی ہر فرماں، صحابہ کو تھا وجہِ افتخار
آج بھی اہلِ یقیں پر حکمراں ہیں سیّدہ

فکر میں اپنی نہ کیوں ہو ہر سعادت کا سرور
روبرو اپنے صبیحِ خوش بیاں ہیں سیّدہ

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

سیّدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

علی و فاطمہ کا حوصلہ امام حسن
مجسم آئینہ مصطفیٰ امام حسن

حسن کی مدحت وتوصیف قلب وجانِ حُسین
حسینیّت کی ثنا در ثنا امام حسن

خدا کے نور سے معمور ہے جو شخصیت
اس آفتاب کی خاص اک ضیا امام حسن

غم حسین کی کوئی دوا عطا کردو
تمہارا درد تو ہے لادوا امام حسن

کمال صبر سے قاتل کو بخش دینا کیا
تمہارے گھر کے ہیں صبر و رضا امام حسن

خموشیوں سے لگا دیں جو پار بیڑے کو
رضا و صبر کے ہیں ناخدا امام حسن

نوازتے ہیں حضور! اپنے خیرخواہوں کو
صبیحؔ بھی ہے غلام آپ کا امام حسن

سیّدنا حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ

حُسین آپ نے اُمت کی آبرو رکھ لی
شہید ہو کے شہادت کی آبرو رکھ لی

اس اہتمام سے گلزار مصطفٰے اُجڑا!
بہار باغِ شریعت کی آبرو رکھ لی

قریب تھا کہ حقیقت کا نام مٹ جاتا
حُسینیّت نے حقیقت کی آبرو رکھ لی

خدا کے نام پہ جان دے کے بھوکے پیاسے نے
نظامِ قدرت و فطرت کی آبرو رکھ لی

خدا رسول کی توہین ہونے والی تھی
اطاعتوں نے اطاعت کی آبرو رکھ لی

بلند ہو کے سر شہ نے نوک نیزہ پہ
کلام حق کے تلاوت کی آبرو رکھ لی

صبیحؔ سرورِ ایثار کے رفیقوں نے
نثار ہو کے رفاقت کی آبرو رکھ لی

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

بحضور آلِ حضور

عزمِ حسین! سرِ حق ایثار اولیاء
یہ کار انبیاء ہے کہ شہکارِ اولیاء

سلطانِ کربلا کی حضوری میں رات دن
آراستہ ہی رہتا ہے دربارِ اولیاء

ایک ایک سانس کیوں نہ کرامت بدوش ہو
روحِ حسینیّت ہے طرفدارِ اولیاء

بے دام بکنے کے لیے بے چین ہر کوئی
واللہ کربلا ہے کہ بازارِ اولیاء

آلِ نبی کی طُرفہ بہاریں نہ پوچھیے
ہر خار نینوا میں ہے گلزارِ اولیاء

الفاظ کیا ہوں اکبر و عباس کے لیے
اس گھر کا شیرخوار ہے شہکارِ اولیاء

اشعار میں مٹھاس نہ کیسے ہو اے صبیحؔ
روزِ ازل سے ہوں میں نمک خوارِ اولیاء

سیّدنا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

ایمان کا نشان ہیں سلمان فارسی
واللہ میری جان ہیں سلمان فارسی

صدیق کا شعور و بیاں اور بہ لفظہٖ!
فاروق کی زبان ہیں سلمان فارسی

رگ رگ میں ہیں خدا و محمد بسے ہوئے
روحانیت کی جان ہیں سلمان فارسی

یاد آتی ہے حضور کی انساں نوازیاں
کیسا حسیں جہان ہیں سلمان فارسی

اک رات ہی میں جرم ''مدائن'' ہوئے فنا
سرتاج دیں کی شان ہیں سلمان فارسی

صرف اہلبیت مصطفوی میں نہیں شریک
اصحاب کی بھی جان ہیں سلمان فارسی

تا زندگی سناتا رہوں ہر نفس صبیحؔ
وہ حُسنِ داستان ہیں سلمان فارسی

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

سیّدنا حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ

عرش بر دوش پایانِ حسّان ہے
خود ثنا بھی ثناخوانِ حسّان ہے

وقت مدحت نہ کیوں داد دیں جبرئیل
مدح خوانوں پہ فیضانِ حسّان ہے

اپنے افکار پر خود نہ کیوں جھوم اُٹھیں
ایک اک شعر وجدانِ حسّان ہے

اور کوئی جانِ حسّان ہو یا نہ ہو
نعت گوئی مگر جانِ حسّان ہے

روح جبریل جھومے نہ کیوں نعت پر
وہ بھی شیدائے فرمانِ حسّان ہے

نعت گوئی کا حق مجھ کو کیسے نہ ہو
میرے ہاتھوں میں دامانِ حسّان ہے

کیوں نہ نعتیں پڑھوں دل سے میں اے صبیحؔ
دل نہیں میرا دیوانِ حسّان ہے

سیّدنا حضور غوث اعظم قدس سرہٗ

مرے آسمانِ دل پہ کچھ عجب گھٹا سی چھائی
جہاں آہِ سرد کھینچی کہ بہارِ غوث آئی

وہ قدم کہاں جمائے، وہ نظر کہاں اُٹھائے
جسے راس آگئی ہو تیرے نام کی دھائی

بہ نگاہِ غوث دیکھو تو یہ بات مان لو گے
جہاں عظمتِ خدا ہے وہیں شانِ مصطفائی

کوئی دوسرا نہ دیکھا بہ ہزار جستجو بھی!
تری ذات غوثِ اعظم ہے عجب حسیں اکائی

بہ خیالِ شاہِ جیلاں جو ادب سے چپ ہوا میں
مری خوش عقیدگی نے نئی منقبت سنائی

جہاں اُن کا نام آیا، غم اشک جھلملایا
میری روح کی حقیقت ہے صبیحؔ کربلائی

جہاں جام پی کے بہکا دل و روح مسکرائے
ترے رند کا قدم ہے طریقِ پارسائی

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

خواجہ خواجگان معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

معین دین و عطائے رسول ہیں خواجہ
بہارِ گلشنِ مولا کے پھول ہیں خواجہ

ہر اک عمل میں ہے قانونِ قدرت و فطرت
خدا گواہ ! خدا کا اُصول ہیں خواجہ

قبولیت بھی بچھاتی ہے اپنی آنکھوں کو
مجسم ایسی دُعائے قبول ہیں خواجہ

ہر ایک سلسلہ ملتا ہے باغِ وحدت سے
عجیب غنچۂ آلِ رسول ہیں خواجہ

زمانہ کیسے نہ سمجھے گا دل سے سرمۂ چشم
قدومِ ناز محمد کی دھول ہیں خواجہ

عدالت اور صداقت ہی پر نہیں موقوف
ہر اک سیادت حق کا حصول ہیں خواجہ

صبیحؔ ہوش میں آجا ذرا خدا کے لیے
تیرے عمل سے بہت ہی ملول ہیں خواجہ

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا در اقدس فیضِ شاہ شاہاں ہے
جس کا ایک ایک ذرّہ آفتابِ ایماں ہے

کُل احاطہ بابا، خلد صد بہاراں ہے
حُسنِ گُل تو کیا کہیے خار بھی رگِ جاں ہے

رحمتوں کی بارش میں کون تشنہ لب ہوگا؟
شہر کا ہر اک گوشہ وقف جامِ عرفاں ہے

اے خدا سلامت رکھ عرس کی محافل کو
ان بزرگوں کے دم سے کیف بزمِ امکاں ہے

زائرین کی نظریں کیسے حسن پر ٹھہریں......!
عرس کا ہر اک گوشہ رشک برقِ تاباں ہے

روح میں حسینیّت ، قلب میں معینیّت
جذبۂ فریدیت، شاہکارِ ایماں ہے

بارگاہِ بابا کا اے صبیحؔ ہر منظر
فیض قلب قطب الدیں، لطفِ شاہ جیلاں ہے

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ

سندھ کا باغِ جناں ہیں حضرتِ عبداللطیف
آفتابِ گُل فشاں ہیں حضرتِ عبداللطیف

اہلِ دل کے واسطے اہل نظر کے واسطے
جلوہ گاہِ عارفاں ہیں حضرتِ عبداللطیف

کیوں نہ روشن ہو زمینِ سندھ تاروں کی طرح
اس زمیں کے آسماں ہیں حضرتِ عبداللطیف

ذرّہ ذرّہ بھٹ کا گویا ہے لطافت درکنار
لطف کے وہ رازداں ہیں حضرتِ عبداللطیف

اس زمیں پہ کیوں نہ اترائے اے محمد کی ثنا
اس کے پہلے نعت خواں ہیں حضرتِ عبداللطیف

کیا کہے وقتِ زیارت کوئی اپنے دل کی بات
بے زبانوں کی زباں ہیں حضرتِ عبداللطیف

آلِ اطہر کی مسلسل طاہریت سے صبیحؔ!
مظہرِ قدوسیاں ہیں حضرتِ عبداللطیف

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ

کس کے دل کی ہیں دُعا حضرتِ سچل سرمست
ہر کوئی کہتا ہے یا حضرتِ سچل سرمست

مستیاں میرے مقدر کا ستارا بن جائیں
مسکرائیں جو ذرا حضرتِ سچل سرمست

ہر سرِ شوق تو اس در کا سزاوار نہیں
میں کجا اور کجا حضرتِ سچل سرمست

آپ کے فیض سے سرکار کے در تک پہنچا
جس طرف سے بھی چلا حضرتِ سچل سرمست

کچھ مجھے پئے حسنین کریمین ملے!
آپ ہیں شانِ خدا حضرتِ سچل مسرمست

جھوٹ مٹتا نہیں اس ملک سے کیوں رب کریم
صدق کی جب ہیں بنا حضرتِ سچل سرمست

کام بن جائے گا صرف ایک نظر میں واللہ
ہے صبیحؔ! آپ ہی کا حضرتِ سچل سرمست

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

حضرت شاہ میر مشرف حسین رحمۃ اللہ علیہ المعروف سیّد صاحب الٰہ آبادی

سادات کا نشاں ہیں مشرف حسین شاہ
روحانیت کی جاں ہیں مشرف حسین شاہ

جو گذرا ان کے در سے شرف یاب ہوگیا
عظمت دِہ جہاں ہیں مشرف حسین شاہ

کہتی ہیں خود ہی مرقد انور کی نکہتیں
گلدستۂ جناں ہیں مشرف حسین شاہ

جتنا ادب سے سر جھکے اتنا ہو سرفراز
ایسے حق آستاں ہیں مشرف حسین شاہ

انسان کیا ہے ولیوں کی روحیں تڑپ اُٹھیں
کس قلب کی فغاں ہیں مشرف حسین شاہ

رحمانیت کی جان! یہ عزم سکندری!
وہ حُسنِ داستاں ہیں مشرف حسین شاہ

در حبُّ آلِ سیّد کونین اے صبیحؔ!
معراجِ عاشقاں ہیں مشرف حسین شاہ

فلیپ، تاثرات، تبصرے

فلیپ

صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ شاعری کے چند نمونے نظر سے گزرے، انھیں پڑھنے کے بعد احساس ہوتا ہے کہ نہ صرف صبیحؔ میں شاعرانہ توانائی موجود ہے بلکہ فکری طور پر ان کا زاویۂ نظر عشقِ حبیب کے فیضان سے پُر ہے۔ مجھے یقین ہے کہ فنّی اعتبار سے ان کی ریاضت یقینی طور پر شعرگوئی کے میدان میں انھیں ایک دن آگے بڑھانے کا سبب بنے گی۔ (فلیپ)

پری شان خٹک
چیئرمین اکادمی ادبیات پاکستان

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

فلیپ

جامعہ کراچی ایک ایسا گہوارۂ علم ہے جس سے وابستگی کے بعد تشنگانِ علم اپنے اپنے ذوق و طلب کے لحاظ سے اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔ کچھ صرف نصاب کی تکمیل اور سند کے حصول تک رہ جاتے ہیں اور کچھ اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو اُجاگر کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ مؤخرالذکر عمل حصولِ علم کی جہات میں ایسے اضافے کرتا ہے جس سے اعتبار حاصل ہونے کی منزل ہاتھ آسکتی ہے۔ شعبۂ سیاسیات کے طالب علم صبیحؔ رحمانی شاعری کے ذریعے اپنے تخلیقی جوہر کو نکھار رہے ہیں۔ ان کے شعور کو یقیناً اس شعبۂ علم سے روشنی مل رہی ہے۔ جس کو انھوں نے اپنے تعلیمی مقاصد کے لیے منتخب کیا ہے۔

''ماہِ طیبہ'' صبیحؔ رحمانی کی نعتوں کا مجموعہ ہے ان کی نعت گوئی مدینہ سے کربلا تک عقیدت کی فضا کا احاطہ کرتی ہے۔ انھیں ابھی مشق و مزاولت کے کئی مراحل طے کرنے ہیں وقت کے ساتھ ساتھ پیرایۂ بیان نکھرتا جائے گا۔ میری دُعائیں ان کے ساتھ ہیں۔

''اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ'' (فلیپ)

سحر انصاری
شعبۂ اُردو، جامعہ کراچی

ڈاکٹر ابواللیث صدیقی

شہرِ علم کا ثناء خواں

مولانا الطاف حسین حالؔی بلاشبہ اُردو زبان کی تاریخ میں ایک بڑا نام ہے۔ مسدس حالؔی کو اُردو میں قومی شاعری کا پہلا خوبصورت اور مکمل نمونہ کہا جاتا ہے۔ مقدمہ شعر و شاعری ہے تو صرف ان کے اپنے دیوان کا مقدمہ ہے لیکن اس کی اپنی مستقل حیثیت اُردو تنقید کی تاریخ میں ایک بنیادی دستاویز کی ہے، سوانح نگاری میں یادگارِ غالب اور حیاتِ جاوید کی بنا پر ان کو اُردو میں پہلا سوانح نگار کہتے ہیں جنھوں نے سوانح نگاری کو جدید سائنسی نقطہ نظر سے لکھا۔ یہ سب باتیں درست اور صحیح، لیکن شاعری کے بارے میں ان کا یہ کہنا کہ ''شعر و قصائد کا ناپاک دفتر ہے جو عفونت میں سنڈاس سے بدتر ہے۔'' ان کے سامنے بیشتر لکھنؤ کے دورِ زوال کی شاعری بالخصوص غزل کے وہ گھٹیا نمونے تھے جو شاعری نہیں یا تو الفاظ کی پہلوانی اور اس سے متعلق داؤ پیچ تھے، یا مثنویاں خاص طور پر شوق کی زہرِ عشق جوان کے بقول فحش تھی اور قانوناً کچھ عرصہ اس کی اشاعت بند رہی، کیونکہ ایسی کوئی بات نہیں، مقدمہ میں بھی بعض ایسے لطیفے ہیں جن کی حالی شاعر اور حالی نقاد، غالب کے صحبت یافتہ، نواب مصطفیٰ خاں سے فیض پانے والے تشبیہوں اور استعاروں کو لفظی معنی اپنا کر غزل کے بعض مضامین کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ عاشق ایک پرندہ ہے اور محبوب ان کے بقول چڑی مار جوان پرندوں کو پنجرہ میں بند لٹکائے پھرتا ہے اور ان کی تڑپنے اور پھڑکنے سے مزا لیتا ہے۔ یا پھر قصاب ہے، مرزا غالب تو صبح کان پر قلم رکھ کر نکلتے تھے کہ کوئی محبوبہ کو خط لکھوائے تو ان سے لکھوائے، عاشق بے چارہ اَن پڑھ ہوگا اور آج تک ہمارے ڈاکخانوں کے سامنے منشی اپنے قلم دان لیے ایسے عاشقوں کے منتظر رہتے ہیں۔ حالی کا قصائی محبوب چھری ہاتھ میں لیے شکار کو نکلتا ہے، کہیں تیر چلاتا ہے، کہیں چھری سے عاشقوں کو ذبح کرتا رہتا ہے۔ یہی عاشق و معشوق کا سلسلہ بقول حالی جاری رہتا ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ حالی تشبیہوں کو بھی جو مبتدی بھی سمجھتے ہیں یوں بیان کرتے ہیں۔ اسے آپ صرف اس زوال اور ابتذال کے عمل کا شدید تر ردِ عمل سمجھیے جو حالی کو لکھنؤ کے دورِ آخر کی شاعری کی غزل میں نظر آئی ویسے انھوں نے لکھنؤ میں مرثیہ نگاری کے مضمون ضرور دیکھے ہوں گے۔

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

ان کو وہ ناپاک دفتر اور بدبودار کیسے کہتے۔ یہی حال قصیدہ کا ہے کہ عام خیال یہ ہے کہ یہ صنف بھی بیشتر کذب و افترا کا دفتر ہوتی ہے۔ شاعر ممدوح سے صلہ کی تمنا میں قصیدہ لکھتا ہے اور محروم رہے تو ہجو بھی لکھتا ہے۔ ممدوح قصیدہ لکھنے کے دوران مرجائے تو اس کے جانشین کا نام ڈال کر اسی مال کو کام میں لاتا ہے۔

اگر قصیدہ کا اصل مضمون تعریف ہے تو ایک طور پر نعت بھی قصیدہ کی صنف میں شامل ہے لیکن اس کا انداز اپنا ہے۔ اوّل تو اس میں کسی قسم کے ابتذال کیا، ادنیٰ درجے کے سہو و خطا کی گنجائش نہیں ہوتی۔ یہ ایک ایسے انسان کی تعریف ہے جو ''لامثلکم'' کے مصداق ہم جیسا ہوتا ہے لیکن اس پر وحی نازل ہوتی ہے۔ وہ انسان کامل کا نمونہ ہوتا ہے اس کی زندگی ایک مثال اور معیار ہوتی ہے۔ مکان و زماں کی قید سے آزاد، ازلی اور ابدی، وہ ان تمام اوصاف اور اخلاق کا نمونہ ہوتا ہے جو خلافت الٰہی کے اصلی منصب کو ادا کرتا ہے اور اس کا اتباع کرنے والے اسی سے نجات پاتے ہیں۔ تو پھر بھلا ایسی اور کون سی صنف شاعری ہوگی جو محض خیالی ہو، محض تخیل کی پیداوار ہو، محض لفظی صنّاعی اور سندگری ہو، جس میں مبالغہ کی گنجائش ہو اور نہ قدم ڈگمگانے کی اجازت ایسی احتیاط کسی اور صنف شاعری کے لیے لازم نہیں آتی اور ان سب پابندیوں کے باوصف عربی سے فارسی اور اُردو تک اور ان تمام زبانوں میں جہاں اسلام کا پیغام پہنچا یہ موجود ہے۔ خود حالؔی کی مسدس میں :

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقت دُعا ہے

کا عنوان دیکھ لیجیے۔

یوں تو اُردو شاعری کی تاریخ میں دورِ قدیم سے عصرِ حاضر تک نعت گوئی کا رواج رہا اور چاہے شاعر کوئی مجموعہ مرتب کرے حمد کے بعد نعت ضرور لکھتا ہے لیکن بعض شعرا نے نعت گوئی کو بھی اپنا موضوع بنایا ہے۔ نام لگانے پر آئے تو ایک طویل فہرست تیار ہوسکتی ہے۔ قیام پاکستان کے بعد احیائے اسلام کے لیے تحریکات اور جدوجہد کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ نعت گوئی کو بھی بحیثیت ایک معتبر شاعری بڑا فروغ ہوا ہے اور اسی سلسلہ کی کڑی صبیح رحمانی کا مجموعہ ''جادۂ رحمت'' ہے۔

یوں تو اس مجموعے میں غزل اور نظم آزاد سے لے کر جدید صنف ہائیکو تک میں نعت کے خوبصورت نمونے ہیں اور ان میں جہاں نعت گوئی کا اصل محرک رسول اکرم ﷺ کی محبت ہے کہ بغیر اس انسان کا دین کامل نہیں ہوتا وہاں ان کی بے شمار صفات قدسی کے حوالے ملتے ہیں

لیکن میں نے محسوس کیا کہ صبیح رحمانی کے یہاں علم اور اس سے متعلق مضامین خاص طور پر نمایاں ہیں مثلاً پہلے صرف الفاظ اور تراکیب اور موضوعات پر نظر ڈالئے۔

ثنائے سرورِ دیں کے لیے ہوں وقفِ صبیح
خوشا کہ جادہ رحمت پہ گامزن ہے قلم

علم کے شہر ہوں در پر حاضر
آرزو سب سے جدا لایا ہوں
بھیک تاثیر کی مجھ کو مل جائے
کاسۂ حرف و نوا لایا ہوں

جگائے علم کے سورج سکھائی لفظ کی حرمت
کیے وا آگہی کے سارے در آہستہ آہستہ

قلم خوشبو کا ہو اور اس سے دل پر روشنی لکھوں
مجھے توفیق دے یارب کہ میں نعتِ نبی لکھوں
تمنّا ہے کہ ہو وہ نام نامی آپ کا آقا
میں جو لفظ آخری بولوں میں جو لفظ آخری لکھوں
قلم کی پیاس بجھتی ہی نہیں مدحِ محمد میں
میں کن کن لفظوں میں اپنا اعترافِ تشنگی لکھوں

جنھیں اُمی لقب کہہ کر زمانہ یاد کرتا ہے
وہی ہیں حاصلِ علم خدا اوّل سے آخر تک

ہو دل کا نور، نگاہوں کا نور، علم کا نور
ہر ایک نور کو نسبت شہ عرب سے ہے

یہ چند اشعار میں نے محض بطور نمونہ نقل کیے، کتنے ہی اشعار اس مجموعے میں ہیں جو کسی نہ کسی عنوان علم اور مدینۃ العلم کے بارے میں ہے جیسے پہلی وحی اقراء سے ملی، علم جو آدمؑ کو فرشتوں پر فضیلت پانے کے لیے عطا ہوا، علم جس کے ذریعہ انسان نے وہ جانا جو وہ نہیں جانتا تھا، اس نے قلم سے علم کی فضیلت حاصل کی اور فرشتوں نے آدمی کے سامنے اعتراف کیا کہ وہ سوائے اس کے اور نہیں جانتے جو انھیں بتایا گیا۔ غرض قرآنِ حکیم اور سیرتِ نبی کریم ﷺ سے کتنے ہی مضامین ہیں جو علم کے موضوع کے محور پر گردش کرتے ہیں اور اسی علم کے حوالہ سے صبیح کے نعتیہ کلام میں یہ پہلو بطور خاص مطالعہ کا مستحق ہے۔

☆☆☆

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

تبصرے

ڈاکٹر اسلم فرخی

صبیح رحمانی اگرچہ اُردو کی نعتیہ شاعری میں ایک نئی آواز ہیں لیکن یہ نئی اور جوان آواز بڑی موثر، محتاط اور ایک اُبھرتی ہوئی انفرادیت سے معمور ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد اُردو نعت گوئی میں بڑی وسعت اور رنگارنگی پیدا ہوئی۔ بے شمار شاعروں نے نعت گوئی کی طرف خصوصی توجہ کی اور پورے ذوق وشوق کے ساتھ اسے اپنا فن ٹھہرایا۔ قیامِ پاکستان سے پہلے بھی اُردو شاعری میں نعت سرورِ کونین ﷺ کا ایک پورا سلسلہ ہے۔ موثر، شاندار اور کیف میں ڈوبا ہوا۔ لیکن قیامِ پاکستان کے بعد اس سلسلے کو غیر معمولی وسعت حاصل ہوئی۔ ہونا بھی یہی چاہیے تھا کہ مملکت خداداد پاکستان اسی رسول ﷺ کے پیغام کی سربلندی کے لیے وجود میں آئی تھی۔ ہر سال بے شمار نعتیہ مجموعے ملک کے گوشے گوشے سے شائع ہوتے ہیں اور عشق رسول ﷺ کی تازہ کاری اور اثر آفرینی کو نمایاں کرتے ہیں۔ نعتیہ مجموعوں کی اس فراوانی اور نعت گو شعراء کی آوازوں کی اس کثرت میں اپنی آواز کو موثر انداز سے پیش کرنا اور سلیقے سے نمایاں ہونا بڑی بات اور بڑا کام ہے۔ صبیح رحمانی کی نعتیہ شاعری میں یہی انداز ملتا ہے۔ انہوں نے نعت غزل کے انداز میں بھی لکھی ہے کہ نعت سرورِ کونین ﷺ کا سب سے مقبول اور پسندیدہ انداز یہی ہے۔ نعت سانیٹ کے انداز میں بھی لکھی ہے اور جاپانی شاعری کی مقبول صنف ''ہائیکو'' میں بھی مدحتِ سرکارِ دوعالم ﷺ کے پھول کھلائے ہیں۔ کوشش یہ کی ہے کہ مروّج اصناف اور تجرباتی منزلوں سے گزرنے والی صنف سبھی میں عقیدت ومحبت کا اظہار کیا جائے تاکہ بیان میں وسعت اور رنگارنگی پیدا ہو جائے۔ ہائیکو میں صبیح رحمانی کا انداز یہ ہے:

صرف مدینے میں
اور کہاں پر اُگتے ہیں
سورج سینے میں

سینے میں سورج اُگنا بڑا معنی خیز اور نیا پیرایہ بیان ہے۔ اس سے صبیح رحمانی کی ندرتِ فکر کا احساس ہوتا ہے۔ ایک اور ہائیکو یہ ہے:

لکھیے اُن کا نام
اُجلے موسم اُتریں گے

دل پر صبح وشام

دل پر صبح وشام اُجلے موسموں کا اُترنا بھی صبیح رحمانی کی طبع جدت پسند کا اشارہ ہے۔ صبیح رحمانی نے پابند نعتوں کے ساتھ ساتھ بعض نعتیں آزاد نظم میں بھی لکھی ہیں۔ ان نظموں میں بھی ان کا پیرایہ بیان اثر انگیز اور دلکش ہے۔ ''سنہرے موسم'' ان کی ایک بڑی مختصر آزاد نعتیہ نظم ہے مگر اختصار کے باوجود فکر انگیز اور معنی خیز لکھتے ہیں۔

دیارِ جاں میں
سنہرے موسم اُتر رہے ہیں
میں زرد لمحوں
سیاہ سایوں سے اپنا پیچھا
چھڑا چکا ہوں
پناہ میں ان کی
آ چکا ہوں
میں روشنی میں
نہا چکا ہوں

کاش! یہ ''سنہرے موسم'' ہم سب کی زندگی میں در آئیں۔ صبیح رحمانی کی نعتیہ شاعری کی خصوصیت ان کا محتاط انداز بھی ہے۔ ''درجنوں از خود نرفتن کار ہر دیوانہ نیست'' والی بات ہے۔ عام طور سے نعت گو شعراء حفظ مراتب کا خیال نہیں کرتے۔ کیف و مستی کے عالم میں جو چاہتے ہیں کہہ جاتے ہیں مگر صبیح رحمانی جو کچھ کہتے ہیں بہت سوچ سمجھ کر کہتے ہیں اور حفظِ مراتب کے تمام تر آداب کے ساتھ کہتے ہیں۔

افسر ماہ پوری

صبیح رحمانی حقیقی معنوں میں ایک وہبی و فطری نعت گو شاعر ہیں۔ ان کی فنکارانہ صلاحیتوں اور توانائیوں کا بھرپور اظہار ان کی نعتوں میں ہوا ہے۔ نادرہ طرازی اور تازہ کاری ان کے فکر و فن کی امتیازی علامات ہیں۔ محسن انسانیت ان کی زندگی و بندگی کے مرکز و محور ہیں۔ حمد و نعت گوئی ان کا وسیلہ نجات و مغفرتِ رسول ﷺ سے ایسی بے پناہ وابستگی و شیفتگی جواں سال شعراء میں راقم کو اور کسی شاعر میں نظر نہیں آتی۔

پروفیسر آفاق صدیقی

صبیح رحمانی کی خداداد صلاحیتیں قابل رشک ہیں کہ انھوں نے اپنے شعری مجموعے ''جادۂ رحمت'' میں فکر و فن کے وہ کمالات دکھائے جو نعت گوئی کی تاریخ جدید میں ان کے نام اور متبرک کام کو ہمیشہ زندہ رکھیں گے۔

احمد ہمدانی

صبیح رحمانی ان قابل رشک نعت گو شعرا میں شامل ہیں جو ہماری نعتیہ شاعری میں گراں قدر اضافے کر رہے ہیں۔ ان کی نعتیہ شاعری کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نعت گوئی کی صلاحیت انہیں مبداء فیاض سے ملی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے عشق رسول کی سرشاری ان کے رگ و پے میں سرایت کیے ہوئے ہے۔ سرکارِ دوعالم سے گہری وابستگی ان کی شخصیت کی پہچان ہے۔ ان کے نعتیہ کلام میں مصرعوں میں چستی، آہنگ اور اثر آفرینی کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ اس کم عمری میں انہیں یہ فنی کمال کیسے حاصل ہو گیا۔

ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

صبیح رحمانی کی شاعری جو تمام تر حصارِ نعت میں ہے اس کے دو حوالے بہت نمایاں ہیں۔ اعتماد اور عجز۔ یہ بظاہر متصادم اوصاف ہیں مگر شاعر کی ادب شناسی اور قلبی استقلال نے ان کو یک جا کر دیا ہے۔

ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر

صبیح رحمانی کا کلام سچے سُچے خوشبوؤں میں ڈوبے ہوئے جذبوں کا آئینہ دار ہے۔ وہ دل کی گہرائی اور گیرائی سے بات کرتے ہیں۔ ان کے نعتیہ اشعار سوز و گداز سے لبریز ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ قاری بھی وجدانی کیفیات سے دوچار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

پروفیسر سحر انصاری

سرورِ کائنات فخر موجودات ﷺ ہر مومن و مسلمان کے آقا ہیں اور جو اس زمرے میں

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

نہیں آتے وہ بھی ایک بار حضور ﷺ کی سیرتِ طیبہ سے واقف ہو جائیں تو اظہارِ مودت و عقیدت سے دُور نہیں رہ سکتے۔ جس کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔ گویا بدرجہ توفیق عقیدت مند کا اپنا پیرایہ مدحت ہوتا ہے۔ صبیح رحمانی کو دیکھیے انہوں نے عین جوانی میں یہ طے کر لیا کہ نعت رسولِ مقبول کے سوا نہ کچھ کہیں گے اور نہ مشاعروں میں کچھ پڑھیں گے۔ نوجوانی اور ہم عصر ادبی منظر کے تقاضوں کا انہیں بھی تجربہ اور اندازہ ہے۔ لیکن وہ سب کچھ درِ رسول پر ہی نچھاور کر دینا چاہتے ہیں۔ شعر کی نئی زمینیں ہوں، الفاظ و تراکیب کی ندرت ہو، ہائیکو جیسے ہیئت کے تجربے ہوں، وہ سب کچھ اختیار کر لیتے ہیں لیکن نعت گوئی کے لیے، شاید یہی وصف انہیں ان کی شاعرانہ مشق اور سن و سال سے زیادہ عطا کر رہا ہے۔ شہرت، عزت، وقعت، نعت گوئی کے طفیل سب کچھ ان کے دامن میں آ رہا ہے۔ صبیح رحمانی! یارِ عزیز رئیس فروغ کا یہ مصرعہ تمہاری نذر کر رہا ہوں:

ع ایک ہی لہر کا دامن تھامے ساری عمر بتا دینا

مظفر وارثی

صبیح رحمانی اندر کی خوب صورتیوں سے مالا مال ہے۔ جبھی تو حاصلِ کونین کی محبت نے اسے جادۂ رحمت کا مسافر بنا دیا۔ سچے جذبے، ادب کی شہ رگ سے پھوٹتے ہیں۔ عشقِ رسول میں پیوست ہونے والا خوب جانتا ہے کہ نعت کیسے کہی جاتی ہے۔ اس کی ہر سانس ایک پُل صراط ہوتی ہے اور صبیح تو دروازۂ نعت سرائی سے داخل ہوا ہے۔ پہلے زبان کو اس نے دھویا پھر دل و دماغ سے پھوٹ پڑا۔ یہ بھی تو معجزوں والے کا اعجاز ہے۔ صبیح کا اسلوب اعلان کر رہا ہے کہ آنے والا وقت اس کے لیے آنکھیں بچھائے ہوئے ہے۔ اللہ اسے مدحت رسول کی معراج عطا فرمائے۔

سرشار صدیقی

سچے حرف جذبے کی صداقت سے میسر آتے ہیں۔ اس کے لیے سن و سال اور مشق و ریاضت کی شرط چنداں لازمی نہیں۔ البتہ جوں جوں شعور کی نشو و نما فکر کی پختگی اور اظہار کی توانائی میں اضافہ ہوتا ہے، بہ تدریج فن پر گرفت بھی مضبوط ہوتی جاتی ہے۔ عزیزم صبیح رحمانی ابھی کم عمر ہیں لیکن نعت کے میدان میں اپنے جذبِ صادق کے حوالے سے ان معتبر مداحانِ رسالت کی صفوں میں جگہ بنا رہے ہیں جن پر سچے حرف نازل ہوتے ہیں۔

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

نعتیں سننا، نعتیں سنانا، نعتیں لکھنا، نعتیں پڑھنا، نعتیں جمع کرنا، نعتیں شائع کرنا، نعتوں پر گفتگو کرنا، نعتوں کی فضا میں سانس لینا، نعتوں کی سرمستی میں زندہ رہنا، نعت سوچتے ہوئے سونا، اور نعت گنگناتے ہوئے بیدار ہونا ایسی کیفیاتِ سعادت ہیں جو کسی کسی کے نصیب کا حصہ ہوتی ہیں اور صبیح رحمانی خوش قسمت ہیں کہ انہیں یہ اسلوب حیات ان کے خلوص مدحت کی قبولیت کے صلے میں عطا ہوا ہے۔

صبیح رحمانی نے اپنے وجودِ خاکی میں آرام گاہ مرسلِ آخر کی ایک دنیائے نور و نکہت بسا رکھی ہے اور اسی خاک پا کا فیضان ہے کہ ان کی نعت کے سچے حرف ان کے جذبہ صادق کے گواہ بن گئے ہیں۔ مجھے ان کے بعض نعتیہ شعر پڑھتے ہوئے مدینۃ الرسول کی خوش بو محسوس ہونے لگی ہے اور میری زبان سے داد کے ساتھ بے ساختہ دُرود جاری ہو جاتا ہے۔

صہبا اختر

صبیح رحمانی اپنی خوش الحانی اور نعت گوئی کے اعتبار سے اپنی ''مدینہ سامانی'' اور طرفہ بیانی کے آئینے میں میرے کمال حیرانی کا باعث تھا اور رہے گا۔ بعض صاحبانِ نقد و نظر کا خیال ہے کہ غالب نے اٹھارہ سال کی عمر ہی میں اپنے وہ تمام شعر کہہ ڈالے تھے جو آخری عمر تک نہ صرف غالب کے لیے بلکہ دنیائے ادب کے لیے بھی لاجواب و بے مثال ٹھہرے۔ میرا خیال ہے کہ نعت گوئی کے سلسلے میں یہی بات بہت حد تک صبیح رحمانی کے سلسلے میں بھی کہی جا سکتی ہے۔ یا کم از کم اس کا گمان کیا جا سکتا ہے۔

اگر نعت گوئی شاعری کی عبادت ہے تو مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ صبیح رحمانی کی جوانی کے عالم میں یہ نعتیہ شاعری مجھ جیسے بہت سے ماہ و سال کی خاک میں اَٹے ہوئے شاعروں سے افضل بھی ہے اور بہتر بھی۔ وہ فطرتاً نعت خواں بھی ہے، اس لیے ان کی شاعری میں ''غنائیت'' بطور خاص گنگناتی محسوس ہوتی ہے۔ انہوں نے بیشتر نعتوں میں بڑے مترنم لہجے میں نغمگی کے ساتھ شعر کہے ہیں اور پھر مزید ہنرمندی یہ ہے کہ ان کی شاعری میں ایک طرفہ تازگی، احساس و خیال کی نادرہ کاری بڑے انوکھے انداز میں موجود ہے۔

پروفیسر محمد اقبال جاوید

اس نوعمری میں صبیح رحمانی کو اگر محبوبِ خدا ﷺ کی مدحت کی ایسی توفیق مل گئی ہے جس

میں فکر وفن کا ایک دل آویز امتزاج ہے کہ لفظ کلیوں کی طرح چٹکتے، ستاروں کی طرح دمکتے اور پھولوں کی طرح مہکتے محسوس ہوتے ہیں تو یہ تاثر سراسر محبوب کی عطا ہے، محبت کا اپنا فخر نہیں۔

ڈاکٹر تحسین فراقی

صبیح رحمانی کی نعتیں فن کی پختگی، بیان کے وقار اور حفظِ مراتب کے شعور کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

راجا رشید محمود

روایت چٹان ہے تو تغیر تعبیرِ موج ہے دونوں کی اپنی اپنی اہمیت ہے اور صبیح رحمانی نے دونوں سے کام لیا ہے وہ لوگوں کی طرح محض غزل کا بند یقچہ اُٹھائے نہیں پھرتا۔ پہنائے ہیئت کی وسعت اسے راہ دیتی ہے اور اس کی فکر کسی راہ بند نہیں۔ صبیح رحمانی کی سانس کی ڈوری نعت کے رشتے سے منسلک ہے اس کی سوچ اور اس کا نطق دونوں جادہ رحمت کے راہی ہیں۔ احتیاط کا ملبوس اور جدتِ افکار کا خلعت بے بدل اس کی قامت موزوں پر سجا ہوا ہے وہ رحمت کی راہ پر اخلاص نیت کے حوصلے اور اخلاص عمل کے داعیے کے ساتھ چلا ہے اسی لیے منزل ایقان تک رسائی اس کا مقدر ہے۔ صبیح رحمانی نعت سے منسوب جس شخص سے ملتا ہے اسے اپنائیتوں کے حصار میں لے لیتا ہے۔ میں اس کی شخصیت سے بھی متاثر ہوں اور اس کے فن سے بھی اور فن کے ساتھ اخلاص سے بھی۔

ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی

صبیح رحمانی نعتیہ شاعری میں صباحت کا جو دلکش پیرایہ اظہار پاتا ہے وہ اس کے اسلوب کا نمایاں وصف ہے۔ قدرت نے اسے خوش فکر شعری صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ نعت خوانی کا جو خاص جوہر عطا کیا ہے اس سے اس کے ہاں الفاظ کے انتخاب کا قرینہ اور پھر ان الفاظ میں جذبات کے بیان کا سلیقہ بطورِ خاص اُبھر کر سامنے آتا ہے۔ وہ صرف نعت گو اور نعت خواں ہی نہیں بلکہ نعت کا ایک بالغ نظر قاری اور نقاد بھی ہے۔ میں نے یہ بات محض برائے بات نہیں کہی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے اکثر نعت گو مطالعہ نعت سے عاری ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ جو کہہ دیتے ہیں اسے ہی سند خیال کر بیٹھتے ہیں جبکہ نعت جیسی

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

معتبر ترین صنف اظہار کے لیے، جس نقد و نظر اور ریاضت کی ضرورت ہے وہ ہمارے ہاں مفقود ہوتی جا رہی ہے۔ صبیح رحمانی کے ہاں نقدِ نعت کا یہ پہلو بڑا اہم اور نمایاں ہے۔ جس کا اظہار اس کے ہاں نعت کی مختلف ہیئتوں اور اسالیب کی ندرت کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

ڈاکٹر سیّد شمیم گوہر (بھارت)

صبیح رحمانی کو ان شعرائے نعت کی فہرست میں شامل کیا جا سکتا ہے جنھوں نے نعت گوئی کے لیے فطری جذبہ و سلیقہ پایا اور تقلید آرائی کے بجائے کچھ ذاتی رنگ و آہنگ کا فنی مظاہرہ پیش کیا۔ خلوص و محبت اور سوزش و اضطراب کے ہجوم میں صبیح رحمانی نے ایسے کئی پیکر تراشے ہیں جن کی تجلّیاں اپنا اہم مقام بنانے کے لیے بے تاب نظر آتی ہیں۔ تجدّد پسند ذہن و مزاج اگر متلاشی بن جائے اور نئی جہتوں کی دھن سے آشنا ہو جائے تو غیر معروف ردیفوں کے تحت اشعار کو جدید فکری سانچوں میں ڈھالنا آسان ہو جاتا ہے۔ صبیح رحمانی نے اپنے نعتیہ شعری تجربے کو خصوصیت کے ساتھ ردیف ہی کی بنیاد پر آزمایا ہے۔ وہ غیر معروف ردیفوں کو نبھانے کی اچھی صلاحیت رکھتے ہیں۔ فکر و فن کی دیدہ وری، نئے اسلوب کی تلاش اور صنعت نوازی کے شعور کو خواہ جس بھی اعلیٰ پیمانے پر استعمال کیا جائے مگر نعتِ رسول میں اس کی حیثیت ثانوی ہی سمجھی جائے گی۔ مگر حسن کلامِ کو برقرار رکھتے ہوئے جہاں تک نعت کی اصل روح کا تعلق ہے صبیح رحمانی نے قربت و محبت، وفورِ شوق، احساسِ معصیت اور استدعا و التماس کے کئی قیمتی الماس تراشے ہیں۔ جن کی روشنی میں ان کی شاعری بھیڑ سے الگ دکھائی دیتی ہے۔ ان کا دھڑکتا ہوا دل کرب و اضطراب کی لذتوں سے واقف اور اس بات کا یقین دلاتا ہے کہ وہ مستقبل میں مزید شعری کارنامے انجام دینے کا فریضہ نبھائیں گے۔

محسن بھوپالی

صبیح رحمانی نے صنفِ سخنِ نعت کو نعت ہی کی طرح برتا ہے۔ ہمارے اکثر شعرا بالعموم غزل کی لفظیات کو برت کر نعت کہتے ہیں۔ یہ امر لائقِ تحسین ہے کہ صبیح رحمانی نے شروع ہی سے آداب و نیاز کے مدارج کو مدنظر رکھا ہے۔ اس کی نعت گوئی کی ایک اور صفت نعت کی مروّجہ لفظیات سے ہٹ کر تراکیب کو وضع کرنا اور لفظوں کی خوابیدہ مقدرت کو اُجاگر کرنا ہے۔ اس نے ہیئت کے مطابق بحروں کو برتا ہے اور زمینوں کے وضع کرنے میں ہنرمندی

سے کام لیا ہے۔ اس طرح وہ نہ صرف اپنے جذبات اور احساسات کو واضح طور پر ادا کرنے پر قادر ہو سکا ہے بلکہ وہ اپنا ایک الگ انداز ایک الگ سوچ کا دھارا متعین کرنے میں بھی کامیاب رہا ہے۔

ڈاکٹر ہلال نقوی

صبیح رحمانی کی نعت گوئی وقت گزاری کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ دل پر اُجلے موسموں کے نزول کا ایسا لمحہ ہے جس میں آقا کی نسبت کے گہرے رنگ شامل ہیں۔ ان کے نعتیہ ہائیکو ہوں، آزاد نظمیں ہوں یا پابند شعر، ان سب میں ان کے درون کی عبارت دھنک کے نئے رنگ بکھیرتی چلی جاتی ہے۔ حمد یا نعت میں صبیح کے یہاں کبھی کبھی خیال کے ایسے تیور نظر آنے لگتے ہیں جو اُردو کی فلسفیانہ اور فکری شاعری کا ورثہ ہیں۔

تو ہے آئینۂ ازل یارب
اور میں ہوں ابد کی حیرانی

صبیح رحمانی نے اپنی شاعری کو ذاتِ واجب اور ذاتِ رسالت مآب ﷺ کے ذکر تک محدود کر دیا ہے بلکہ میرے خیال میں یوں کہنا چاہیے کہ انہوں نے اپنی شاعری کو ان مقدس تذکروں سے لامحدود کر دیا ہے۔ شبلی نے انیسؔ کے مرثیوں پر لکھتے ہوئے یہ بات زور دے کر کہی ہے کہ ان کے مرثیوں میں غزل، قصیدہ، حمد و نعت سب ہی کچھ ہے بقول ان کے جملہ اصنافِ سخن انیسؔ کے ہاں اپنی جھلک دکھاتی ہیں۔ نوجوان شعرا میں صبیح رحمانی بھی اسی سلسلے کے شاعر ہیں جو حمد و نعت میں شعر گوئی کی جملہ اصناف سے کام لیتے ہیں بلکہ وہ اس صفت کو بھی ساتھ لے کر چلتے ہیں جسے انیسؔ نے اس شعر میں بیان کیا ہے۔

غیر کی مدح کروں شہ کا ثنا خواں ہو کر
مجرئی اپنی ہوا کھوؤں سلیماں ہو کر

صبیح رحمانی کا یہ مصرعہ ہمیں انیسؔ ہی کے اسلوب کی یاد دلاتا ہے۔

ع اُن کی مدحت پہ مامور ہوں میں غیر کی مدح سے دور ہوں میں

صبیح کی نعت گوئی ان امکانات کی نشاندہی کرتی ہے جو مستقبل میں بڑے لہجے کا تعارف بن سکتی ہے۔

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

شکیل عادل زادہ

غزل ایک عشقیہ صنفِ سخن ہے۔ نظم کے موضوعات ہمہ گیر ہیں۔ دونوں کے اثر و تاثر کی پہلی شرط فن کاری ہے یعنی کسی کیفیت کو غزل یا نظم کی صنف میں شعر کہہ کر دین کی ہنرکاری و شیشہ گری اور شاعر کی درونِ خانہ واردات، سرمستی و سرشاری، اس کے اندر کا فکری ہیجان و اضطراب بھی ہنرکاری و مشاقی سے آمیز ہو جائے تو شعر کا تاثر دوچند ہو جاتا ہے۔ دونوں اصنافِ سخن میں شاعر فکر کے اعلا منصب پر فائز ہوئے بغیر اور عاشق ہوئے بغیر شعر گوئی پر قادر ہو سکتا ہے۔ صنفِ نعت میں بھی ممکن ہے مگر شعری چابک دستی، قدرتِ کلام اور علمی و فکری تبحر کے پہلو بہ پہلو کوئی بہ ہمہ وجود شامل ہو، کوئی صادق اور کوئی عاشق ہو تو صنفِ نعت کا کیف و سرور ہی کچھ اور ہوتا ہے۔ پھر تو یہ تلاطم برپا کر دیتی ہے۔

نعت ایک سر بہ سر عشقیہ صنفِ سخن ہے اور غزل سے یک سر مختلف ہے۔ اسے غزلِ مسلسل کہیے یا عشقیہ نظم۔ میں نے نعت کے کسی مضمون میں عرض کیا تھا کہ نعت میں شاعر اور قاری کا محبوب و مطلوب ایک ہے اور کوئی کسی کا رقیب نہیں۔ نعت کے محبوب کا کوئی رقیب نہیں، رقابت ایک ہی صورت میں ممکن ہے کہ کون اپنی شیفتگی و وارفتگی، ارادت و عقیدت میں دوسرے کو عبور نہیں کر پایا۔

صبیح رحمانی کی عمر ابھی دریچوں اور چلمنوں سے چھیڑ خانی کی ہے مگر انہوں نے ابتدا ہی میں اپنے حبیب کا انتخاب کر لیا تھا۔ اس سے بڑا عشق ہو بھی کیا سکتا ہے۔ صبیح، ایک باکمال نوجوان ہیں، صنفِ نعت پر انہوں نے اُردو میں اپنی نوعیت کے پہلے باوقار جریدے کی اشاعت کا بیڑا اُٹھایا ہے۔ شعری صفات، تکلم و ترنم کی صلاحیتیں ان میں خداداد ہیں۔ وہ نعت پڑھتے ہیں تو سماں باندھ دیتے ہیں اور نعت کہتے ہیں تو کیف و مستی، فکر و نظر سے مرصع، اور ابھی تو ابتدا ہے، ابھی تو انھیں بہت سے امتحان سر کرنے ہیں۔ اُن کے عشق کا یہی تیور رہا تو انہی کے توسط سے ہم بے سروساماں، بے مایگاں پر بھی، کیا عجب اپنے مشترک حبیب، اپنے مقصود کا جلوہ ارزاں ہو جائے۔

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی (بھارت)

کلامِ صبیح رحمانی عقیدت کے ساتھ عقیدہ کا بھی مظہر ہے۔ انہوں نے جن عقائد اور

سرکار کے جن معجزات کو بیان کیا ہے وہ خود ساختہ نہیں ہیں بلکہ قرآن وسنت اور اخبار وآثار سے ثابت ہیں۔ وہ جادۂ رحمت پر عشق وعقیدت کا والہانہ نغمہ الاپتے ہوئے اس منزل کی سمت رواں ہیں جو محسنؔ و امیرؔ و رضاؔ بریلوی کی راہوں سے ہوتا ہوا حضرت حسان بن ثابت تک پہنچتا ہے۔

جاذب قریشی

گزشتہ دس برسوں میں نعتیہ شاعری کی جو نئی آوازیں سامنے آئی ہیں اُن میں صبیح رحمانی کی آواز ایک نمائندہ آواز ہے۔ نمائندہ آواز اس لیے ہے کہ صبیح نے ان مختصر روز وشب میں نعتیہ شاعری اور نعت کے فن پر جتنی دلچسپی اور جتنی سچائی کا اظہار کیا ہے وہ ان کے ہم عصروں میں کہیں موجود نہیں ہے۔ انہوں نے ماہِ طیبہ سے لے کر جادۂ رحمت تک جو سفر کیا ہے وہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔ جادۂ رحمت کو پڑھ کر احساس ہوتا ہے کہ صبیح رحمانی نے اپنے موضوعات کو وسعت دی ہے اور اپنے اس اضطراب کی اس پیاس کو زیادہ شدت سے محسوس کیا ہے جو حضور اکرم ﷺ کی محبتوں کے درمیان ان پر گزری ہے۔ صبیح رحمانی نے اپنے موجودہ نعتیہ اسلوب میں بھی ارتقا پایا ہے۔ بہت سی ترکیبیں بہت سے استعارے اور کئی علامات بڑی تازگی کے ساتھ اور بڑی خوبصورتی کے ساتھ ان کی موجودہ نعتیہ شاعری میں نظر آتی ہیں۔ اللہ کو آئینہ ازل کہنا، سوچتی دھرتی، بولتا پانی لکھنا اور نعت میں خوشبو کے قلم سے دل پر روشنی لکھ دینا اور خاکِ طیبہ کو جنت کا گلاب کہنا شاعری اور خیال کی تازہ مثالیں ہیں۔ ہمیں اعتبار کرنا چاہیے کہ اکیسویں صدی میں تازہ نعت گوئی کے حوالے سے جو لوگ داخل ہوں گے ان میں صبیح رحمانی کا نام اہمیت کے ساتھ لیا جائے گا۔

ریاض حسین چودھری

صبیح رحمانی نے جو شعری وژن تخلیق کیا ہے اس میں رُوح پر سحابِ کرم کے برسنے کا منظر دیدنی ہے۔ تشنہ ہونٹوں پر اُگی آرزوؤں کے وجد میں آنے کا موسم بھی ناقابلِ فراموش ہے۔ اپنے عہد کے آشوب نے ان کے لہجے کو کھردرا پن نہیں بلکہ سوز وگداز کی دولت سے سرفراز کیا ہے۔ شوق کی آنچ پر جذبوں کے پگھلنے کا عمل جب تخلیقی مراحل سے گزرتا ہے تو شاعری کی روح بھی رقص میں آجاتی ہے اور پھر قرطاس وقلم کی ساری توانائیاں ان کے سامنے دست بستہ کھڑی نظر آتی ہیں۔ صبیح رحمانی الفاظ کا چناؤ بڑی احتیاط سے کرتے ہیں جذبوں کو

03 MAH-E-TAIBA Sabeeh Rehmani kulyat FINAL May 2019

بے لگام نہیں ہونے دیتے اور جدت طرازی کے شوق میں فن کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیتے ان کی نعت میں سبک ندی کا ٹھہراؤ اور دھیما پن ہے۔ اپنے عہد کے آشوب کی بات کرتے ہیں تو ان کے لہجے میں تلخی نہیں آتی بلکہ یہی دھیما پن اضطراب اور تشویش کی ہلکی ہلکی لہروں میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ ان کی نعت وادیٔ جاں میں تازہ کاری کی ایک خوب صورت مثال ہے۔

رشید وارثی

صبیح رحمانی کی نعتیہ شاعری میں عشق کی نغمگی، شوق کی فراوانی اور جذبوں کی صداقت بڑے والہانہ انداز میں رقصاں نظر آتی ہے۔ ان کے پیرایہ اظہار میں بیان کی ایسی تازگی موجود ہے جس میں نئے اسالیب کی کونپلیں پھوٹتی اور پنپتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ ایسا لگتا ہے وہ موجودہ صدی کے آخری عشرے میں نعت نگاری کی وسیع وعریض کشتِ زرخیز میں نئے تجربات کے جن لہلہاتے ہوئے پودوں کی آبیاری کر رہے ہیں وہ آیندہ صدی کے اوائل ہی میں ایسے تناور درخت بن جائیں گے جن کا سایہ مستقبل میں پروان چڑھنے والی نسل کو اس مقدس سفر میں مزید پیش رفت کے لیے تازگی اور رہنمائی کا سامان فراہم کرتا رہے گا۔

شفیق الدین شارق

صبیح رحمانی کی روشن فکری نے ان کی نعتوں کو اُجال دیا ہے جس نے قرآن سے نعت گوئی سیکھی ہو وہ صراطِ مستقیم سے نہیں بھٹک سکتا۔ اُن کا قلم خوشبو ہے اور لوحِ دل پر روشنی لکھتا ہے۔ اس میں کاوش نظر نہیں آتی۔ نزول ہی نزول دکھائی دیتا ہے۔ خیال میں تازگی، مضامین میں تنوع، اسلوب میں نیاپن، فکری اور جذباتی ہم آہنگی، توانا شاعری، ان سب عوامل نے مل کر صبیح رحمانی کی نعتوں کو پُرتاثیر، دلکش اور دل آویز بنا دیا ہے۔ ان کی نعت گوئی ایک ایسی کامیابی ہے جو صرف خوش نصیبوں کے حصے میں آتی ہے۔ یہ وہ شرف ہے جس کو پروردگار دے۔

☆☆☆

جادۂ رَحمت

صبیحؔ رحمانی

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

کتاب کا نام	:	جادۂ رحمت
مصنف	:	صبیحؔ رحمانی
اہتمام	:	مرزا منیر بیگ
خوش نویس	:	مجیب الرحمٰن
اشاعت اوّل	:	۱۹۹۳ء/۱۴۱۴ھ
قیمت	:	۷۰ روپے
تعداد	:	ایک ہزار
تعاون	:	اقلیم نعت
ناشر	:	ممتاز پبلشرز
		۲۰/نوشین سینٹر، اُردو بازار-کراچی

عبدالرحمٰن ممتاز کا ادارہ ممتاز پبلشرز اُردو بازار کراچی اب بند ہو چکا ہے۔
خط وکتابت لاحاصل ہے۔ (مرتب)

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 1

تاریخ طباعت ''جادۂ رحمت''

آپ کا اِک اِک قول حقیقت صلی اللہ علیہ وسلم
آپ سے قائم صدق و امانت صلی اللہ علیہ وسلم
آپ کے نام کے صدقے جاؤں آپ کی ہیں یہ ساری عطائیں
راہِ طریقت ، جادۂ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

۱۹۹۳ء

حنیفؔ اسعدی

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 2

مرشدِ کامل
حضرت شاہ انصار حسین اِلٰہ آبادی مدظلہٗ

کے نام

جو اپنے در سے نسبت رکھنے والے ہر چھوٹے بڑے کو محبتِ مصطفیٰ اور مدحتِ مصطفیٰ کے راستے ہی جنت کی راہ پر ڈالتے ہیں۔

صبیحؔ رحمانی

فہرست

(جادۂ رحمت)

مستقبل کی اُمید .... ڈاکٹر سیّد رفیع الدین اشفاق 167
جادۂ رحمت کا مسافر۔ صبیحؔ رحمانی .... ڈاکٹر سیّد ابوالخیر کشفی 169
ایک خوبصورت نعتیہ تخلیق .... پروفیسر عاصیؔ کرنالی 177
پیشوائی........ حفیظ تائبؔ 185

حمد باری تعالیٰ

فصیل پر ہیں ہوا کی روشن چراغ جس کے ... (پہچان) .... (حمدیہ آزاد نظم)... ..191
حوصلہ دے فکر کو اور بارشِ فیضان کر 192
کر رہے ہیں تیری ثنا خوانی 193
حمدیہ ہائیکو 194
علم کے شہر ہوں در پر حاضر........ (سوالی) 195

نعتیں

کوئی مثل مصطفےٰ کا کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا........197
مٹا دل سے غم زادِ سفر آہستہ آہستہ 198
قلم خوشبو کا ہو اور اس سے دل پر روشنی لکھوں 199
لکھوں مدح پاک میں آپ کی مری کیا مجال مرے نبی........200

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 3

تھے عالی مرتبہ سب انبیاء اوّل سے آخر تک 201
منزلِ قربِ خدا میں وہ وہاں تک پہنچے 202
ختم ہونے ہی کو ہے دربدری کا موسم 203
وصف لکھنا حضورِ انور کا 204
خاک کو عظمت ملی سورج کا جوہر جاگ اُٹھا 205
اشکوں کی چادر چہرے پر آنکھوں میں گنبد عالی ہے 206
خدا ہی جانے ہمیں کیا خبر کہ کب سے ہے 207
نظر کے ریگزاروں کو متاعِ نقشِ پا دے دو 208
نظر آتے ہیں پھول سب کے سب 209
خواب روشن ہوگئے مہکا بصیرت کا گلاب 210
کرم کے راز کو علم و خبر میں رکھتے ہیں 211
جب بھی ہم تذکرۂ شہرِ پیمبر لکھیں 212
منزل کا رہنما ہے نشاں راستی کا ہے 213
کب چھڑایا نہیں ہم کو غم سے کب مصیبت کو ٹالا نہیں ہے 214
مرجان نہ یاقوت نہ لعلِ یمنی مانگ 215
وہ قافلے کب بھٹک رہے ہیں 216
شبِ غم میں سحر بیدار کر دیں 217
عصیاں سے تطہیر ملی 218
رُوح سُورج کی طرح جسم اُجالے کی مثال ..... (تصویرِ جمال) 219
باعثِ کون و مکاں زینتِ قرآں یہ نام .... (اسم محمد)...... (سانیٹ) 220
وہ آسمانِ دُعا کہ جس پر........ (دُعا کا آسمان) 221
مارکس کے فلسفۂ جہد شکم سے ہم کو .... (ایک عالمگیر نظام) 222
مجھے یقیں ہے .... (دُھوپ میں تلاشِ سائباں)........223

سرد ہوا نفرت کا جہنم کھِلے پیار کے پھول .... (وحشی لمحوں کی معزولی)............224
حضور ہی ہیں .... (ایک روشنی زمین سے آسمان تک)......226
ایک خواہش مرے دل میں برسوں سے ہے .... (خوابوں کی دہلیز)..................229
نفرتوں کے گھنے جنگلوں میں شہا .... (اے نویدِ مسیحا دُعائے خلیل)........230
فصیلِ جاں پر.............................. (انتظار)..........................231
وہ لطف و خیر کا معمار .... (انسانیت کے سب سے بڑے معمار) ...232
بتوں کے آگے نہ سر جھکانا .... (ضمیر کی قید میں) 234
گرد گرد لمحوں میں .... (آخری عکس)..................235
دیارِ جاں میں .... (سنہرے موسم) 237
وقت کی دھڑکنیں خوف سے بند ہیں............ (زخموں کی قندیل اور روشنی کا لہو)...238
وہ جو شبنم کی پوشاک پہنے ہوئے............... (سلام)..........................239
تبصرے 241
تابشؔ دہلوی، محشرؔ بدایونی، حافظؔ لدھیانوی، حنیفؔ اسعدی، ڈاکٹر ریاضؔ مجید،
سحرؔ انصاری، شبنمؔ رومانی، جاذبؔ قریشی

☆☆☆

میں ہوں وقفِ نعت گوئی کسی اور کا قصیدہ
مری شاعری کا حصہ کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 4

مستقبل کی اُمید

ڈاکٹر سیّد رفیع الدین اشفاقؔ

(ناگپور۔ بھارت)

حب نبی ایمان کی پہلی شرط ہے اور نعتِ نبی اسی جذبے کا اظہار ہے۔ خوش بخت ہیں وہ نفوس جو عاشقانِ رسول کی اس برادری سے تعلق رکھتے ہیں اور اس ماحول میں رہتے ہیں جو حب نبی کے نغموں سے گونج رہا ہے اور ذکر نبی کی خوشبو سے مہک رہا ہے۔ صبیح رحمانی بھی اسی برادری کے ایک فرد ہیں جنہوں نے اپنی شعر گوئی کی صلاحیت کو نعت کے لئے وقف کر دیا ہے۔ وہ نعت کی دنیا میں اس نوجوان نسل سے تعلق رکھتے ہیں جنہیں مستقبل کی امید کہنا چاہیے۔ ان کا کلام سننے کا اتفاق اس عاجز کو کراچی کے ایک نعتیہ مشاعرے میں ہوا اس میں شک نہیں کہ جس طرح کلام میں جادو ہوتا ہے اسی طرح کلام کو سنانے کا انداز بھی ساحرانہ اثر رکھتا ہے۔ صبیح رحمانی نے اپنا کلام جس والہانہ انداز میں ترنم کے ساتھ پڑھا اس نے سامعین کے دلوں کو حبِ نبی کے جذبات سے لبریز کر دیا۔ صبیح رحمانی نے اپنی عمر کے تھوڑے وقت میں جو کام کر دیا ہے وہ بہت ہے جس خلوص اور جوش وخروش سے وہ اس راہ میں آگے بڑھ رہے ہیں وہ قابلِ ستائش ہے فکرِ سخن میں ان کا انہماک نئے نئے اسالیب کی تلاش، خوش آہنگ الفاظ، دل آویز ترکیبوں، بدیع تشبیہات اور استعارات سے اپنے کلام کو مزّین کرنے کی فکر یہ ان کی زندگی کا ایک ایسا مشغلہ ہے جو اپنی کیفیت میں عبادت سے کم نہیں یہ ان کی ذہنی اور قلبی فضا کی تطہیر کے لئے ایک وظیفہ ہے کلام میں تشبیہات اور استعارات کی جدّت ان کے اپنے مذاقِ سلیم اور ان کی شعر گوئی کی صلاحیت پر شاہد ہے۔ مثلاً وہ کہتے ہیں:

صبیحؔ ان کی ثناء اور تو کہ جیسے برف کی کشتی
کرے سورج کی جانب طے سفر آہستہ آہستہ

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 5

صبیح نے مشکل اور طویل ردیفوں میں بھی اپنے شعری سلیقے کا ثبوت دیا ہے۔

کوئی مثلِ مصطفیٰ کا کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا
کسی اور کا یہ رتبہ کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا

☆

تھے عالی مرتبہ سب انبیاء اوّل سے آخر تک
مگر سرکار سا کوئی نہ تھا اوّل سے آخر تک

مختصر یہ کہ نعت کی ترقی میں آج جو ایک صاحبِ صلاحیت اور باکمال طبقہ جان و دل سے لگا ہوا ہے اس کی نوجوان نسل میں صبیح رحمانی کا مقام بہت نمایاں ہے۔ ان میں جو لگن حصولِ مقصد کے لئے جدوجہد خلوص اور تہذیبی معیار پایا جاتا ہے ان سب کو دیکھ کر ان کی خداداد صلاحیت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ صبیح رحمانی کے سامنے نعت کے موضوع پر کام کرنے کے لئے وسیع میدان ہے ان کی عمر، جذبے، ادبی توانائی اور خلوص کو دیکھتے ہوئے امید کی جاتی ہے کہ نعت کے افق پر طلوع ہونے والا یہ چاند اپنے وقت پر بدر کامل بن کر چمکے گا۔

☆☆☆

جادۂ رحمت کا مسافر...... صبیحؔ رحمانی

ڈاکٹر سید محمد ابوالخیر کشفی
پروفیسر شعبۂ اردو جامعہ کراچی

غریب خانے میں ثنائے خواجہ کی ایک بزم مرتب کی گئی تھی ثناء خوانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نعتیں پڑھ رہے تھے اور یوں محسوس ہو رہا تھا کہ دیارِ رحمت کے شہری جادۂ رحمت پر سفر کر رہے ہیں۔ قیام وسفر کی یہ یک جائی ان کے ذکر کا فیض ہے۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی زمان ومکاں پر یوں ہی تصرّف فرماتا ہے۔

نہ ہے زماں نہ مکاں لا اِلٰہ الاّ اللہ

اور جہاں وہ ہوگا جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں تو اس کے رسول کا نام اس کے ذکر کا آہنگ بن جاتا ہے۔

اس بزم میں ایک آشنا اجنبی تھا۔ یہ دنیا اور یہ زندگی بھی عجیب معمّہ ہے یہاں ہم جن کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں، کام کرتے ہیں ان کے متعلق اچانک یہ انکشاف ہوتا ہے کہ ہمارے درمیان کچھ بھی تو مشترک نہیں اور اقبال کا یہ مصرع ہمارا احوال بن جاتا ہے کہ

ع چہ معصومانہ غربت را فریبم

اور یوں بھی ہوتا ہے کہ دیارِ رحمت میں جادۂ رحمت پر قطع مسافت کرتے ہوئے وہ مل جاتے ہیں جن سے ہمارا ظاہر اور باطن کچھ بھی چھپا نہیں رہتا۔ ہر نظارہ منظرِ شفاف بن جاتا ہے۔ اِدھر سے اُدھر کا پہلو صاف نظر آتا ہے۔ ایسے لوگ کبھی کسی سہ پہر کو عرفات میں مل جاتے ہیں کبھی مسجد الحرام میں آپ کے پاس آ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ کبھی مواجہ شریف میں یوں محسوس ہوتا ہے کہ کسی کے ہونٹوں سے درود ادا ہونے والے کلمے اور صیغے آپ کے لبوں سے ادا ہو رہے ہیں اور کبھی لمحۂ نور میں وہ آپ کے کمرے میں روشنی بدست خود ہی آ جاتے ہیں یہ

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 6

لوگ دلوں کے الاؤ کو روشن رکھنے والا ایندھن بھی ہوتے ہیں۔ نوائے سینہ تاب بھی اور آپ کے وہ بھائی جن کے بارے میں ارشاد ہوا ہے کہ ''انما المومنون اخوۃ'' اور جب اس محفل میں اس آشنا اجنبی نے نعت خوانی شروع کر دی تو محسوس ہوا کہ فضا کچھ اور روشن ہوگئی ہے خوشبو کی لہریں تیز تر ہوگئی ہیں اس کی آواز صحن قلب میں کھلے ہوئے گلہائے محبت احمد محمود پر شبنم کی طرح برسنے لگی۔

کوئی مثل مصطفیٰ کا کبھی تھا، نہ ہے نہ ہوگا
کسی اور کا یہ رتبہ کبھی تھا، نہ ہے نہ ہوگا

اس محفل میں حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی مدظلہٗ بھی موجود تھے، مولانا کی آنکھوں میں چمکتے ہوئے ستارے ان کے دل کی کہانی کہہ رہے تھے، مگران کے ہونٹوں سے جو تحسینی کلمہ کبھی کبھی ادا ہوتا وہ تھا ''بہت ٹھیک'' ___ میں بدل گیا ___ اور یہ کلمۂ تحسین بھی فضا کا حصہ بن گیا۔ یہ کلمہ گم گشتگی اور اپنے آپ سے دوری کے لمحہ میں بھی تقاضائے شریعت کی پاسداری کا اعلان تھا۔''

''تھا''، ''ہے''، ''ہوگا'' ___ ماضی، حال اور یوم الدین تک پھیلا ہوا ''مستقبل'' اور اس کے بعد وہ حال، وہ ''ہے'' جو خلود اور ہمیشگی کا نام ہے ___ وہ لمحۂ ہمیشگی جسے جنت کہتے ہیں۔

ایک شعر کے بعد دوسرا شعر ___ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ یہ نعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور ذکر کی ایک سیڑھی ہے ___ ایک زینہ ___ اور ہم قدم قدم اوپر جا رہے ہیں ___ سماعت کے وسیلے سے ہمارے مراتب بلند ہو رہے ہیں ___ ''رفع الاقدام'' سے ___ ''رفع المراتب'' ___ تک ___

مرے طاقِ جاں میں نسبت کے چراغ جل رہے ہیں
مجھے خوف تیرگی کا کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہوگا
سرِ حشر ان کی رحمت کا صبیحؔ میں ہوں طالب
مجھے کچھ عمل کا دعویٰ کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہوگا

نعت ختم ہوئی ...... سب لوگ کچھ دیر خاموش رہے۔ یہ خاموشی حقیقی داد تھی مقطع سے شاعر کا تخلص تو معلوم ہوگیا...... کچھ دیر کے بعد

''میاں یہ کس کی نعت ہے؟'' میں نے پوچھا۔

''میری ہی ہے۔'' شرماتے ہوئے نعت گو نے جواب دیا۔

''آپ کا پورا نام؟''

''صبیحؔ رحمانی''

''تم اتنے کم عمر ہو تو خیال ہوا کسی اور کی نعت ہے۔''

''حضرت میں اُنتیس سال کا ہوں۔''

میں نے ایک بار پھر صبیح رحمانی کو غور سے دیکھا۔ سترہ اٹھارہ سال کا نظر آنے والا یہ نوجوان اپنے آپ کو اُنتیس سال کا کہہ رہا ہے۔ جب تیرگی کا خوف نہ ہو تو وقت ٹھہر ہی جاتا ہوگا ___ معمولی سے خدوخال کتنے غیر معمولی نظر آنے لگتے ہیں۔ کہیں دور اس نوجوان کے وجود کی گہرائیوں میں نسبت کے جو چراغ روشن ہیں ان کی چھوٹ اس کے خارجی وجود پر بھی پڑ رہی ہے ___ سارا منظر نامہ روشن ہے ___ مگر اس حسن تک رسائی کے لئے بصارت کے ساتھ بصیرت کی بھی ضرورت ہے۔

یہ تھا ''جادۂ رحمت'' کے شاعر صبیح رحمانی سے میرا تعارف۔ پھر صبیح رحمانی کبھی کبھی میرے پاس آنے لگے نہ کوئی غرض ان کی مجھ سے وابستہ تھی، نہ میری کوئی غرض ان سے وابستہ۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی میرے اور ان کے درمیان ایک پُل بن گیا تھا، جس طرح یہ اسم پاک ایک مسلم معاشرے کو دوسرے مسلم معاشرے سے جوڑتا ہے اور جوڑتا رہے گا ___ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف اللہ سے واصل ہیں اور دوسری طرف مخلوق میں شامل ہیں ___ یہ بات یہیں تک محدود نہیں۔ وہ مسلم معاشرے کی اساس اور اس کے اجزا کے درمیان وسیلۂ وصل ہیں اور ہر فرد سے ان کا رشتہ قائم ہے۔

صبیح رحمانی دوسروں سے اپنے رشتہ میں اس حقیقت کو سامنے رکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قوتِ جاذبہ اور ملت کو پیوستہ رکھنے والی طاقت ہیں ___ اور یہ سطور لکھتے ہوئے خیال آیا کہ ہم سب شجرِ محمدی کے برگ و بار ہیں اور اسی شجر سے وابستگی ہمارے قیام اور بقا کی تدبیر ہے۔

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

صبیح رحمانی مجموعہ ہیں ایک سوچتے ہوئے ذہن، ایک دھڑکتے ہوئے دل دوسروں کے ساتھ وابستگی کے ایک احساس کا ___ اور یہ وابستگی اپنے رسولِ برحق صلی اللہ علیہ وسلم سے

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 7

تعلق کا ثمرہ ہے۔ ان کی نعت گوئی ان کی ذات کا عکس ان کی شخصیت کی آواز، دل کی دھڑکن اور ذہن کی فکر ہے۔

مسلمانوں سے اللہ تعالیٰ کا مطالبہ ہے:

''اے اہل ایمان! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔''

یوں اسلام ذات کی سالمیت کے ساتھ اس پیغام کو قبول اور اختیار کرنے کا نام ہے۔ جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے لے کر اس دنیا میں تشریف لائے۔ مجھے نعت گوئی بھی قبولِ اسلام کی طرح ذات کی سالمیت کے ساتھ حقیقت محمدی کو تسلیم کرنے کے مثل معلوم ہوتی ہے۔ یہاں کچھ اختیار کرنے اور کچھ چھوڑ دینے کا سوال بعض صاحبان کے ہاں نعت گوئی کی یہ کُلّیت نظر نہیں آئی، لیکن آج کے بیشتر قابل ذکر نعت گو حضرات کے ہاں اُن کی ذات کی سالمیت کا جلوہ نظر آتا ہے۔

الحمدللہ! صبیح رحمانی ایسے ہی شاعروں میں شامل ہیں ان کی نعت گوئی کا رشتہ محسن کاکوروی، امیر مینائی، حالی، اقبال اور ظفر علی خان کے وسیلے سے حضرت حسان بن ثابت کی روایت ثنائے خواجہ سے قائم ہے۔

یہ نعت گوئی کے آداب اور شرائط کے بیان کا موقع نہیں لیکن ایک اہم سوال پر غور کئے بغیر ہم کسی نعت گو شاعر کا مطالعہ نہیں کر سکتے اس سوال کا تعلق نعت گوئی کی تنقید اور ادب میں اس کی زمرہ بندی سے بھی ہے۔ کیا نعت گوئی کا رشتہ صرف ہمارے جذبۂ عقیدت سے ہے یا نعت، ایک ادبی صنف بھی ہے اور اگر یہ ادبی صنف ہے تو اس کی شرائط اور تقاضے کیا ہیں اور نعت گو شاعر کو شاعری کی تاریخ میں جگہ ملے گی یا محض اسے ایک گوشہ نشینی یعنی نعت کا شاعر قرار دیا جائے گا۔

''تاریخ ادب میں میرا مقام کیا ہوگا؟'' میرا خیال ہے کہ کسی حقیقی شاعر افسانہ نگار اور تخلیقی فن کار کا سرے سے یہ مسئلہ ہے ہی نہیں۔ وہ تو اپنے اظہار پر مجبور ہے۔ بلکہ اسے اس پر مامور کیا گیا ہے، اسی طرح جس طرح درخت پر پتے نکلتے ہیں اور جس طرح کوئل کے سینے سے کوکو کی نوائے سینہ تاب ابھرتی ہے ___ لیکن یہ مسئلہ یقیناً اہمیت رکھتا ہے کہ کوئی صنف اپنی مستقل حیثیت رکھتی ہے یا نہیں اور وہ حیثیت کتنی اہم ہے۔ اگر نعت گو شعراء اس مسئلے سے الجھتے ہیں تو وہ حق بجانب ہیں۔ ایک دن صبیح رحمانی نے مجھ سے یہ سوال کیا تھا اور اس سے میں نے یہ اندازہ لگایا کہ وہ گہرے تنقیدی شعور کے مالک ہیں۔

مذہبی خیال اور جذبہ کو شعر کا قالب عطا کرنا ایک مشکل بلکہ جاں کاہ مرحلہ ہے اس کے لئے کسی حالی، کسی اقبال کی ضرورت پڑتی ہے کسی بھی ادب اور زبان کو لیجئے مذہب کو شعر اور ادب میں ڈھالنے والے، سوائے فارسی کے، بہت کم نظر آئیں گے بات یہ ہے کہ مذہبی تصورات کو اپنا احوال بنانا، اسے اپنا وظیفۂ قلب بنانا اور اپنی فکر کے درجہ تک پہنچانا معجزہ نہیں تو کرشمہ ضرور ہے۔ ہمارے دور میں اردو زبان اور شاعری میں یہ کرشمہ رونما ہو رہا ہے۔ ایسا کرشمہ جس کی سرحد معجزے سے جا ملتی ہے اور میری ناچیز رائے میں یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ بعد وفات ہے ___ آج کی نعت میں اردو شاعری کی زباں اس کے کنائیے، علامات اور رموز ایک نئی تخلیقی سطح پر ابھرتے بلکہ وجود نو پاتے نظر آتے ہیں۔ اسی کے ساتھ محدود سے لامحدود کی طرف شاعر کا سفر نعت کے حوالے سے جاری ہے۔ یہ نکتہ میں خاصی تفصیل سے اپنی تحریروں میں پیش کر چکا ہوں اور یہ فن کی وہ منزل ہے جسے معراجِ سفر کہئے۔ جب ادب کا راستہ جادۂ رحمت بن جائے تو ادب کی کنجی سے دنیا میں اظہار کے ان مراحل کے قفل کھلتے ہیں جو روح کی وادیوں میں تمنا کے دوسرے قدم کا درجہ رکھتے ہیں۔ یہاں ''ادب'' کا لفظ اپنے ہر مفہوم میں ادا کیا گیا ہے۔

صبیح رحمانی بھی اس جادہ پر اپنے سفر کا آغاز کر چکے ہیں ___ ان میں نشاطِ تخیل بھی ہے اور ذہن کی وہ وسعت بھی جو ایمان کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ نشاط تخیل کی ترکیب قلم نے کاغذ پر لکھ دی۔ اور پھر اس ترکیب کو کاغذ پر دیکھ کر غالب کا شعر یاد آیا۔

ہوں گرمیٔ نشاطِ تخیل سے نغمہ سنج
میں عندلیب گلشن نا آفریدہ ہوں

غالب نے جس جس طرح سے نعت کے پھول کھلائے ہیں وہ میرے ذہن میں نغمہ اور نظارے کی صورت میں موجود ہیں اور آج یہ کہنے کو جی چاہتا ہے کہ یہ گلشن نا آفریدہ، نعت کے وسیلے سے آفریدہ بن سکا۔

صبیح رحمانی نے اپنے سفر کے آغاز ہی میں اپنے نقوشِ قلم اور نقوشِ قدم سے اپنی آمد کا اعلان کر دیا ہے۔ اور نعت کی دنیا میں نقوش قلم اور نقوش قدم توفیق ازلی کا دوسرا نام ہیں۔ اس پر شاعر داد سے زیادہ مبارک باد کا مستحق ہے۔

صبیح کے مختصر سے مجموعے میں ہائیکو بھی ہیں، آزاد نظموں کے ساتھ ساتھ

پابند نظمیں بھی ہیں اور غزل کی ہیئت میں زیادہ نعتیں ہیں حقیقی نعت گو شاعر کے ہاں ہیئت اور اصناف کا یہ تنوع، اپنے موضوع سے اس کے رشتے کی گہرائی اور تنوع دونوں کا اظہار ہے۔

نعت کے لئے ہمارے شاعروں نے غزل کے پیکر کو زیادہ استعمال کیا ہے اس سے آج کے نعت گو کے لئے آسانیاں کم پیدا ہوئی ہیں۔ اور امتحان کی شکلیں زیادہ۔ صبیح رحمانی کے جذبۂ عشق کی شدت نے نئی زمینیں تراشی ہیں۔ اس نے طویل ردیفوں کو نئی معنویت دی ہے۔ اور ان ردیفوں سے ربط اور تسلسل بھی پیدا ہوا ہے یوں اس کی بیشتر غزلیہ نعتیں، مکمل تجربہ بن گئی ہیں۔ یہ الگ الگ شعروں کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک وحدت اور اکائی ہیں۔ اس کی بہت سے نعتوں کی ردیفیں زیادہ طویل نہیں۔ لیکن لسانی طور پر ایسی ہیں کہ ایک ربط پیدا کرتی جاتی ہیں۔

تھے عالی مرتبہ سب انبیاء اوّل سے آخر تک
مگر سرکار سا کوئی نہ تھا اوّل سے آخر تک

☆

مٹا دل سے غم زاد سفر آہستہ آہستہ
تصوّر میں چلا طیبہ نگر آہستہ آہستہ

☆

ختم ہونے ہی کو ہے دربدری کا موسم
جلد دیکھوں گا میں شہر نبوی کا موسم

مثالیں کہاں تک نقل کروں۔ آپ اس مجموعہ میں کئی ایسی نعتوں کا مطالعہ فرمائیں گے جو میرے قول کی صداقت کا آئینہ ہیں یعنی یہ نعتیں ایک وحدت اور اکائی ہیں ویسے یہ سب اکائیاں ایک بڑی اکائی کا حصہ بن جاتی ہیں۔ وہ اکائی جسے حب نبی کہئے یا شہر نبوی کا موسم۔ نعت کے طفیل نعت گو شاعر اپنے لمحات سدا، ایک روش خرد افروز اور جذبِ دروں سے عبارت موسم میں گزارتا ہے۔

صبیح رحمانی کی غزلیہ نعتوں پر تبصرے کے بعد اس کی نظمیہ (پابند و آزاد) حمد و نعت کے بارے میں کچھ اشارے میں یہ بات کئی مرتبہ عرض کر چکا ہوں کہ اردو میں اچھی حمدیں نسبتاً کم ملتی ہیں وہ جس کا کوئی سراپا نہیں، وہ جس کا کوئی چہرہ نہیں، اور پھر بھی جو ہر چہرے اور سراپے

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 8

میں اپنے نقوش ثبت کر دیتا ہے اسے اپنے احاطۂ ادراک اور دائرۂ محسوسات میں لانا بڑے تخیل اور کمال بندگی کے بغیر ممکن نہیں اور اس کے لیے وہ مرحلۂ احساس بھی لازم ہے جب پہاڑ، دریا، سمندر سب اس کی تحریروں کی طرح اور سارے چہرے اس کے نقوشِ موقلم کی طرح نظر آئیں۔ اس مرحلۂ احساس تک آدمی اللہ کے اسمائے حسنٰی کی مدد سے پہنچ سکتا ہے۔ ''باری''، ''خالق'' اور ''بدیع'' کے اشاروں سے حیات و کائنات کی تخلیق کے زاویے سمجھ میں آسکتے ہیں۔ ''رحمٰن''، ''رحیم''، ''وہاب''، ''جبار''، ''قہار''، ''غفار'' اور ''عزیز'' سے انسانوں اور مخلوقات کے ساتھ اس کے رشتہ کے رموز تک پہنچا جا سکتا ہے اور وہ بھی کسی حد تک۔

صبیح رحمانی نے اس منزل کی طرف اپنے سفر کا آغاز کر دیا ہے اور اس کے قدم جادۂ معرفت پر مستقیم ہیں۔

وہ جس نے موجوں کو تشنہ اندازیاں سکھا کر
رقم چٹانوں پر راز ہائے ہنر کئے ہیں

اور

وہ جس کی مدحت میں حرف و آواز گنگنائیں
خموشیاں جس کے گیت گائیں (پہچان)

خوش قسمت ہے شاعر کہ وہ آفاق کے حوالے سے خالق تک سفر کر رہا ہے۔ وہ خالق جو ہماری شہ رگ سے زیادہ ہم سے قریب ہے۔

صبیح رحمانی نے حمدیہ ہائیکو بھی لکھے ہیں۔ اردو زبان میں ہائیکو کے فروغ میں راقم الحروف نے بھی حصہ لیا ہے اور ہائیکو مشاعرے کی داغ بیل ڈالی ہے۔ کیا ہائیکو اردو کی صنف سخن بن چکا ہے؟ شاید اس سوال کا جواب قبل از وقت ہے لیکن یہ بات یقیناً اہمیت رکھتی ہے حمد گو اور نعت گو شعراء نے ہائیکو، واکا، دوہا، سانیٹ جیسی اصناف میں بھی ثنائے رب اور نعت خواجۂ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ ہیں اور خوشبوئیں بکھیری ہیں۔

صبیح رحمانی نے نظم پابند، نظم معریٰ و آزاد میں اپنے نبی اور رسول (علیہ السلام والصلوٰۃ) کی ذاتِ عالیہ اور اسم گرامی کے مختلف پہلوؤں کو پیش کیا ہے۔ ان نظموں میں اضطراب اور سکون کی عجیب آمیزش ملتی ہے۔ اضطراب آقائے ہر دو جہاں کو سمجھنے، جانے اور ان سے محبت کرنے کی کوشش سے عبارت ہے اور سکون ان سے وابستگی کے حصول کے احساس کا دوسرا نام ہے۔ اس احساس سے کسی امتی کو قرار حاصل نہیں ہوگا کہ ہماری لوحِ جاں پر جو نقش لکھا نظر آتا

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 9

ہے وہ انہی کا نام ہے۔ سلام اُن پر، درود اُن پر!

صبیح رحمانی ابھی جوان ہیں اور اس دنیا کی لذتیں تو پیرِ ہزار سالہ کے جسم میں بھی کم سے کم ارتعاشِ لذت پیدا کر دیتی ہیں۔ یہ ان کی سعادتِ ازلی ہے کہ ان کی ذات کے ایوانوں میں شہِ لولاک کے نام سے ہر طرف جگ مگ جگ مگ ہو رہی ہے، جس نام کی برکت سے باغ جنت کے پھول کھلتے ہیں وہی نام ان کے ہونٹوں پر خوشبو کے دائرے بنا رہا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ شاعر نے اس نام کو اپنے لئے اسم اعظم بنا لیا ہے۔

ہے یہی نام تو میری شب یلدا کی سحر
جسم و جاں میں جو چراغاں ہے اسی نام کا ہے
بس اسی نام کی خوشبو ہے مرے ہونٹوں پر
بس یہی نام دو عالم میں بڑے کام کا ہے

اور یہی نام ''جادۂ رحمت'' ہے ___ جادۂ رحمت ہمارے لئے، ہمارے بزرگوں کے لئے، ہمارے بعد آنے والوں کے لئے اور صبیح رحمانی کے لئے ___ اور اس جادۂ رحمت پر چلتے ہوئے صبیح رحمانی کے ذوقِ نغمہ نے لفظوں سے روحانی سمفنی تخلیق کرنے کا فن سیکھنا شروع کر دیا ہے۔ اور اس کے ذہن میں نئی ترکیبوں کے قافلے اترنے لگے ہیں۔

مٹ جاتے ہیں غم
رحلِ لب پر آتا ہے
جب اسمِ اعظم

خدا کرے یہ سفر جاری رہے۔ یہ نغمے روح اور دل سے صفحۂ کاغذ تک اپنا سفر جاری رکھیں کہ یہی مقصودِ فن اور حاصلِ زیست ہے۔ ان سطور کا مقصد صبیح رحمانی کے حروف کے توسط سے اپنے شفیع، اپنے نبی، اپنے ہادی اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر میں شرکت کے سوا کچھ اور نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی آدمی کے مرتبوں کو بلند کرتی ہے۔ ان کے مقامِ محمود کی دعا ہمارے لئے اس بلندی سے قربت کا سبب بنے گی کیونکہ مقام محمود تو ان کے لئے ہے یہ دعا تو ہمارے لئے ترفع کا ایک وسیلہ ہے۔

☆☆☆

ایک خوبصورت نعتیہ تخلیق

پروفیسر ڈاکٹر عاصیؔ کرنالی

عمر کی جوانی اور فکر کی جوانی یک جا دیکھنی ہو تو صبیح رحمانی اور جادۂ رحمت کو دیکھ لیجئے۔

غوث میاں گزشتہ دنوں ملتان آئے ____ غریب خانے کو نوازا۔ ان کے ساتھ ایک اور نوجوان نظر آیا۔ گمان ہوا میاں صاحب سفر کی تنہائی سے بچنے کے لئے کسی جان پہچان کے آدمی کو ساتھ لے آئے۔ سو میں صرف میاں صاحب ہی سے محوِ کلام رہا اور اس نوجوان کو میں نے درخورِ اعتنا نہ سمجھا۔ میاں صاحب میں قیامت کی کشش اور جاذبیت ہے ان کا خمیر عشق رسول کی مٹی سے اٹھا ہے ان کا سراپا اتباعِ رسالت کے سانچے میں ڈھل گیا ہے۔ وہ ورفعنا لک ذکرک کا پرچم اٹھائے نگر نگر بستی بستی گھومتے ہیں پورے ملک کے سفر پر نکل آتے ہیں نعت و سیرت کی کتابوں کو جا بجا اور سو بہ سو کھوج لگاتے ہیں۔ اسمِ محمد اور ذکرِ محمد کا جو نوشتہ جہاں سے ملتا ہے اسے آنکھوں سے لگاتے ہوئے ہونٹوں سے چومتے، اپنے کلیجے میں اتار لیتے ہیں۔ میں میاں صاحب کو مجاہد کہتا ہوں کہ وہ مسلسل ایک جہاد میں مصروف ہیں۔ نعت و سیرت کا ابلاغ اور ذکرِ جمیل رسالت کی پرچم افرازی ان کی زندگی کا مقصدِ وحید ہے۔ میں جب انہیں دیکھتا ہوں تو گویا ان کی زیارت کرتا ہوں اور جب ان کی صحبت میں بیٹھتا ہوں تو یک زمانی صحبتی با اولیاء، کے عقیدہ راسخ کے ساتھ ان سے ہم کلام اور شرف یاب ہوتا ہوں چنانچہ میں نے اس نوجوان کو بارِ دیگر خاصی دیر تک دیکھا ہی نہیں اور میاں صاحب پر مسلسل نظریں جمائے رہا۔

نظارے کو یہ جنبشِ مژگاں بھی بار ہے
نرگس کی آنکھ سے تجھے دیکھا کرے کوئی

جب اس کیفیت دیدار و تکلّم میں خاصا وقت گزر گیا تو اس نوجوان نے جسارت کرتے ہوئے کہا:

''میں بھی آپ سے کچھ کہنا، باتیں کرنا چاہتا ہوں۔''

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 10

''فرمائیے۔'' میں نے اس خلل انداز نوجوان کی جانب نیم التفاتی سے دیکھا۔

''میں صبیح رحمانی ہوں۔''

ہوتے رہیں۔'' میں نے دل میں کہا۔

''یہ میرا مجموعہ نعت ہے ''جادۂ رحمت'' اس پر آپ کو لکھنا ہے۔''

''ان کا پہلا مجموعہ ''ماہِ طیبہ'' آچکا ہے۔'' میاں صاحب نے تعارفاً کہا۔

''بہتر ہے آپ کا قلمی مسوّدہ ایک نظر دیکھوں گا۔ آپ کے شعروں سے تحریک ہوئی تو کچھ لکھ بھی دوں گا۔'' اتنا کہہ کر میں دوبارہ غوث میاں صاحب کی بابرکت اور سعید شخصیت کے سحر میں گم ہو گیا۔

قصہ یہ ہے کہ ہم لوگ جو بالحاظ عمر اکابرین کی صف میں شامل ہو جاتے ہیں۔ کم عمر شاعروں اور ادیبوں کو شایانِ التفات ہی نہیں سمجھتے۔ ہمارے خیال میں شاعری کے لئے مشّاق اور مشّاق کے لئے طوالتِ عمر درکار ہے۔ اس لئے نوجوان شعراء نومشق، نوآموز اور مبتدی ہی ہو سکتے ہیں ہم بھول جاتے ہیں کہ ؎

منزلِ عشق بسی دور و دراز است ولی
طی شود جادۂ صد سالہ بہ آہی گاہی

یہی سبب ہے کہ ہم جب کسی نوجوان کے بارے میں لکھتے ہیں تو کشادہ دلی اختیار نہیں کرتے اور گمان کرتے ہیں کہ کسی نوعمر کے فن کا اعتراف کر لینے سے ہماری ''کبریائی'' کی نفی ہو جائے گی۔

صبیح رحمانی کی جادۂ رحمت میں نے تمام تر پڑھی اس کے بعد ماہِ طیبہ کا مطالعہ بھی کیا میں اپنی کم التفاتی پر (جو مذکورہ ملاقات میں) مجھ سے سرزد ہوئی، شرمندہ اور معذرت خواہ ہوں۔ اور آج اس تحریر کے حوالے سے تلافی کی صورت پیدا کر رہا ہوں۔

جادۂ رحمت کا آغاز حمد سے ہوتا ہے۔ تین حمدیں ہیں اور دو حمدیہ ہائیکو۔ اس کے بعد چوبیس نعتیں غزلیہ ہیئت میں ہیں۔ سترہ نعتیں پابند و آزاد نظموں کی شکل میں ہیں آخر میں دس نعتیہ ہائیکو ہیں۔

صبیح رحمانی نے غزل کی مروجہ صورت کے ساتھ ساتھ اپنے فنی تجربے کا ظہور دوسری ہیئتوں میں بھی کیا ہے۔ یہ ہیئتوں کا تنوع کسی شاعر کے ذوق ایجاد اور جدت پسندی کی دلیل ہوتا ہے ہم صدیوں سے زیادہ تر غزل کی شکل و ہیئت ہی میں نعت گوئی کر رہے ہیں۔ غزل کا

اپنا ایک خاص مزاج، خاص داخلی فضاء اور خاص مقتضیات و مطالبات ہیں۔ جب ہم نعت کہتے ہیں تو عموماً غزل کی ''غزلیت'' سے دامن نہیں چھڑا سکتے۔ غزل کے مخصوص موضوعات و مضامین کی سطحیت سے اونچا نہیں اٹھ سکتے۔ غزل کا ممدوح ایک مجازی محبوب یا بہت سے حسینانِ مجازی ہوتے ہیں۔ جن کے ساتھ ہمارے معاملات کی ایک جذباتی سطح ہوتی ہے جو اتنی بلند نہیں ہوتی ہم اپنے جذبات کو کتنا ہی پاک صاف کر لیں ہم محبوب کی جسمانیت کے تصور سے باہر نہیں آسکتے۔ اسی لئے توصیف زلف و رخسار اور قصیدۂ چشم و لب کے دائرے سے باہر نہیں آتے حسن کے ظاہری اور مجازی متعلقات ہمارے دامن گیر رہتے ہیں اور ہم سراپا نگاری تک کے جذباتی فریضے اور وظیفے ادا کرتے ہیں جب غزل کی یہی ہیئت ہماری نعت کا مدار بنتی ہے تو (مجھے نہایت دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے) ہمارے اکثر شعراء ترفع اور تقدس کی اس سطح تک نہیں پہنچتے جو ممدوحِ نعت سے منسوب و مخصوص ہے۔ بہت سی نعتیں ایسی نظر سے گزرتی ہیں کہ اگر ان میں آقا یا مولا یا سرکار کا لفظ نہ ہو تو وہ نری غزل ہی محسوس ہوتی ہیں۔

غالباً صبیح رحمانی اور ان جیسے ذکی الحس شعراء کے ذہن میں یہی بات ہوگی کہ انہوں نے غزلیہ ہیئت کے علاوہ آزاد نظم اور ہائیکو جیسی ہیئتوں کو اپنے شعری تجربوں کی آماجگاہ بنایا۔ غزل میں ردیف و قوافی کا التزام ایک مخصوص نظامِ فکر و فن کا تقاضا کرتا ہے عموماً ردیف اور قوافی جو مضمون سجھاتے ہیں وہی باندھنا پڑتا ہے اور آسان سی بات ہے کہ ردیف و قوافی کیونکہ غزل میں آئے ہیں اس لئے غزل کے لگے بندھے مضامین ہی کی نقل و تکرار یا پابندی ہوسکتی ہے ہماری یہ رائے کوئی کلیہ نہیں ہے بعض شعرائے نعت جو غزل کی ہیئت اختیار کرتے ہیں وہ ترفع جذبات و فکر و فن کی بلند سطحی کے اعتبار سے مستثنیات کا درجہ رکھتے ہیں اس بحث سے ہمارا مقصد محض اتنا ہے کہ جب کوئی نعت گو شاعر غزل کے دائرے سے باہر نکلتا ہے اور دوسری ہیئتیں اختیار کرتا ہے تو بہت حد تک اس کے ذہن میں غزل کا مخصوص مزاج اور خاص قیود و حدود ہوتے ہوں گے۔

صبیح رحمانی نے آزاد نظم اختیار کرنے اور ردیف و قوافی کے تلازمے سے کسی حد تک فارغ ہونے کے باوجود ان محاسن کو قائم رکھا ہے جنہیں ''شعریت'' کے لوازم کہا جاسکتا ہے۔ انہیں معلوم ہے کہ ہماری شعری روایت میں غنائیت کا ایک خاص مقام ہے۔ لفظوں کا حسن انتخاب اور شعر میں ان کی تنظیم، نیز بحور کا چناؤ اور مختلف مصرعوں کے اختصار و طوالت میں ایک خاص حسن توازن یہ ساری باتیں مل کر غنائی نظام قائم کرتی ہیں۔ اس کے لئے شاعر کہیں کہیں

آزاد نظم میں بھی مصرعوں کے درمیان ردیف و قوافی کا جمال رکھ دیتا ہے۔ صبیح رحمانی نے آزاد نظم کی ہیئت کے باوجود سپاٹ پن سے گریز کرتے ہوئے وہ تمام ساز و سامان مہیا کئے ہیں جنھوں نے ان کی تخلیقات کو شعریت اور غنائی نظام سے مجلّا کیا ہے ایک دو مثالیں بے محل نہ ہوں گی۔

حیات جن کی کتابِ ہستی کا ایک روشن تریں ورق ہے
اخوتوں کا، امانتوں کا، صداقتوں کا حسیں سبق ہے
نقوش سب جن کے جاوداں ہیں۔
حضور ہی ہیں

(ایک روشنی زمین سے آسمان تک)

نفرتوں کے گھنے جنگلوں میں شہا!
عہد حاضر کا انسان محصور ہے
مشعل علم و اخلاق سے دور ہے
کتنا مجبور ہے
اے نوید مسیحا
دعائے خلیل
روک دے نفرتوں کی جو یلغار کو
پختگی ایسی دیں میرے کردار کو
آپ کا لطف و رحمت تو مشہور ہے

(اے نوید مسیحا دعائے خلیل)

یہی خوبصورت اور خوب آفرینی ان کے ہائیکوز میں ہے انہوں نے ایک اور مختصر اور خوبصورت مترنم بحر میں یہ سہ مصرعی نظمیں کہیں اور بحر، خیال، زبان اور بیان کے بھرپور حسن سے انہیں مالا مال کیا ہے مثلاً

ا۔ مدینے میں
اور کہاں پر اُگتے ہیں
سورج سینے میں

(نعتیہ ہائیکو)

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 11

۲۔ اے ربِّ رحمان
صورت کے طالب ہیں ہم
بے چہرہ انسان

______ (حمدیہ ہائیکو)

صبیح رحمانی کا اسلوبِ نعت گوئی بہت تازہ، شگفتہ اور نیا ہے وہ جانتے ہیں کہ جب تک اپنی آواز اور اپنے لہجے میں بات نہ کہی جائے۔ شاعر زندہ نہیں رہ سکتا ہزاروں سال سے شاعری ہو رہی ہے۔ موضوعات اور مضامین کی کثرت میں نت نیا ذخیرہ اب کتنا ہے؟ اس لئے صرف لہجے کی انفرادیت اور آواز کا تشخص ہی کسی شاعر کو تاریخ ادب میں زندہ رکھ سکتا ہے اس لئے ذہین و بصیر شعراء پرانی باتوں کو لہجے کی تازگی اور انفرادیت دے کر ہی اپنا مقام متعین اور اپنی بقاء کو معتبر کرتے ہیں۔ صبیح رحمانی نے غزل، نظم، قطعہ اور ہائیکو کی فارم میں یہ کوشش جاری رکھی ہے کہ پرانی بات کو نئے رنگ اور نئے پیرایئے میں بیان کریں۔ اس کے لئے انہوں نے شعوری طور پر نئی ردیفیں اختیار کی ہیں اور ان ردیفوں میں جذب ہو جانے والے قوافی کی تلاش کی ہے۔ مثلاً روشنی لکھوں، نبی لکھوں ____ فضا اول سے آخر تک، عطا اول سے آخر تک ____

دربدری کا موسم، خوش نگہی کا موسم ____ کھل کر لکھیں، منظر لکھیں، ____
مجال میرے نبی، لازوال میرے نبی ____ پھول سب کے سب، رسول سب کے سب ____
کفِ پا کی روشنی، دیدۂ بینا کی روشنی ____ نقش پا دے دو ____ پتا دے دو
جوہر جاگ اٹھا، سمندر جاگ اٹھا۔ (وغیرہ)

ان کے اسلوب کی دوسری خوبی لفظوں کو نئے مفاہیم دینا اور خوبصورت لفظی تراکیب ایجاد کر کے نئی نئی کیفیات و مناظر کو وجود بخشنا ہے۔ یہ ایجاد وہی شاعر کر سکتا ہے جس میں سلامتی ذوق کے ساتھ ساتھ ایسی بصیرت بھی ہو جو زبان و بیان کی روایت اور اس کے آئندہ امکاناتِ ارتقاء پر نظر رکھتی ہو۔ چند تراکیب لفظی دیکھئے اور ان کی معنوی جہتوں کو نظر میں رکھیئے:

فصلِ نوا، کاسۂ فن، لوحِ عمل پر روشن رکھنا۔ جلوؤں کی دھنک اتارنا، دعاؤں کا شجر حصارِ جاں نوازی، لباسِ حرف، آبشارِ آگہی، حرا کے سوچتے لمحے، طاقِ جاں، نسبت کے چراغ، چٹانوں پر راز ہائے ہنر رقم کرنا الغرض اس خزینۂ حمد و نعت میں اس انداز کے بے شمار موتی

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 12

پڑے دمک رہے ہیں۔ صبیح رحمانی کے اسلوب میں عشق رسول کی دل گدازی، جذبے کا تقدس، خیال کا ترفع، زبان و بیاں کی شستگی اور شائستگی، نیز سیرت رسول کا تبلیغی رویہ مل کر روحانی کیفیت پیدا کرتا ہے۔

آیئے اب صبیح رحمانی کے موضوعات و مقاصد کا جائزہ لیں :

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کونین کے لئے رحمت ہیں۔ آپ سے پہلے انسانیت ضلالت و گمراہی کی زندگی گزار رہی تھی۔ نہ اپنے خدا سے آشنا، نہ اپنی ذات سے نہ اپنے مقاصد حیات سے۔ ظہور قدسی ہوا تو انسان خدا آشنا، خود آشنا، تہذیب و تمدن آشنا، علم آشنا، ادب و شعور آشنا ہوا۔ حضور علیہ السلام ازل سے ابد تک رہبرِ حیات و کائنات ہیں۔ آپ پیغامبر عمل ہیں رسول انقلاب ہیں۔ منبع و مصدر ہدایت ہیں ہم پر آپ کی محبت و اطاعت واجب ہے اب ہم نے آپ کے اتباع سے اپنا رشتہ کمزور کر لیا ہے اس لئے ہم مصائب و مسائل کا شکار ہیں۔ پوری امت آشوب میں مبتلا ہے جب ہم حضور کی جانب مراجعت کریں گے ہمارے سارے دکھ دور ہو جائیں گے۔ ہم غالب و کار آفریں ہوں گے صرف آپ کی امت ہی نہیں تمام انسانیت آپ کی محتاج رہنمائی ہے دنیا کا امن، آسودگی اور اطمینان آپ ہی کی اطاعت میں مضمر ہے۔

ان موضوعات کے سلسلے میں چند اشعار دیکھئے

نکل آئیں گے حل سب مسئلوں کے چند لمحوں میں
حیات مصطفیٰ کو سوچنا اول سے آخر تک

☆

تلخ گفتار کا ماحول بدلنے کے لئے
تذکرہ آپ کے اخلاق کا کھل کر لکھیں

☆

ازل بھی ان کا ابد بھی ان کا
سب آئینوں میں جھلک رہے ہیں

☆

صدی صدی کے چہرے پر
ان کی طلبِ تحریر ملی

☆

جہانِ مصلحت کوشاں میں ہوں میں
صداقت کو مرا معیار کر دیں

جو فرش تا عرش ارتقاء کی
تمام کڑیوں کے راز داں ہیں
حضور ہی ہیں

__________ (ایک روشنی زمین سے آسمان تک)

یہ دورِ جبر و ستم بہت جلد دور ہوگا
محبتوں کا ظہور ہوگا
کرم نبی کا ضرور ہوگا

__________ (دھوپ میں تلاشِ سائباں)

شکست و ریخت کی اس تیرگی میں
اک یہی امید کا روشن حوالہ ہے۔
کہ اس عہدِ قتال و جنگ میں
وہ خیر خواہوں کا امامِ اوّلیں و آخریں

ایک بار سب کو یاد آ جائے

__________ (انسانیت کے سب سے بڑے معمار)

ہے نفاق آج امت میں پھیلا ہوا
اور دشمن کی نظریں ہیں دیں کی طرف
رحمتوں کے ہیں طالب یہ بکھرے ہوئے
امتی یا نبی!
ہیں بلند آج دست دعا ہر طرف

__________ (زخموں کی قندیل اور روشنی کا لہو)

مارکس کے فلسفۂ جہد شکم سے ہم کو
کوئی مطلب ہی نہیں

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 13

کیا غرض ہم کو لینن نے دیا کیا پیغام
ہم فرائیڈ کے پجاری ہیں نہ ہیگل کے غلام
ہم تو یہ جانتے ہیں
امن وسکوں کی خاطر
صرف درکار ہے دنیا کو
محمد کا نظام

__________ (ایک عالمگیر نظام)

صبیح رحمانی کی نعتیں جہاں ایک طرف روایتی اور مروجہ نعت کے عطر سے اپنے دامن کو معطر کئے ہوئے ہیں۔ وہیں عصر حاضر کے تناظر کی خوش رنگی سے رنگین ہیں اور وہیں عہدِ آئندہ کے امکانات کی رعنائی کو اپنے فکر و اظہار میں سمیٹے ہوئے ہیں۔ آج نعت کو اپنے اسلوب روّیے اور موضوعات و مسائل کا کس طرح آئینہ دار ہونا چاہیے، اور مستقبل میں اس کے سفر کا رخ کن راہوں اور منزلوں کی جانب ہونا چاہیے۔ صبیح رحمانی کی نعت گوئی ان تمام کیفیات و مناظر کا مظہر نامہ ہے۔

☆☆☆

پیشوائی

حفیظ تائبؔ

پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور

صبیحؔ رحمانی جب نعتیں پڑھتے پڑھتے نعتیں کہنے لگے ہوں گے تو لوگوں کو کیا کیا حیرت نہ ہوئی ہوگی سچی بات تو یہ ہے کہ میں تو ابھی تک حیران ہوں کہ یہ نوجوان اتنی تھوڑی عمر میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و ادب سے کیسے آشنا ہوا۔ اس کے جذبے کن سعید فضاؤں میں پلتے رہے اور وہ اس قدر حرف شناس کیوں کر ہوا کہ اتنے ارفع جذبوں کو زبان دے سکے۔ وہ تو پوری معصومیت سے کہتا نظر آتا ہے؎

خدا ہی جانے ہمیں کیا خبر کہ کب سے ہے
جو اُن کے ذکر کا رشتہ ہمارے لب سے ہے

گویا نعت کی نعمت عظمیٰ ان کے دامن میں اس وقت ڈالی گئی تھی جب وہ سنِ شعور تک نہیں پہنچے تھے۔ پھر ان کی نیاز مندی کو خدا جانے کس کس بزرگ اور کس کس پیارے کی دعا لگی ہوگی کہ وہ بھرپور تخلیقی جوہر سے نوازے گئے۔ انہیں اس عطیہ خداوندی کو نکھارتے اور سنوارتے چلے جانے کی لگن بھی عطا ہوئی اور یہ ذوق وشوق سیّد کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توجہات کے بغیر پروان نہیں چڑھ سکتا۔

عجز وانکسار کی دولت اگر میسر ہو جائے تو نعت نگار کے بہت کام آتی ہے۔ صبیحؔ رحمانی کو اس دولت کا بہت سا حصہ ملا ہے اسی لئے وہ کہہ سکے ہیں ؎

کہاں ہم اور کہاں مدحتِ رسول صبیحؔ
اک ارتعاش سا قلب وجگر میں رکھتے ہیں

قلب وجگر کا یہ ارتعاش ہر ایک کا حصہ نہیں ہوتا اور اعلیٰ درجے کی نعت اسی ارتعاش سے رواں ہوتی ہے۔ صبیحؔ کو یہ ارتعاش مبارک ہو۔ وہ ساتھ ہی یہ خبر بھی دیتے ہیں ؎

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 14

زباں کو مدحت کی آرزو ہے
لہو میں نغمے مہک رہے ہیں
وہ ربِ صوت وصدا سے عرض گزار ہیں

ذکر اس نورِ مجسم کا ہے کرنا مقصود
مالکِ لوح و قلم تو مرے لفظوں کو اُجال

☆

قلم خوشبو کا ہو اور اس سے دل پر روشنی لکھوں
مجھے توفیق دے یارب کہ میں نعت نبی لکھوں

صبیحؔ رحمانی کی ایسی ایسی کئی خوبصورت تمنائیں نہایت وقیع ورفیع نعت کی ضامن ہیں جو ان کے کلام میں جابجا نظر آتی ہے۔ پھر یہ بات بھی نہایت خوش آئند ہے کہ ع

قلم کی پیاس بجھتی ہی نہیں مدحِ محمد میں

جادۂ رحمت کا نصف کے قریب نعتیہ کلام بہ پیرایۂ غزل ہے جبکہ باقی نصف مجموعہ پابند و آزاد نعتیہ نظموں پر مشتمل ہے دونوں حصے اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ صبیحؔ رحمانی غزل اور نظم کے مزاج اور تقاضوں کو اچھی طرح سمجھتا ہے اور وہ نعت کو اس رُتبہ سے کمتر کسی صورت نہیں دیکھنا چاہتا جس تک عام غزل اور نظم پہنچ چکی ہے۔ چنانچہ وہ قدرتِ کلام کو ندرت آشنا کر کے اپنی نعت کو عصر جدید کے اسالیب ورجحانات سے آراستہ کرتا چلا جاتا ہے اسے اپنا منفرد لب و لہجہ بنانے میں بھی بڑی نمایاں کامیابی ہوئی ہے۔

رسالت محمدیہ نے جو اثرات تاریخ عالم پر مرتب کئے وہ نعت کا نہایت اہم موضوع ہیں، ان حقائق کو جمالیاتی پیرائے میں بیان کرنا نعت نگار کا سب سے بڑا امتحان ہوتا ہے۔ اور صبیحؔ رحمانی کو اسی ہفت خواں کو پورے حسن کے ساتھ طے کرنے کی بدولت ہی سندِ کمال ملتی ہے۔ چند مثالیں :

اُتارے جسم و جاں پر اس نے موسم شادمانی کے
بدل دی شہرِ ہستی کی فضا اول سے آخر تک

☆

جگائے علم کے سورج سکھائی لفظ کی حرمت
کئے وا آگہی کے سارے در آہستہ آہستہ

☆

فرش پر عرش کے حالات سنائے ہم کو
ان کے آنے سے گیا بے خبری کا موسم

صبیح رحمانی فیوض رسالت کو ازل سے ابد تک پھیلا ہوا دیکھتے ہیں اور ذاتی حوالوں سے بتاتے ہیں کہ کس کس طرح لوگ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مستفید ہو رہے ہیں ۔

ان کی نسبت سے دعاؤں کا شجر سبز ہوا
ورنہ ٹلتا ہی نہ تھا بے ثمری کا موسم

☆

خواب روشن ہوگئے مہکا بصیرت کا گلاب
جب کھلا شاخ نظر پر ان کی رویت کا گلاب

☆

ازل بھی ان کا ابد بھی ان کا
سب آئینوں میں جھلک رہے ہیں

صبیح رحمانی کی محبت و سرشاری میں ڈوبی ہوئی نعت روح عصر سے بیگانہ نہیں حصۂ نظم میں روح عصر بہت نمایاں ہے، جبکہ غزلیہ نعتوں میں اس کے بلیغ اشارے ملتے ہیں ۔

اس عہدِ جبر میں ہر سو محبت کی اذاں گونجے
ہمیں ایسی دعا پھر اے حبیبِ کبریا دے دے

☆

نورِ سرکار دو عالم کو پکارا میں نے
جب اندھیروں کے قدم وادیٔ جاں تک پہنچے

حاضری وحضوری کی تمنا اور کیفیات نعت کا بڑا موضوع ہیں۔ صبیح رحمانی کی نعتوں میں بھی یہ موضوع پوری دلآویزی کے ساتھ بیان ہوا ہے حالانکہ وہ ابھی فیضابِ حاضری نہیں ہوئے البتہ ان کے جذبات بتاتے ہیں کہ باب حضوری وا ہونے ہی والا ہے ۔

حضور ایسا کوئی انتظام ہو جائے
سلام کے لئے حاضر غلام ہو جائے

☆

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 15

جو اہل دل ہیں مدینے کی سمت جاتے ہوئے
متاع نعت بھی زادِ سفر میں رکھتے ہیں

☆

ختم ہونے ہی کو ہے دربدری کا موسم
جلد دیکھوں گا میں شہر نبوی کا موسم

☆

زباں کو تابِ گویائی نہیں رہتی مدینے میں
صدا دیتی ہے لیکن چشم تر آہستہ آہستہ

نظموں کا کینوس نسبتاً وسیع ہے ان میں اُمّتیانِ مصطفیٰ کے تمام تر مسائل چھیڑے گئے ہیں اور صحن اقصیٰ سے دہلیز کشمیر تک ہونے والے مظالم کے حوالے سے رحمت طلب کی گئی ہے نفاق امت کا اعتراف بھی کیا گیا ہے انسان کے ذاتی و اخلاقی آشوب کی گونج بھی ان نظموں میں سنی جا سکتی ہے۔ صراطِ خیر کی آرزو ان نظموں کے بین السطور میں تو ہر کہیں ملتی ہے لیکن کہیں کہیں یہ تمنا بہت واضح ہوگئی ہے۔

میں اپنی علالت کے باعث اس حسین وجمیل نعتیہ مجموعہ کے ساتھ انصاف نہیں کر سکا۔ لیکن اس کے مطالعے سے میں اس نتیجہ تک ضرور پہنچا ہوں کہ جادۂ رحمت ہمارے نعتیہ ادب میں ایک جہت نما اضافہ ہے اور اہل ادب کو اسے دل میں جگہ دینی چاہیے۔

☆☆☆

☆

شکریہ رسمی سی بات ہے
لیکن
اعترافِ خلوص بھی تو کوئی چیز ہے
ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق، ڈاکٹر ابوالخیر کشفی، تابش دہلوی،
محشر بدایونی، حافظ لدھیانوی، حنیف اسعدی، حفیظ تائب،
عاصی کرنالی، ریاض مجید، سحر انصاری، شبنم رومانی،
جاذب قریشی،
اور پھر
وہ تمام احباب جنہوں نے ''جادۂ رحمت'' کی اشاعت
میں مجھے اپنے تعاون اور خلوص سے نوازا
خلوص و محبت کے یہ چراغ
نعت کے جادۂ رحمت پر میرے رہنما بھی ہیں اور ہمسفر بھی۔

خدا ان چراغوں کو سورج کے برف بننے
تک روشن رکھے۔ آمین!

صبیحؔ رحمانی

۱۲/ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 16

جادۂ رحمت

اُفق پہ ذہن کے روشن ہے ماہِ عالم تاب
برس رہا ہے مری روح پر سحابِ کرم
ثنائے سرورِ دیں کے لیے ہوں وقف صبیحؔ
خوشا کہ جادۂ رحمت پہ گامزن ہے قلم

(حمدیہ آزاد نظم)

پہچان

فصیل پر ہیں ہوا کی روشن چراغ جس کے
سیاہ راتوں میں جس نے روشن شجر کیے ہیں
وہ جس نے موجوں کو تیشہ اندازیاں سکھا کر
رقم چٹانوں پہ رازہائے ہنر کیے ہیں
وہ جس کی رحمت نے دشت کے دشت
سبزۂ گُل سے بھر دیے ہیں
وہ جس کی مدحت میں حرف و آواز گنگنائیں
خموشیاں جس کے گیت گائیں
وہ جس کے جلوے افق افق ہیں
وہ جس کی کرنیں شفق شفق ہیں
ازل سے پہلے
ابد سے آگے
اُسی کو ہر اختیار حاصل
اُسی کو عزّ و وقار حاصل
وہ ایک مالک
اُسی کا سب ہے
وہ تو ربّ ہے

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 17

حمد باری تعالیٰ

حوصلہ دے فکر کو اور بارشِ فیضان کر
ہے ثناء تیری بہت مشکل اِسے آسان کر

رفتہ رفتہ کھول مجھ پر رازہائے جسم و جاں
دھیرے دھیرے مجھ پہ ظاہر تو مری پہچان کر

زیست کے تپتے ہوئے صحرا میں ہوں اس سے نکال
میرے سر پر بیکراں رحمت کی چادر تان کر

کفر آلود فضاء میں سانس لینا ہے محال
پھر سے اس گم کردہ رہ کو صاحبِ ایمان کر

ختم ہو جائے بساطِ خاک کا سب شور و شر
بے سکونی کو عطاء پھر حسنِ اطمینان کر!

خیمۂ شب سے یہی آواز آتی ہے صبیحؔ
حمد لکھ اور اس طرح بخشش کا کچھ سامان کر

حمد باری تعالیٰ

کر رہے ہیں تیری ثناء خوانی
سوچتی دھرتی بولتا پانی

تُو ہے آئینہ ازل یا ربّ
اور میں ہوں اَبد کی حیرانی

تیرے جلوؤں کے دم سے لیل و نہار
تیرے سورج کی سب درخشانی

گونجتا ہے ثناء کے نغموں سے
گنبدِ جاں ہے میرا نورانی

پار ہوتی نہیں مرے مولا
درد کی سرحدیں ہیں طولانی

تجھ سے بخشش کا ہے تمنائی
تیرا بندہ صبیحؔ رحمانی

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 18

حمدیہ ہائیکو

کیا تیرا عرفان
ہم کو نہیں ہے خود مولا
اپنی بھی پہچان

☆

اے ربِّ رحمٰن
صورت کے طالب ہیں ہم
بے چہرہ انسان

سوالی

علم کے شہر ہوں در پر حاضر
آرزو سب سے جدا لایا ہوں
بھیک تاثیر کی مجھ کو مل جائے
کاسۂ حرف و نوا لایا ہوں

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 19

اُجالے کیوں نہ ہوں دیوار و در میں
میں ذکرِ مصطفیٰ کرتا ہوں گھر میں

صلی اللہ علیہ وسلم

کوئی مثل مصطفیٰ کا کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا
کسی اور کا یہ رُتبہ کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا

انہیں خلق کر کے نازاں ہوا خود ہی دست قدرت
کوئی شاہکار ایسا کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا

کسی وہم نے صدا دی کوئی آپ کا مماثل
تو یقیں پکار اُٹھا کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا

مرے طاقِ جاں میں نسبت کے چراغ جل رہے ہیں
مجھے خوف تیرگی کا کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا

مرے دامن طلب کو ہے انہی کے در سے نسبت
کہیں اور سے یہ رشتہ کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا

میں ہوں وقفِ نعت گوئی کسی اور کا قصیدہ
مری شاعری کا حصہ کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا

سرِ حشر ان کی رحمت کا صبیحؔ میں ہوں طالب
مجھے کچھ عمل کا دعویٰ کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 20

صلی اللہ علیہ وسلم

مٹا دل سے غمِ زادِ سفر آہستہ آہستہ
تصوّر میں چلا طیبہ نگر آہستہ آہستہ

زباں کو تابِ گویائی نہیں رہتی مدینے میں
صدا دیتی ہے لیکن چشمِ تر آہستہ آہستہ

اُتاری روح کی بستی میں جلووں کی دھنک اس نے
شکستِ شب پہ ہو جیسے سحر آہستہ آہستہ

جگائے علم کے سورج سکھائی لفظ کی حرمت
کیے وا آگہی کے سارے در آہستہ آہستہ

محبت کا سلیقہ دے دیا وحشی قبائل کو
مٹا صدیوں کی رنجش کا اثر، آہستہ آہستہ

صبیحؔ اُن کی ثناء اور تو کہ جیسے برف کی کشتی
کرے سورج کی جانب طے سفر، آہستہ آہستہ

صلی اللہ علیہ وسلم

قلم خوشبو کا ہو اور اس سے دل پر روشنی لکھوں
مجھے توفیق دے یارب کہ میں نعت نبی لکھوں

لباسِ حرف میں ڈھالوں میں کردارِ حَسیں اُن کا
امیں لکھوں ، اَماں لکھوں، غنی لکھوں سخی لکھوں

حرا کے سوچتے لمحوں کو زندہ ساعتیں لکھ کر
صفا کی گفتگو کو آبشارِ آگہی لکھوں

تمنا ہے کہ ہو وہ نامِ نامی آپ کا آقا!
میں جو لفظ آخری بولوں میں جو لفظ آخری لکھوں

قلم کی پیاس بجھتی ہی نہیں مدح محمد میں
میں کن لفظوں میں اپنا اعترافِ تشنگی لکھوں

جبینِ وقت پر حسّانؔ و جامیؔ کی طرح چمکوں
صبیحؔ اُن کی غلامی کو متاعِ زندگی لکھوں

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 21

صلی اللہ علیہ وسلم

لکھوں مدح پاک میں آپ کی مری کیا مجال مرے نبی
نہ مزاجِ حرف کی آگہی نہ ہوں خوش مقال مرے نبی

مجھے اپنے رنگ میں رنگ دیں مرے دل کو اپنی اُمنگ دیں
ہو عطا وہ لذتِ سوزِ جاں جو ہو لازوال مرے نبی!

میں نواحِ شب میں بھٹک گیا نئے سُورجوں کی تلاش میں
کوئی روشنی کہ بدل سکے مری شب کا حال مرے نبی

کہیں نفرتیں کہیں رنجشیں کہیں خاک و خون کی بارشیں
مرے عہد میں ہے عجیب رنگ کا اشتعال مرے نبی

مری زندگی کی کتاب میں سبھی حرف نعت کے حرف ہوں
اسی ذکر و فکر میں ہوں بسر مرے ماہ و سال مرے نبی

جہاں شاخِ نعت لہکتی ہے جہاں کائنات مہکتی ہے
کوئی نعت ہو اسی شہر میں ہے یہی سوال مرے نبی

لکھے حرفِ زندہ بھی نعت میں ہے صبیحؔ کی یہی آرزو
کوئی ایسی طرزِ سخن ملے پئے عرضِ حال مرے نبی

صلی اللہ علیہ وسلم

تھے عالی مرتبہ سب انبیاء اوّل سے آخر تک
مگر سرکار سا کوئی نہ تھا اوّل سے آخر تک

نکل آئیں گے حل سب مسئلوں کے چند لمحوں میں
حیاتِ مصطفےٰ کو سوچنا اوّل سے آخر تک

اُتارے جسم و جاں پر سارے موسم شادمانی کے
بدل دی شہرِ ہستی کی فضا اوّل سے آخر تک

جنہیں اُمی لقب کہہ کر زمانہ یاد کرتا ہے!
وہی ہیں حاملِ علمِ خدا اوّل سے آخر تک

فرشتوں نے مری لوحِ عمل پر روشنی رکھ دی
ثناء خوانِ محمد لکھ دیا اوّل سے آخر تک

ملی ہے کاسۂ فن کو مرے خیرات طیبہ سے
مرا دیوان ہے اُن کی عطا اوّل سے آخر تک

بہارِ نعت سے باغِ سخن لہکا صبیحؔ ایسا
تر و تازہ رہی فصلِ نوا اوّل سے آخر تک

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 22

صلی اللہ علیہ وسلم

منزلِ قربِ خدا میں وہ وہاں تک پہنچے
فاصلے گھٹ کے جہاں دو ہی کماں تک پہنچے

نورِ سرکارِ دو عالم کو پکارا میں نے
جب اندھیروں کے قدم وادیٔ جاں تک پہنچے

کاسۂ جاں کو اُجالوں سے وہ بھر کر لوٹے
جو گدا اُن کے درِ فیض رساں تک پہنچے

روشنی گنبدِ خضرا کی ملی جنّت میں
شہرِ طیبہ ترے انوار کہاں تک پہنچے

پا شکستہ ہے غلام اور سفر ہے دشوار
ہو کرم آپ کا تو شہرِ اماں تک پہنچے

ایک اک گام پہ روشن کرو مدحت کے چراغ
نعت کی روشنی پھیلاؤ جہاں تک پہنچے

جب بھی آیا صبیحؔ اسمِ محمد لب پر
قافلے حرف کے معراجِ بیاں تک پہنچے

صلی اللہ علیہ وسلم

ختم ہونے ہی کو ہے در بدری کا موسم
جلد دیکھوں گا میں شہرِ نبوی کا موسم

فرش پر عرش کے حالات سنائے ہم کو
اُن کے آنے سے گیا بے خبری کا موسم

آپ نے آکے بتائے ہیں بصیرت کے رموز
آپ سے سب کو ملا خوش نگہی کا موسم

اُن کی نسبت سے دُعاؤں کا شجر سبز ہوا
ورنہ ٹلتا ہی نہ تھا بے ثمری کا موسم

گنبدِ سبز کو چوما تو نظر نے پایا......!
حق شناسی کا ثمر دیدہ وری کا موسم

تنگ دامانی پہ شرمندہ ہوں اپنی ہی صبیحؔ
دَین میں اُن کی کہاں ورنہ کمی کا موسم

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 23

صلی اللہ علیہ وسلم

وصف لکھنا حضورِ انور کا
ہے تقاضہ یہ مرے اندر کا

وہ ہیں آئینۂ جمال ایسا
عکس ہے جس میں آئینہ گر کا

آپ کا جو نہیں، ہمارا نہیں
ہے یہ اعلان ربِّ اکبر کا

دشمنوں کی زباں تک پہنچا
تذکرہ ان کے خُلقِ اطہر کا

جس میں ان کی ثناء کے دیپ جلیں
ہیں اُجالے مقدر اس گھر کا

میرے طاق دعا میں ہے روشن
اک چراغ اسمِ پاک سرور کا

بخش دے جو سوال سے پہلے
ہوں گدا اس درِ مخیّر کا

گُل نظارہ صحن جاں میں کِھلے
دیکھ لوں میں بھی در پیمبر کا

کون ہے اے صبیحؔ اُن کا مثیل
ہے تصوّر محال ہمسر کا

صلی اللہ علیہ وسلم

خاک کو عظمت ملی سورج کا جوہر جاگ اُٹھا
آپ کیا آئے کہ ہستی کا مقدر جاگ اُٹھا

تیرگی سے خوف کھا کر جب پکارا آپ کو!
جسم و جاں میں روشنی کا اک سمندر جاگ اُٹھا

جب ہوئی ان کی صداقت کو شہادت کی طلب
ہاتھ میں بوجہل کے ہر ایک کنکر جاگ اُٹھا

رو کے سویا ہی تھا میں یادِ پیمبر میں ابھی
چشمِ تر میں گنبدِ خضرا کا منظر جاگ اُٹھا

جب ہوا درپیش مدحِ مصطفیٰ کا معرکہ
ذہن کے میدان میں لفظوں کا لشکر جاگ اُٹھا

منزلِ احساس کی راہیں منوّر ہو گئیں
سوچ کے آئینے میں اِک نور پیکر جاگ اُٹھا

قافلے جب بھی مدینے کے نظر آئے صبیحؔ
قلب مضطر کسمسایا دیدۂ تر جاگ اُٹھا

صلی اللہ علیہ وسلم

اشکوں کی چادر چہرے پر آنکھوں میں گنبد عالی ہے
خوابوں کا نگر آباد رہے خوابوں میں سنہری جالی ہے

رحمت کے رنگ انوکھے ہیں بخشش کی شان نرالی ہے
اُس در کی عطائیں کیا کہنا جس در پر وقت سوالی ہے

محشر کے جلتے لمحوں کا خوف اور مسلماں ہو کے ہمیں؟
اشکوں سے نبی نے اُمت کی ہر فردِ عمل دھو ڈالی ہے

صحرا کوئی راہ میں آ نہ سکا کوئی آندھی چھو کر جا نہ سکی
اس نام کی برکت سے زندہ آوازِ اذانِ بلالی ہے

اس ابرِ کرم کا طالب ہوں جو گلشن جاں سیراب کرے
میں ایک شجر ہوں ایسا شہا جو برگ و ثمر سے خالی ہے

ہے جسم و جاں کا ہر گوشہ روشن مہکا مہکا
لگتا ہے کہ قرطاسِ دل پر کوئی نعت اُترنے والی ہے

بے پوچھے فرشتے لوٹیں گے یہ کہہ کہ لحد سے میری صبیحؔ
یہ جسم مدینے والا ہے یہ روح مدینے والی ہے

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 24

ﷺ

خدا ہی جانے ہمیں کیا خبر کہ کب سے ہے
جو اُن کے ذکر کا رشتہ ہمارے لب سے ہے

نہ اُن سے پہلے کوئی تھا نہ اُن کے بعد کوئی
جُدا جہاں میں نبی کا مقام سب سے ہے

ہو دل کا نور، نگاہوں کا نور، علم کا نور
ہر ایک نور کو نسبت مہِ عرب سے ہے

مری پکار درِ سیّدالوریٰ تک ہے
مرا سوال اُسی شاہِ خوش لقب سے ہے

نگاہِ بندہ نوازی تجھے درود و سلام
کہ تیرا لطف زیادہ مری طلب سے ہے

صبیحؔ کو بھی اجازت ہو باریابی کی
حضور آپ سے یہ التماس ادب سے ہے

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 25

ﷺ

نظر کے ریگزاروں کو متاعِ نقش پا دے دو
میں ہوں تاریک راہوں میں اُجالوں کا پتا دے دو

اس عہد جبر میں ہر سُو محبت کی اذاں گونجے
ہمیں ایسی دعا پھر اے حبیب کبریا دے دو

جہالت کے اندھیروں کی فصیلیں جس سے گر جائیں
مرے ہاتھوں کو ایسا عِلم کا روشن دیا دے دو

پھرے ہیں در بدر اے رحمت عالم کرم کردو
سمیٹو قرب کی چادر میں قدموں میں جگہ دے دو

سنا ہے دامن عصیاں کو دھو دیتے ہیں آنسو بھی
مری آنکھوں کو بھی اک چشمۂ آبِ بقا دے دو

وہ جس پہ چل کے طرز حضرتِ حسّان ملتی ہے
مرے لفظوں کو ایسی شاہراہِ ارتقاء دے دو

لکھے سب پھول جیسے لفظ سوچے چاند سے مضموں
صبیحِؔ نعت گو کو نعت کا لہجہ نیا دے دو

نظر آتے ہیں پھول سب کے سب
حرفِ نعتِ رسول سب کے سب

ان کی تقلید کر کے سیکھے ہیں!
رہبری کے اُصول سب کے سب

آپ کے فلسفے کے بعد حضور
فلسفے ہیں فضول سب کے سب

اُن کے آنے سے پہلے اہل عرب
تھے ظلوم و جہول سب کے سب

مہر و ماہ و نجوم و کاہکشاں!
پائے اقدس کی دھول سب کے سب

مقتدی تھے امام اقصیٰ کے
انبیاء و رسول سب کے سب

شعر جو نعت کے کہے ہیں صبیحؔ
کاش وہ ہوں قبول سب کے سب

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 26

خواب روشن ہو گئے مہکا بصیرت کا گلاب
جب کھلا شاخِ نظر پر اُن کی رویت کا گلاب

گفتگو خوشبو کے لہجے میں سکھائی آپ نے
خارِ نفرت چن لیے دے کر محبت کا گلاب

خُلق کی خوشبو تمام اَدوار میں رچ بس گئی!
باغِ ہستی میں کھلا یوں ان کی شفقت کا گلاب

زیست کے تپتے ہوئے صحرا میں ہے وجہِ سکوں
اُن کی یاد، اُن کی تمنّا اُن کی سیرت کا گلاب

ہر صدی ہر عہد کے گلشن کو اُن کی آرزو!
ہر زمانے میں کھلا ہے اُن کی چاہت کا گلاب

عطر آسودہ فضائیں کیوں نہ ہوں اس شہر کی
خاکِ طیبہ کا ہر اِک ذرّہ ہے جنت کا گلاب

نعت لکھتا ہوں صبیحؔ اُن کی عطا کے سائے میں
ہے بیاضِ نعت کا ہر شعر رحمت کا گلاب

صلی اللہ علیہ وسلم

کرم کے راز کو علم و خبر میں رکھتے ہیں
جو لوگ گنبدِ خضرا نظر میں رکھتے ہیں

جنونِ عشقِ محمد جو سر میں رکھتے ہیں
عجب مقام جہانِ ہنر میں رکھتے ہیں

نبی کے نام کی نسبت سے ہم سے عاصی بھی
دُعائیں اپنی حدودِ اثر میں رکھتے ہیں

خدا شناسی کی منزل میں پیروانِ رسول
چراغِ علم و عمل رہگذر میں رکھتے ہیں

جو اہلِ دل ہیں مدینے کی سمت جاتے ہوئے
متاعِ نعت بھی زادِ سفر میں رکھتے ہیں

کہاں ہم اور کہاں مدحتِ رسول صبیحؔ
اِک ارتعاش سا قلب و جگر میں رکھتے ہیں

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 27

صلی اللہ علیہ وسلم

جب بھی ہم تذکرۂ شہرِ پیمبر لکھیں
اُس کو بالائے زمیں خلد کا منظر لکھیں

گفتگو یاد کریں کھول کے قرآنِ حکیم
پھر انہیں لفظ و معانی کا سمندر لکھیں

تلخ گفتار کا ماحول بدلنے کے لیے
تذکرہ آپ کے اخلاق کا کُھل کر لکھیں

آؤ آرام گہہِ شہ کی بنائیں تصویر
ہاتھ کا تکیہ لکھیں خاک کا بستر لکھیں

ہوگا الفاظ کی صورت میں نزولِ رحمت
ان کی مدحت کو جو ہم اپنا مقدر لکھیں

بس یہ اعزاز ہی کافی ہے شفاعت کو صبیحؔ
خود کو ہم پیروِ حسّانِ سخن ور لکھیں

صلی اللہ علیہ وسلم

منزل کا رہنما ہے نشاں راستی کا ہے
ہر نقش پا نبی کا دیا رہبری کا ہے

وہ شہر علم و فضل وہ معراجِ فکر و فہم
محور اسی کی ذات ہر اک آگہی کا ہے

انسانیت کا اوج ہے معراجِ مصطفےٰ
یہ روشنی کی سمت سفر روشنی کا ہے

دل میں بسی ہے کیفِ حضوری کی آرزو
مدت سے منتظر یہ گدا حاضری کا ہے

کاسے میں میرے حرف شفاعت کو ڈال دیں
سرکار یہ سوال ہر اک اُمتی کا ہے

جلنے لگے ہیں میری نوا میں چراغ سے
جب سے لبوں پہ اسم گرامی نبی کا ہے

صد شکر اے صبیحؔ کہ توصیفِ مصطفےٰ
عنواں مرے ادب کا مری شاعری کا ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

کب چھڑایا نہیں ہم کو غم سے کب مصیبت کو ٹالا نہیں ہے
کب کڑی دھوپ میں مصطفےٰ نے سایہ کملی کا ڈالا نہیں ہے

ان کی رحمت کا کیا ہے ٹھکانا دیکھ لے سوئے طائف زمانہ
موسم سنگ باری میں لب پر کیا دُعا کا اُجالا نہیں ہے

لاج رکھی گئی ہر صدا کی دل نوازی ہوئی ہر گدا کی
ہے سخی اُن کا دربار ایسا کسی سائل کو ٹالا نہیں ہے

گونج ان کی ثناء کی رہی ہے، ہر نبی نے خبر ان کی دی ہے
کوئی ایسا صحیفہ نہیں ہے جس میں ان کا حوالہ نہیں ہے

لڑکھڑاتا ہوا جب چلا ہوں بھیڑ نے راستہ دے دیا ہے
راہِ ہستی میں ان کے کرم نے کس جگہ پر سنبھالا نہیں ہے

ہے جہاں بھی حکومت خدا کی رحمتیں ہیں وہیں مصطفیٰ کی
سارے عالم ہیں چشم کرم میں کس جگہ کملی والا نہیں ہے

اُن کی مدحت پہ مامور ہوں میں، غیر کی مدح سے دور ہوں میں
فکر و فن کو صبیحؔ اپنے میں نے کبھی غزلوں میں ڈھالا نہیں ہے

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 28

مرجان نہ یاقوت نہ لعلِ یمنی مانگ
اللہ سے جذبات اویسِ قرنی مانگ

محشر کی تمازت سے نجات آج ہی پالے
اس گیسوئے رحمت کی ذرا چھاؤں گھنی مانگ

اس سے بڑی نعمت نہیں کونین میں کوئی
سرکار سے سرکار کی بس ہم وطنی مانگ

گُم سُم تھا درِ شہ پہ کہا آکے کسی نے
قسمت سے یہ موقع ملا قسمت کے دھنی مانگ

مانگے گا تو جتنا بھی سوا پائے گا اس سے
دنیا میں ہے بس اک یہی دربار غنی مانگ

واللہ کہ ہر نعمتِ کونین ملے گی
تو صدقہ سرکارِ حُسینی حَسنی مانگ

لطف اور بھی آئے گا صبیحؔ اُن کی ثنا کا
حسّان سے حسّان کی شیریں سخنی مانگ

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 29

وہ قافلے کب بھٹک رہے ہیں
جو سبز گنبد کو تک رہے ہیں

ازل بھی اُن کا اَبد بھی اُن کا
سب آئینوں میں جھلک رہے ہیں

تمام اسمِ گرامی اُن کے
بساطِ جاں پر چمک رہے ہیں

وہ سوزِ عشق نبی ہے دل میں
ہزار الاؤ دھک رہے ہیں

قدم اُٹھے ہیں سوئے مدینہ
تمام رَستے مہک رہے ہیں

زباں کو مدحت کی آرزو ہے
لہو میں نغمے ہمک رہے ہیں

صبیحؔ کیسے ادا ہو مدحت
حروف لب پر اٹک رہے ہیں

صلی اللہ علیہ وسلم

شب غم میں سحر بیدار کر دیں
کرم کی اِک نظر سرکار کر دیں

رواں ہیں کشتیاں سوئے مدینہ
بھنور سے میرا بیڑا پار کر دیں

حصارِ جاں نوازی میں بُلا لیں
مقدر سایۂ دیوار کر دیں

رہیں میرے افق پر چاند بن کر
منوّر عالمِ افکار کر دیں

زیاں کے اس مسافر کو بھی آقا
صراطِ خیر کا رہوار کر دیں

جہانِ مصلحت کوشاں میں ہوں میں
صداقت کو مرا معیار کر دیں

مرے آقا، صبیحؔ بے ہنر کو
عطا کچھ نعتیہ اشعار کر دیں

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 30

صلی اللہ علیہ وسلم

عصیاں سے تطہیر ملی
آپ آئے توقیر ملی

ٹوٹا گمراہی کا فسوں
وحدت کو تکبیر ملی

صدی صدی کے چہرے پر
ان کی طلب تحریر ملی

قول و عمل سے آقا کے
قرآں کی تفسیر ملی

طیبہ کے ہر راہی سے
ہنس کے گلے تقدیر ملی

دھڑکن دھڑکن نعت نبی
نفس نفس تنویر ملی

کاسۂ فکر و فن کو مرے
مدحت کی جاگیر ملی

جو اُن کا ہے اُس کو صبیحؔ
شہرتِ عالمگیر ملی

تصویرِ جمال

رُوح سُورج کی طرح جسم اُجالے کی مثال
کیسے الفاظ میں ڈھالوں میں وہ تصویرِ جمال
ذکر اس نورِ مجسم کا ہے کرنا مقصود
مالکِ لوح و قلم تو مرے لفظوں کو اُجال

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 31

اسمِ محمد

باعث کون و مکاں زینتِ قرآں یہ نام
ابرِ رحمت ہے جو کونین پہ چھا جاتا ہے
دردمندوں کے لیے درد کا درماں یہ نام
لوحِ جاں پر بھی یہی نقش نظر آتا ہے

اک یہی نام تو ہے وجہِ سکوں وجہِ قرار
اک یہی نام کہ جلتے ہوئے موسم میں اماں
ہے اسی نام کی تسبیح فرشتوں کا شعار
فخر کرتی ہے اسی نام پہ نسلِ انساں

ہے یہی نام تو میری شب یلدا کی سحر
جسم و جاں میں جو چراغاں ہے اسی نام کا ہے
بس اسی نام کی خوشبو ہے مرے ہونٹوں پر
بس یہی نام دو عالم میں بڑے کام کا ہے

عطر آسودہ فضا اور فضاؤں میں درود
خوشبوئے اسمِ محمد کی حدیں لامحدود

(سانیٹ)

دُعا کا آسمان

وہ آسمانِ دُعا کہ جس پر
تمام عمروں تمام نسلوں کا سُکھ لکھا ہے
وہ جس میں ہم اپنی سب تمنّاؤں اور جذبوں کو وسعتیں دے رہے ہیں
سرشار ہو رہے ہیں
وہ ایک شہرِ جزا کہ جس میں
ہمارے آنسو
(خوشی کے آنسو)
چراغ بننے کے منتظر ہیں
وہ آسمانِ دُعا ہے کس کا
وہ ایک شہرِ جزا ہے کس کا
مرے نبی کا
مرے نبی کا

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 32

اک عالمگیر نظام

مارکس کے فلسفۂ جہدِ شکم سے ہم کو
کوئی مطلب ہی نہیں
کیا غرض ہم کو کہ لینن نے دیا کیا پیغام
ہم فرائڈ کے پجاری ہیں نہ ہیگل کے غلام
ہم تو یہ جانتے ہیں
امن و سکوں کی خاطر
صرف درکار ہے دُنیا کو
محمدؐ کا نظام

دُھوپ میں تلاشِ سائباں

مجھے یقیں ہے
وہ سن رہے ہیں نگاہِ خاموش کی صدائیں
دُکھوں سے بوجھل مری نوائیں
وہ جانتے ہیں
ہزارہا درد وغم کی شمعیں
فسردہ سینوں میں جل رہی ہیں
یہ جسم و جاں جو شکست خوردہ ہیں سوچتے ہیں
غم والم کی جو دھوپ پھیلی ہوئی ہے اس میں
کرم کے بادل سروں پہ اک سائباں بنانے
دیارِ رحمت سے کیوں نہیں اُٹھ سکے ابھی تک
مجھے یقیں ہے
اور اس یقیں پر حیاتِ امروز کا تسلسل
حیاتِ فردا کی خوش دلی کی طرف رواں ہے
یہ دورِ جبر و ستم بہت جلد دُور ہوگا
محبتوں کا ظہور ہوگا
کرم نبی کا ضرور ہوگا

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 33

وحشی لمحوں کی معزولی

سرد ہوا نفرت کا جہنم کِھلے پیار کے پھول
وہ آئے تو وحشی لمحے سب ٹھہرے معزول
خیر صفات رُسول
وہ جو چلے تو سب نے دیکھا عرش کو حرفِ سلام
ان سے پہلے کب کوئی بندہ تھا قوسین مقام
اُن کی عظمت کے آگے ہیں سب کی انائیں دُھول
خیر صفات رُسول
اُن سے پہلے کس نے دیکھے رحمت کے یہ رنگ
لب پہ دُعاؤں کی خوشبو ہے جسم پہ بارشِ سنگ
راہ میں کانٹے بچھانے والے پائیں دُعا کے پھول
خیر صفات رُسول
اُن سے حسن خُلق عبارت وہ ہی نورِ سُبل
خیر کا مرجع، رحم کا پیماں، یعنی ختمِ رُسل
عفو، محبت اور سچائی جن کے خاص اُصول
خیر صفات رُسول

حُسنِ عمل کی بات نہیں ہے یہ ہے کرم کی بات
حرف صدائیں دیتے ہیں جب لکھتا ہوں میں نعت
لکھواتے ہیں مجھ سے مدحت ہوتی ہے مقبول
خیر صفات رُسول

ایک روشنی زمین سے آسمان تک

حضور ہی ہیں
چراغِ راہ ہدایت ایسے
کہ جو ازل سے ابد تلک زندگی کے
تمام تر قافلوں کی ہر آن رہنمائی کو ضوفشاں ہیں
حضور ہی ہیں
وفا کا وہ ماہتاب جس کی شفیق کرنوں میں
چہرہ جور و جفا ہرگز نکھر نہ پایا
اِک آفتابِ نبوت ایسا کہ بعد جس کے
کوئی بھی ایسا اُبھر نہ پایا
وہ جن سے صحنِ زمیں ہے روشن
وہ جن کے دستِ کرم کا پرتوَ یہ آسماں ہیں
حضور ہی ہیں
وہ ایک اُمّی نبی جنھوں نے کتاب کوئی پڑھی نہیں تھی
مگر وہ اسرار جانتے تھے
ازل سے تا ابد وہ سارے نظام و ادوار جانتے تھے
وہ جن کی تعلیم عدل و اخلاق و آگہی سے

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 34

ہزاروں عالمِ عظیم تر مرتبے کو پہنچے
وہ جن کو تعلیمِ ربّ ملی ہے
جو فرش تا عرش ارتقاء کی
تمام کڑیوں کے راز داں ہیں
حضور ہی ہیں
وہ جن کی آمد سے پھیلی نورِ یقیں کی کرنیں
جہاں سے رُخصت ہوئے اندھیرے
جہالت و گمرہی سے سب نے نجات پائی
جو علم و حکمت کا آستاں ہیں
شعور کا بحرِ بیکراں ہیں
حضور ہی ہیں
جنھوں نے لکھا فلاحِ انسانیت کا منشور
وہ جن کے ابلاغ نے صداقت کا ہم کو بخشا شعور ایسا
حیات جن کی کتابِ ہستی کا ایک روشن تریں ورق ہے
اُخوتوں کا امانتوں کا صداقتوں کا حسیں سبق ہے
نقوش سب جن کے جاوداں ہیں
حضور ہی ہیں
جنھوں نے باغِ سخن کو میرے

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 35

کرم کی خوشبو سے بھر دیا ہے
میں ان کی مدحت جو لکھ رہا ہوں
کرم ہے ان کا
وہ میرے آقا
غلام پر اپنے مہرباں ہیں
حضور ہی ہیں

خوابوں کی دہلیز

ایک خواہش مرے دل میں برسوں سے ہے
میری راتیں اُجالوں سے معمور ہوں
میری آنکھیں تجلّی کی روشن سحر پا کے مسرور ہوں
میری تاریک دنیا میں
ایسی بھی ہو اک سحر جلوہ گر
سب سے میں کہہ سکوں
میرے خوابوں کی دہلیز پر رات بھر
لمحے لمحے کو سورج بناتے رہے
جگمگاتے رہے
اُس قدم کے نشاں
اُس قدم کے نشاں

اے نویدِ مسیحا دُعائے خلیل

نفرتوں کے گھنے جنگلوں میں شہا
عہد حاضر کا انسان محصور ہے
مشعلِ علم و اخلاق سے دُور ہے
کتنا مجبور ہے
اے نویدِ مسیحا
دُعائے خلیل
روک دے نفرتوں کی جو یلغار کو
پختگی ایسی دیں مرے کردار کو
آپ کا لطف و رحمت تو مشہور ہے

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 36

انتظار

فصیلِ جاں پر

چراغ روشن ہیں آرزو کے

جو آتی جاتی ہوا سے معلوم کر رہے ہیں

وہ خوشبوؤں کے لطیف تحفے

جو سبز گنبد سے میری جانب ہیں آنے والے

وہ باریابی کا ساتھ پیغام لانے والے

بتاؤ تو

راہ میں کہاں ہیں؟

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 37

انسانیت کے سب سے بڑے معمار

وہ لطف و خیر کا معمار
ہر پل یاد آتا ہے
جسے ظالم پڑوسی سے محبت تھی
جسے رسمِ غلامی سے عداوت تھی
وہ جس کی ذات روئے ارض پر موجود ہر جن و بشر کے واسطے وجہ ہدایت تھی
میں جب اس عہد کو احساس سے محروم پاتا ہوں
میں جب انسان کو انسان سے بیزار پاتا ہوں
تو اپنے درد میں ڈھلتے ہوئے
شام و سحر میں
خود اپنی بے بسی پر نوحہ خوانی کرتا جاتا ہوں
شکست و ریخت کی اس تیرگی میں
اِک یہی اُمید کا روشن حوالہ ہے
کہ اس عہد قتال و جنگ میں
وہ خیر خواہوں کا امامِ اوّلیں و آخریں
اِک بار سب کو یاد آ جائے

جسے ظالم پڑوسی سے محبت تھی
جسے رسم غلامی سے عداوت تھی
وہ جس کی ذات روئے ارض پر موجود ہر جن و بشر کے واسطے وجہ ہدایت تھی

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 38

ضمیر کی قید میں

بتوں کے آگے نہ سر جھکانا
نہ اپنے دامن میں آگ بھرنا
یہی وہ پہلا پیامِ حق تھا
جسے بھلا کر
ہم آج پھر سے
کئی بتوں کے حضور سجدوں کے امتحاں سے گذر رہے ہیں
اور اپنے دامن میں روز و شب آگ بھر رہے ہیں
خدا کے آگے نہ جھکنے والے
انا و حرص و ہوس کے آگے جھکے ہوئے ہیں
(ضمیر کی قید میں کھڑے ہیں)
خدائے برتر!
بس ایک موقع
ہماری ان بے یقیں سہاروں سے جاں چھڑا دے
نبی کی تعلیم کی ہوئی راہ پر چلا دے

آخری عکس

گرد گرد لمحوں میں
عکس بے شمار اُترے
رنگ سینکڑوں بکھرے
لاکھوں تاروں نے آکر
اپنا نور پھیلایا
اپنے اپنے وقتوں میں
اپنے اپنے جلوؤں سے
آئینے کو چمکایا
لیکن اب بھی دھندلا تھا
آئینہ ہدایت کا
گرد اُن زمانوں کی
دھول داستانوں کی
تھی ابھی بہت باقی
پھر وہ چہرہ بھی چمکا
جو امر رسالت کا
آخری حقیقت کا

تابناک سورج تھا
جس کے گرد نورانی
لازوال ہالے تھے
علم کے اُجالے تھے
دھول ہٹ گئی ساری
گرد چھٹ گئی ساری
اب کبھی نہ اُبھرے گا
عکس تا ابد کوئی
جگمگا دیا اس نے
آئینہ ہدایت کا

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 39

سنہرے موسم

دیارِ جاں میں
سنہرے موسم اُتر رہے ہیں
میں زرد لمحوں
سیاہ سایوں سے اپنا پیچھا
چھڑا چکا ہوں
پناہ میں ان کی
آ چکا ہوں
میں روشنی میں
نہا رہا ہوں

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 40

زخموں کی قندیل اور روشنی کا لہو

وقت کی دھڑکنیں خوف سے بند ہیں
صحنِ اقصیٰ سے دہلیزِ کشمیر تک
ایک کہرام سا ہے بپا ہر طرف
جبر کی قوتیں دندناتی ہوئیں
پھر رہی ہیں زمانے میں اب چار سو
جسمِ مُسلم کے زخموں کی قندیل سے
بہہ رہا ہے یونہی
روشنی کا لہو
(دم بخود کاخ و کُو)
ہے نفاق آج اُمت میں پھیلا ہوا
اور دشمن کی نظریں ہیں دیں کی طرف
رحمتوں کے ہیں طالب یہ بکھرے ہوئے
اُمتی یا نبی
ہیں بلند آج دستِ دُعا ہر طرف

سلام

وہ جو شبنم کی پوشاک پہنے ہوئے
زرد پتوں کے جسموں میں لہرا گئے
جن کے نقشِ کفِ پاک کی رعنائیاں
نسلِ آدم کو خاکِ شفا بن گئیں
عرشِ اعظم کی دہلیز کے اُس طرف
نام جن کا ازل ہی میں لکھا گیا
جو کتابِ جہاں کے سیہ حاشیے پر
اُجالوں کی رحمت رقم کر گئے
جن سے پہلے تھی ظلمت میں لپٹی ہوئی
غم زدہ زندگی
فکر جامد تمدن کے آثار مفقود تھے
نخلِ تہذیب پر ایک وحشی خزاں کا اثر
قلبِ انسانیت
سسکیوں آنسوؤں اور زخموں کا بے نور گھر
ایسے عالم میں ربِ تعالیٰ کو پھر
اپنی مخلوق پر رحم آہی گیا

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 41

تاجِ رحمت کو سر پر سجائے ہوئے
پرچمِ عدل و احساں اُٹھائے ہوئے
وہ جو آئے تو عہدِ بہار آ گیا
عشق کو جن کے دل کی شریعت کہیں
ذکر کو جن کے جاں کی عبادت کہیں
وہ حبیبِ خدا
احمدِ مجتبیٰ
اُن پہ قربان ہمارے تمہارے وجود
اُن پہ پیہم سلام
اُن پہ دائم درود

تبصرے

تابشؔ دہلوی

شاعری میں نعت، شاعر کے اپنے پورے وجود کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار محبت اور عقیدت کا نام ہے اور یہ سعادت کسب نہیں کی جاتی بلکہ خود اسی محبت کی ودیعت ہوتی ہے اور یہ شرف خوش نصیب لوگوں کو ہی حاصل ہوتا ہے۔

صبیحؔ رحمانی انہی خوش نصیب لوگوں میں سے ہیں جنہیں نعت گوئی کا یہ قرینہ عطا ہوا ہے وہ اپنی نعتوں کے مضامین رسول اکرم کی محبت سے اخذ کرتے ہیں اور محبت اور سوز کی زبان میں شگفتہ اور دلکش استعاروں اور تشبیہوں میں ان کو بیان کر دیتے ہیں اسی لئے ان کی نعتیں تاثیر سے مملو ہیں ایک اور بات جو نعت گوئی میں ان کو دوسروں سے ممیّز کرتی ہے وہ ہے احترام رسول اور مقام رسالت کی خبرداری، وہ ''با محمد ہوشیار'' رہنے کا سلیقہ رکھتے ہیں۔ اور اس کے اظہار پر بھی پوری طرح قادر ہیں ان کی نعتیں افراط وتفریط سے پاک ہیں۔ یقین ہے کہ ان کو نعت گوئی کا یہ ہُنر شاعری کے کسی اعلیٰ منصب پر ضرور فائز کر دے گا۔ اور اسی طرح وہ دین و دنیا دونوں میں سرخرو ہوں گے۔ میری دعا ہے کہ ان کی نعتیں اسی طرح سوز اور تاثیر سے مسحور رہیں۔

محشرؔ بدایونی

نعت گوئی کے لئے محض مشاقانہ صلاحیت ہی کارآمد نہیں اس کے لئے ذہن شستہ اور دل گداختہ کی ضرورت ہے۔

صبیحؔ رحمانی کی نعتیہ شاعری میں عشق رسول کا ایک والہانہ اظہار بڑی عقیدت و مودت کے ساتھ نمو پذیر ہے فکری اعتبار اور فنی معیار کا جو متوازن رنگ و آہنگ ان کے لہجے و اسلوب میں موجود ہے وہ اس انتہائی کاوش طلب عرصہ گاہِ سخن میں ان کی راست سمت سفر کی بڑی روشن علامت ہے جس نرم روی سے وہ اس کیف مسافت میں آگے بڑھ رہے ہیں اسے دیکھتے ہوئے ان کی ناموری و مقبولیت کا دائرہ نسبتاً کچھ زیادہ ہی وسیع ہے۔ اور یہ سعادت یوں ہی نہیں مل جاتی۔ ''تا نہ بخشد خدائے بخشندہ''

ان کے نعتیہ اشعار میں ایمان و وجدان کی تب و تاب اہل ذوق کی توجہ کا مرکز ہے ساتھ

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 42

ہی ان کے شاعرانہ ترنم کی سادگی و شائستگی دلوں کو کھینچتی ہے۔ صبیحؔ رحمانی کو محافل نعت میں خوب خوب دادِ کلام ملتی ہے نعت کے لئے ایسی زمین کا انتخاب جو اکثر نعت ہی کے لئے مناسب و موزوں ہوتا ہے ان کے سلیقۂ فکر اور خوش اسلوبی طبع کا بڑا واضح ثبوت ہے۔ ایسے کلام کی پسندیدگی ذوق سماعت تک ہی محدود نہیں ہوتی کاغذ پر آ کر بھی اس کی کشش و جاذبیت برقرار رہتی ہے قارئین ان کی نعتوں کا مطالعہ کر کے خود اس حقیقت کو تسلیم کریں گے۔

حق تعالیٰ ان کے جذبۂ نعت گوئی کو فروغ پذیر رکھے اور انہیں اپنی رحمتوں کے زیر سایہ سرفراز کرے۔

حافظؔ لدھیانوی

عزیزم صبیحؔ رحمانی کا مجموعہ نعت ''جادۂ رحمت'' میرے سامنے ہے۔ مجموعہ اگرچہ مختصر ہے۔ مگر ذوق وشوق کی متاع گراں مایہ ہے یہ نعتیہ مجموعہ حمد، نعت، آزاد حمدیہ اور نعتیہ نظموں، نعتیہ ہائیکو، ____ قطعات اور سلام پر مشتمل ہے۔ گویا صبیحؔ رحمانی نے قوس قزح کے رنگوں کو مختلف اصنافِ شاعری میں سجایا ہے۔ ہر صنف میں اس کی عقیدت کے رنگ اور اس کی محبت کے پھول کھلتے اور بہار دکھاتے نظر آتے ہیں۔

اُتاری روح کی بستی میں جلووں کی دھنک اس نے
شکستِ شب پہ ہو جیسے سحر آہستہ آہستہ

اس نے نعتوں میں گلاب اور روشنی کو ردیف بنا کر عقیدت کو مہکایا اور فکر کو جِلا دی ہے کوئی صنفِ شاعری ہو۔ صبیحؔ رحمانی کے ہر لفظ سے محبت اور عقیدت کی کرنیں پھوٹتی نظر آتی ہیں۔ اس کے اشعار میں ایک والہانہ پن دامن کرم سے وابستگی کا مظہر ہے ایک دھیمی سی آنچ ایک خوشگوار کسک، حضوری کی سکون آمیز تڑپ اس کی شاعری کے نمایاں پہلو ہیں، فکر میں روانی، اظہار میں بے ساختگی اور عقیدت ومحبت نے اس کے اشعار کو پُر اثر بنا دیا ہے اور جب یہ رنگ نغمے سے ہم آہنگ ہوتے ہیں تو عجیب وغریب کیفیت پیدا کرتے ہیں۔

اس کی شاعری میں روشنی اور مہک کا ذکر اکثر ملتا ہے لیکن ہر بار نئی روشنی اور نئی مہک سے قلب و روح متاثر ہوتے نظر آتے ہیں۔

صبیحؔ رحمانی ''جادۂ رحمت'' پر خوشبو اور روشنی کے ساتھ سفر کر رہا ہے انشاء اللہ جلدی وہ اس منزل پر پہنچ جائے گا جس کی اس کو آرزو ہے۔

حنیفؔ اسعدی

صبیحؔ رحمانی ان خوش قسمت لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے کم عمری میں ہی اتنا کچھ پالیا ہے جو دوسروں کو اک عمر گزارنے کے بعد بھی مشکل سے ہی نصیب ہوتا ہے وہ خوش گو بھی ہیں اور خوش گلو بھی ان کی نعتیں جذبے کی سچائی، خلوص کے رچاؤ اور بیان کی تازگی کے جوہر سے مالا مال ہیں۔

اگر وہ مطالعہ اور محنت پر توجہ دیتے رہے تو ان کا مستقبل حال سے کہیں زیادہ تابناک ثابت ہوگا۔

صبیح رحمانی کی ایک اور خوش بختی ہے کہ انھوں نے نعت میں تو، تیرا اور تم کی ضمیروں کے استعمال سے اجتناب برتنا شروع کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی اس سعادت کو قبول فرمائے۔ آمین

ڈاکٹر ریاض مجید

نعت گوئی کے لوازمات میں ذوق اور قرینہ کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ ذوق اچھی شاعری کا جو، شعری خصائص اور فنّی خوبیوں کا ضامن ہوتا ہے اور قرینۂ اظہار کے باب میں کہ یہ ترسیل جذبات و احساسات کا وہ ذریعہ اور حوالہ ہے جو اچھی شاعری خصوصاً نعتیہ شاعری کی جان ہے۔

مبارک باد کے مستحق ہیں وہ شاعر جنھیں نعت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا قرینہ ودیعت ہوا ہے۔ صبیح رحمانی اردو کے جواں سال نعت نگاروں کی صف میں اس حوالے سے منفرد حیثیت اور شناخت رکھتے ہیں کہ وہ شاعری کے عمدہ ذوق کے ساتھ ساتھ نعت گوئی کے قرینے سے آشنا ہیں ان کی نعتیہ شاعری کی عمر ابھی زیادہ نہیں مگر مختصر سے عرصہ ہی میں ان کی نعت گوئی نے قارئین کو اپنی طرف متوجہ کر لیا ہے نعت کے باب میں وہ جدید لب و لہجہ کے ساتھ ساتھ سیرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شعور رکھتے ہیں اور ذاتِ رسالت مآب کے منصب، پیغام، سیرت و کردار اور اوصاف و فضائل کی بات کرتے ہوئے احترام کے ان جملہ تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں جو نعت گوئی کے لئے ضروری ہے۔

صبیح کی نعت گوئی اپنے اندر وسیع امکانات لئے ہوئے ہے زمینوں کے انتخاب سے لے کے بات کہنے کے انداز تک میں ان کے ہاں تازگی اور شائستگی جھلکتی ہے لحن کی نادرہ کاری

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 43

کے ساتھ ساتھ اظہار و بیان کی خوش سلیقگی ان کی نعت گوئی کو نہ صرف اپنے ہمعصروں میں ممتاز گردانتی ہے۔ بلکہ کئی سینئر نعت گو شاعروں سے بھی نمایاں اور منفرد مقام کی حامل ٹھہراتی ہے۔

دعا ہے کہ خدا تعالیٰ انہیں کارِ نعت کے لئے لمبی عمر عطا کرے۔ (آمین)

سحرؔ انصاری

ٹی ایس ایلیٹ نے ہر اس شاعر کے لیے ایک نسخۂ شعور و ذمہ داری تجویز کیا ہے جو ۲۵/ سال کی عمر کے بعد بھی شاعر رہنا چاہتا ہے۔ شاید عمر کی اس حد کا تعین کرتے ہوئے ایلیٹ کے ذہن میں یہ بات ہوگی کہ اس سن و سال تک عموماً دل کی ترنگ اور من کی موج شاعر کو چند مخصوص جذباتی موضوعات تک مائل و محدود رکھتی ہے ابھرتے ہوئے نوجوان شاعر صبیح رحمانی عمر کی اس حد کو پار کرنے سے پہلے اور اس کے بعد بھی نعت گوئی کو اپنی پہچان بنانے میں کوشاں رہے اس میں شک نہیں کہ نعت گوئی سے ان کا شغف قابل داد ہے ''ماہِ طیبہ'' صبیح رحمانی کی نعتوں کا پہلا مجموعہ تھا۔ ''جادۂ رحمت'' نقشِ ثانی ہے۔ ان دو مجموعوں کے مطالعے سے ان کے ارتقاء اور مستقبل کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ صبیح رحمانی کے بعض نعتیہ اشعار تازہ کاری کی عمدہ مثال ہیں۔

فرشتوں نے مری لوحِ عمل پر روشنی رکھ دی
ثناء خوانِ محمد لکھ دیا اوّل سے آخر تک

☆

مرے طاقِ جاں میں نسبت کے چراغ جل رہے ہیں
مجھے خوف تیرگی کا کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا

ایسی نعتوں کی ردیفیں اپنی ایک معنویت رکھتی ہیں اور نعت کی مجموعی فضا کو رسمیات سے الگ لے جاتی ہیں۔ اب صبیح رحمانی کی نعتوں میں عقیدت، جذب و کیف کے ساتھ ساتھ شاعری کے تجربات کو بھی نعت گوئی کے لئے اختیار کرنے کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ انہوں نے غزل کے مروّجہ اسلوب کے ساتھ ساتھ سانیٹ، آزاد نظم اور جاپانی صنف سخن ہائیکو بھی نعت کے لئے اختیار کی ہے۔ جذبے اور عقیدے کے ساتھ ساتھ اگر مطالعے اور شعور کی رہنمائی میں صبیح رحمانی نے اپنا یہ سفر جاری رکھا تو یقیناً وہ اپنے ہم عصروں میں نمایاں مقام حاصل کر سکیں گے۔ نعت گوئی کی وسعت اور نزاکت کو دیکھتے ہوئے کسی نوجوان شاعر کا امکانات کی حد تک

بھی پہنچ جانا کوئی کم سعادت نہیں۔

صبیح رحمانی پوری لگن سے نعت گوئی میں منہمک ہیں اور اپنی شاعری اور مقصد حیات دونوں کا منشور اس طرح پیش کر دیا ہے۔

میں ہوں وقفِ نعت گوئی کسی اور کا قصیدہ
مری شاعری کا حصہ کبھی تھا، نہ ہے نہ ہوگا

زندگی کے تینوں زمانوں کا بڑی خوبی سے احاطہ کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ''جادۂ رحمت'' کی خاطر خواہ پذیرائی ہوگی۔

شبنم رومانی

سعادت کے دریچے کسی بھی ذہن، کسی بھی دل میں کھل سکتے ہیں اس کے لئے کوئی قید کوئی شرط نہیں ہے، صرف ''اس طرف'' کا اشارہ کافی ہے۔

یہ ایک ایسے جواں سال شاعر کا کلامِ وجدانی ہے جو اپنی عمر سے بہت آگے بڑھ کر لب کشا ہے۔ نعت عموماً غزل کی ہیئت میں کہی جاتی رہی ہے کہ یہ آسان ترین صورت اظہار ہے صبیح رحمانی نے بھی بیشتر پُر تاثیر نعتیں اسی فارم میں کہی ہیں مگر اب جو اس کا دوسرا مجموعۂ حمد و نعت آ رہا ہے اس میں حمدیہ اور نعتیہ نظموں کی ایک اچھی خاصی تعداد ہے۔ یہ نظمیں ہر ہیئت میں ہیں پابند بھی، آزاد بھی اور ہائیکو کے پیرائے میں بھی اس سے دو باتیں کھل کر سامنے آتی ہیں ایک تو یہ کہ وہ اپنے ''شعری وجود'' کو ثابت کرنے اور محسوس کرانے کی بھرپور کوشش کر رہا ہے یوں وہ دونوں جہتوں کو سمیٹے ہوئے ہے۔ ایک طرف وہ شاعری کے داخلی اور خارجی تقاضوں کو پورا کر رہا ہے تو دوسری طرف دینی آزمائشوں اور روحانی نزاکتوں سے بھی اعتماد کے ساتھ گزر رہا ہے۔ جو (اتنی سی عمر میں) ہمالیہ کو شانوں پر اٹھا لینے کے مترادف ہے۔

مجھے خوشی ہے کہ صبیح رحمانی کی شاعری برابر ارتقاء پذیر ہے اور مجھے یقین ہے کہ جو جہت (DIRECTION) اس شاعری نے اختیار کی ہے وہ اس کو دین اور دنیا دونوں میں سرخرو کرے گی۔ انشاءاللہ۔

ثنائے سرورِ دیں کے لئے ہوں وقف صبیحؔ
خوشا کہ جادۂ رحمت پہ گامزن ہے قلم

☆☆☆

جاذب قریشی

گزشتہ دس برسوں میں نعتیہ شاعری کی جو نئی آوازیں سامنے آئی ہیں ان میں صبیح رحمانی کی آواز ایک نمائندہ آواز ہے نمائندہ آواز اس لئے ہے کہ صبیح رحمانی نے ان مختصر روز و شب میں نعتیہ شاعری اور نعت کے فن پر جتنی دلچسپی اور جتنی سچائی کا اظہار کیا ہے وہ ان کے ہم عصروں میں کہیں موجود نہیں ہے۔ انہوں نے ''ماہِ طیبہ'' سے لے کر ''جادۂ رحمت'' تک جو سفر طے کیا ہے وہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔ صبیح رحمانی نعت خواں بھی ہیں اور نعت گو بھی۔ میرے خیال میں ان کی ان دونوں شخصیتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے بلکہ دونوں کے راستے محبوبِ خدا کی محبتوں اور ان کی عقیدتوں کی سمت ہی جاتے ہیں اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ صبیح رحمانی کی آواز اور ان کی نعتیہ شاعری مل کر ایک ایسی وحدت بن سکتی ہے جو توانا اور منفرد کہلا سکے۔

صبیح محبوب خدا کے چہرے کا وہ ابدی عکس دیکھنے کی خواہش میں ہیں جس کے حوالے سے جسم و جاں میں چراغاں سا رہتا ہے انہوں نے ''جادۂ رحمت'' میں جو شعری اصناف اختیار کی ہیں ان میں غزل، آزاد نظم، قطعہ، سانیٹ اور ہائیکو کی اصناف شامل ہیں۔ ''ماہِ طیبہ'' میں منقبتیں، سلام اور صوفیاء کرام کے بارے میں کئی اچھی نظمیں شامل تھیں۔ اس بار انہوں نے حمدیں اور نعتیں لکھی ہیں، جادۂ رحمت کو پڑھنے کے بعد احساس ہوتا ہے کہ صبیح رحمانی نے اپنے موضوعات کو وسعت دی ہے اور اپنے اس اضطراب کو اور پیاس کو زیادہ شدت سے محسوس کیا ہے جو حضور اکرم کی محبتوں کے درمیان ان پر گزری ہے۔ صبیح رحمانی نے اپنے موجودہ نعتیہ اسلوب میں بھی ارتقاء پایا ہے۔ بہت سی ترکیبیں بہت سے استعارے اور کئی علامتیں بڑی تازگی کے ساتھ اور بڑی خوبصورتی کے ساتھ ان کی موجودہ نعتیہ شاعری میں نظر آئی ہیں۔ اللہ کو آئینہ ازل کہنا اور سوتی دھرتی بولتا پانی لکھنا اور نعت میں خوشبو کے قلم سے دل پر روشنی لکھ دینا خاکِ طیبہ کو جنت کا گلاب لکھنا شاعری اور خیال کی تازہ مثالیں ہیں۔

بوصیری، جامی اور حضرت حسّان سے ان کا تعلق مضبوط تر ہوا ہے جو ہر اعتبار سے نعت کے تخلیقی جذبوں کی اہمیت کا جواز ہے۔ میرا خیال تھا کہ صبیح رحمانی موجودہ کتاب میں نظم کو زیادہ اپنے اظہار کا وسیلہ بنائیں گے لیکن کسی سبب سے ایسا نہیں ہوسکا ہے یہ بات وہ خود بھی جانتے ہوں گے اور میں بھی کہہ چکا ہوں کہ ادبی اور تخلیقی حوالے سے نعتیہ شاعری میں بڑے امکانات پوشیدہ ہیں اور اگر نظم میں ان امکانات کو سمیٹنے کی کوشش کی جائے تو نئی زندگی کے لئے

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 44

تازہ تر تجربے اور موضوعات گرفت میں آ سکتے ہیں۔ صبیح رحمانی کی موجودہ نظمیں پڑھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ اس صنف میں اپنے اظہار کو زیادہ خوبصورتی کے ساتھ اور زیادہ تازگی کے ساتھ پیش کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں ہمیں اعتبار کرنا چاہیے کہ اکیسویں صدی میں تازہ نعت گوئی کے حوالے سے جو لوگ داخل ہوں گے ان میں صبیح رحمانی کا نام اہمیت کے ساتھ لیا جائے گا۔

☆☆☆

ملے مجھے بھی زبانِ بوصیریؔ و جامیؔ
مرا کلام بھی مقبولِ عام ہو جائے

04 JADAI RAHMAT KYLYAT Sabeeh Rehmani FINAL May 2019 45

سرکار کے قدموں میں

صبیح رحمانی

05 SARKAR KE QADMON MAIN -- & -- AZAFA KULYAT Sabeeh Rehmani FINAL 26 March 2019 1

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

کتاب کا نام	:	سرکار کے قدموں میں
مصنف	:	صبیح رحمانی
مترجمہ	:	سارہ کاظمی
نظر ثانی	:	ڈاکٹر ناظر حسین
اشاعت دوم	:	2012ء
پرنٹر	:	فضلی سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ کراچی
پبلشرز	:	نعت ریسرچ سینٹر
قیمت	:	10 یو کے پونڈ

فہرست

(سرکار کے قدموں میں)

حمد باری تعالیٰ

خوشا وہ دن حرم پاک کی فضاؤں میں تھا 253
کعبے کی رونق کعبے کا منظر، اللہ اکبر، اللہ اکبر 254
حاضر ہیں ترے دربار میں ہم، اللہ کرم، اللہ کرم 256

نعتیں

اللہ نے پہنچایا سرکار کے قدموں میں 257
اُجالے کیوں نہ ہوں دیوار و در میں 258
اپنے دربار میں آنے کی اجازت دی ہے 259
کھویا کھویا ہے دل، ہونٹ چپ، آنکھ نم، ہیں مواجہ پہ ہم 260
اُن کا احساں ہے خدا کا شکر ہے 261
میں نے اس قرینے سے نعتِ شہ رقم کی ہے 262
شہرِ نبی کی کر لی زیارت الحمدللہ الحمدللہ 263
غنچۂ نعت جو ہونٹوں پہ چٹک جاتا ہے 264
لو ختم ہوا طیبہ کا سفر، دل وجد میں ہے جاں وجد میں ہے 265
غم نہیں جاتی ہے جائے ساری دنیا چھوڑ کر 266
زباں سے نکلا صلِّ علیٰ مواجہ پر 267

05 SARKAR KE QADMON MAIN -- & -- AZAFA KULYAT Sabeeh Rehmani FINAL 26 March 2019 2

مکاں ہے نور سے معمور لامکاں روشن 268
آواز پانچ وقت لگاتی ہے مومنوں .... (نماز) 269
نعتیہ ہائیکو 270

☆

اضافہ

نشاں اسی کے ہیں سب اور بے نشاں وہ ہے .... (حمد باری تعالیٰ) 275

نعتیں

ہوش وخرد سے کام لیا ہے 277
جبینِ شب پر رقم کیے صرف کہکشاں کے 278
دل نے روشن کیے ثناء کے چراغ 279

منقبتیں

حسّان بن ثابت 280
فخر تاج سلطاں ہے جب نعال کرمانی 282
ایثار کے خلوص کے پیکر تھے گُل حسن 284

☆☆☆

حمدِ باری تعالیٰ

خوشا وہ دن حرم پاک کی فضاؤں میں تھا
زباں خموش تھی دل محوِ التجاؤں میں تھا

درِ کرم پہ صدا دے رہا تھا اشکوں سے
جو ملتزم پہ کھڑے تھے، میں ان گداؤں میں تھا

غلافِ خانۂ کعبہ تھا میرے ہاتھوں میں
خدا سے عرض و گزارش کی انتہاؤں میں تھا

فضائے مغفرت آثار میں تھا دل سرشار
مرا وجود خدا کے کرم کی چھاؤں میں تھا

حطیم میں مرے سجدوں کی کیفیت تھی عجب
جبیں زمین پہ تھی ذہن کہکشاؤں میں تھا

طواف کرتا تھا پروانہ وار کعبے کا
جہانِ ارض و سما جیسے میرے پاؤں میں تھا

دھڑک رہا ہے مرے سازِ روح پر اب بھی
وہ ایک نغمہ جو ''لبیک'' کی صداؤں میں تھا

مجھے یقین ہے میں پھر بلایا جاؤں گا
کہ یہ سوال بھی شامل میری دعاؤں میں تھا

05 SARKAR KE QADMON MAIN -- & -- AZAFA KULYAT Sabeeh Rehmani FINAL 26 March 2019 3

حمدِ باری تعالیٰ

کعبے کی رونق کعبے کا منظر، اللہ اکبر، اللہ اکبر
دیکھوں تو دیکھے جاؤں برابر، اللہ اکبر، اللہ اکبر

حیرت سے خود کو کبھی دیکھتا ہوں اور دیکھتا ہوں کبھی میں حرم کو
لایا کہاں مجھ کو میرا مقدر، اللہ اکبر، اللہ اکبر

حمدِ خدا سے تر ہیں زبانیں، کانوں میں رَس گھولتی ہیں اذانیں
بس اِک صدا آ رہی ہے برابر، اللہ اکبر، اللہ اکبر

قطرے کو جیسے سمیٹے سمندر، مجھ کو سمیٹے مطاف اپنے اندر
جیسے سمیٹے آغوشِ مادر، اللہ اکبر، اللہ اکبر

مانگی ہیں میں نے جتنی دعائیں، منظور ہوں گی مقبول ہوں گی
میزابِ رحمت ہے میرے سر پر، اللہ اکبر، اللہ اکبر

یاد آگئیں جب اپنی خطائیں، اشکوں میں ڈھلنے لگی التجائیں
رویا غلافِ کعبہ پکڑ کر، اللہ اکبر، اللہ اکبر

اپنی عطا سے بلوا لیا ہے، مجھ پر کرم میرے رب نے کیا ہے
پہنچا حطیمِ کعبہ کے اندر، اللہ اکبر اللہ اکبر

بھیجا ہے جنّت سے تجھ کو خدا نے، چوما ہے تجھ کو خود مصطفیٰ نے
اے سنگِ اسود تیرا مقدر، اللہ اکبر، اللہ اکبر

جس پر نبی کے قدم کو سجایا، اپنی نشانی کہہ کر بتایا
محفوظ رکھا رب نے وہ پتھر، اللہ اکبر، اللہ اکبر

محشر میں ہو نہ مجھے پیاس کا ڈر، ہوں مہرباں مجھ پر ساقیٔ کوثر
رب سے دعا کی زم زم کو پی کر، اللہ اکبر، اللہ اکبر

دیکھا صفا بھی مروہ بھی دیکھا، رب کے کرم کا جلوہ بھی دیکھا
دیکھا رواں اک سروں کا سمندر، اللہ اکبر، اللہ اکبر

کعبے کے اوپر سے جاتے نہیں ہیں، کس کو ادب یہ سکھاتے نہیں ہیں
کتنے مؤدّب ہیں یہ کبوتر، اللہ اکبر، اللہ اکبر

تیرے کرم کی کیا بات مولا، تیرے حرم کی کیا بات مولا
تا عمر کر دے آنا مقدر، اللہ اکبر، اللہ اکبر

مولا صبیحؔ اور کیا چاہتا ہے، بس مغفرت کی عطا چاہتا ہے
بخشش کے طالب پہ اپنا کرم کر، اللہ اکبر، اللہ اکبر

05 SARKAR KE QADMON MAIN -- & -- AZAFA KULYAT Sabeeh Rehmani FINAL 26 March 2019 4

حمد باری تعالیٰ

حاضر ہیں ترے دربار میں ہم، اللہ کرم، اللہ کرم
دیتی ہے صدا یہ چشمِ نم، اللہ کرم، اللہ کرم

ہیبت سے ہر اِک گردن خم ہے، ہر آنکھ ندامت سے نم ہے
ہر چہرے پہ ہے اشکوں سے رقم، اللہ کرم، اللہ کرم

جن لوگوں پہ ہے انعام ترا، ان لوگوں میں لکھ دے نام مرا
محشر میں مرا رہ جائے بھرم، اللہ کرم، اللہ کرم

ہر سال طلب فرما مجھ کو، ہر سال یہ شہر دکھا مجھ کو
ہر سال کروں میں طوفِ حرم، اللہ کرم، اللہ کرم

میری آنے والی سب نسلیں، ترے گھر آئیں ترا گھر دیکھیں
اسباب ہوں اُن کو ایسے بہم، اللہ کرم، اللہ کرم

اس ورد میں عمر کٹے ساری، ہونٹوں پہ صبیحؔ رہے جاری
اللہ کرم، اللہ کرم، اللہ کرم، اللہ کرم

ﷺ

اللہ نے پہنچایا سرکار کے قدموں میں
صد شکر میں پھر آیا سرکار کے قدموں میں

کچھ دیر سلامی کو ٹھہرایا مواجہ پر
پھر مجھ کو ادب لایا سرکار کے قدموں میں

رد کیسے بھلا ہو گی اب کوئی دُعا میری
میں رب کو پکار آیا سرکار کے قدموں میں

کچھ لمحے حضوری کے پائے تو یہ لگتا ہے
اک عمر گزار آیا سرکار کے قدموں میں

کچھ کہنے سے پہلے ہی پوری ہوئی ہر خواہش
جو سوچا وہی پایا سرکار کے قدموں میں

سرکار سلامی کو ہر سال طلب کیجے
یہ عرض بھی کر آیا سرکار کے قدموں میں

یاد آئی صبیحؔ اپنی ہر ایک خطا مجھ کو
اعمال پہ شرمایا، سرکار کے قدموں میں

05 SARKAR KE QADMON MAIN -- & -- AZAFA KULYAT Sabeeh Rehmani FINAL 26 March 2019 5

ﷺ

اُجالے کیوں نہ ہوں دیوار و در میں
میں ذکرِ مصطفیٰ کرتا ہوں گھر میں

وہ جیسے ہیں کوئی ویسا نہیں ہے
یہی لکھا ہے تاریخِ بشر میں

یہاں بے مانگے ملتا ہے گدا کو
نہیں کوئی بھی در ایسا نظر میں

چلا ہوں سوئے دربارِ رسالت
ہے میرے ساتھ اِک خوش بو سفر میں

انھی کے نور سے تاباں ہے سورج
انھی کی بھیک کشکولِ قمر میں

مدینے جاؤں، آؤں پھر سے جاؤں
خدا تا عمر رکھے اس سفر میں

صبیحؔ اُن کا ہوں میں اِک نام لیوا
سو میرا نام ہے اہلِ ہنر میں

اپنے دربار میں آنے کی اجازت دی ہے
اک گنہ گار کو آقا نے یہ عزت دی ہے

آپ کا ذکر بھی کبھی کم نہیں ہوگا آقا
آپ کے ذکر کو اللہ نے رفعت دی ہے

آپ کا نام تو ہر غم کی دوا ہے آقا
آپ کے نام نے ہر رنج میں راحت دی ہے

تلخ لہجوں کو جو شائستہ بنا دیتی ہے
آپ نے آ کے وہ تعلیمِ محبت دی ہے

میری پلکوں پر چراغوں نے فروزاں ہو کر
اک نئی نعت کے ہونے کی بشارت دی ہے

مجھ سے بے نام و نشاں کو میرے آقا نے صبیحؔ
بخش کر ذوقِ ثنا عزت و شہرت دی ہے

05 SARKAR KE QADMON MAIN -- & -- AZAFA KULYAT Sabeeh Rehmani FINAL 26 March 2019 6

کھویا کھویا ہے دل، ہونٹ چپ، آنکھ نم، ہیں مواجہ پہ ہم
روبرو اُن کے لایا ہے اُن کا کرم، ہیں مواجہ پہ ہم

لمحے لمحے پہ آیات کا نور ہے، نعت کا نور ہے
نور افشاں، دُرودی فضا دم بہ دم، ہیں مواجہ پہ ہم

ایک کونے میں ہیں، سر جھکائے ہوئے، منھ چھپائے ہوئے
گردنیں ہیں کہ بارِ ندامت سے خم، ہیں مواجہ پہ ہم

آنسوؤں کی زباں، کر رہی ہے بیاں، اُن سے احوالِ جاں
صرف اپنا نہیں پوری اُمت کا غم، ہیں مواجہ پہ ہم

مسکراتی ہوئی ہر تجلّی ملی، کیا تسلّی ملی
دُور ہوتے گئے سارے رنج و الم، ہیں مواجہ پہ ہم

سب طلب گارِ حرفِ شفاعت کے ہیں، اُن کی رحمت کے ہیں
چہرے چہرے پہ ہے اِک سوالِ کرم، ہیں مواجہ پہ ہم

صلی اللہ علیہ وسلم

اُن کا احساں ہے خدا کا شکر ہے
دل ثنا خواں ہے خدا کا شکر ہے

اسوۂ خیرالبشر ہے سامنے
راہ آساں ہے خدا کا شکر ہے

دولتِ عشقِ نبی سینے میں ہے
پاس ایماں ہے خدا کا شکر ہے

غم نہیں کوئی کہ اسمِ مصطفیٰ
راحتِ جاں ہے خدا کا شکر ہے

مجھ سا عاصی اور شہرِ نور میں
اُن کا مہماں ہے خدا کا شکر ہے

ذکر حمد و نعت سے آراستہ
محفلِ جاں ہے خدا کا شکر ہے

میرے فکر وفن کا میری زیست کا
نعت عنواں ہے خدا کا شکر ہے

اُن کے در پر حاضری کا اے صبیحؔ
پھر سے امکاں ہے خدا کا شکر ہے

05 SARKAR KE QADMON MAIN -- & -- AZAFA KULYAT Sabeeh Rehmani FINAL 26 March 2019 7

صلی اللہ علیہ وسلم

میں نے اس قرینے سے نعتِ شہ رقم کی ہے
شعر بعد میں لکھا پہلے آنکھ نم کی ہے

یہ خیال رہتا ہے یہ ملال رہتا ہے
مدحتِ نبی میں نے جتنی کی ہے کم کی ہے

میرے ساتھ چلتی ہیں برکتیں دُرودوں کی
میری راہ میں آئے، کیا مجال غم کی ہے

اُن کو سوچتے رہنا بھی تو اک عبادت ہے
اور یہ عبادت بھی ہم نے دم بہ دم کی ہے

میں غزل سے دُور آیا جب سے یہ شعور آیا
نعتِ مصطفیٰ لکھنا آبرو قلم کی ہے

اُن کو چاہنے سے میں چاہا جا رہا ہوں صبیحؔ
بھیک میرے دامن میں اُن کے ہی کرم کی ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

شہرِ نبی کی کر لی زیارت الحمدللہ الحمدللہ
باقی نہیں دل میں اب کوئی حسرت الحمدللہ الحمدللہ

آیا تھا لے کر میں ان کے در پر، اشکوں کا دریا غم کا سمندر
اب جا رہا ہوں لے کر سکینت الحمدللہ الحمدللہ

کہتا رہا اپنے دل کی کہانی بہتے ہوئے آنسوؤں کی زبانی
ملتی رہی دل کو تسکین و راحت الحمدللہ الحمدللہ

نظروں میں روضے کا نور آگیا ہے، ذرّے کے دامن میں طور آگیا ہے
دل سے ہوئی دور ہر ایک ظلمت الحمدللہ الحمدللہ

بھرتے ہیں اس جا گداؤں کے کاسے، دیتی ہے رحمت سب کو دلاسے
ہے دھوم جس کی وہ دیکھی سخاوت الحمدللہ الحمدللہ

یہ در یہ روضہ یہ محراب و منبر، ہر ایک منظر ہے کیا روح پرور
شاداب رکھتا ہے احساسِ قربت الحمدللہ الحمدللہ

ہر سانس نغمہ ہے صلِّ علیٰ کا، حمد و ثنا کا حرفِ دُعا کا
روشن ہے جلوت تابندہ خلوت الحمدللہ الحمدللہ

افکار میں جھلملاتی محبت، اشعار جیسے چراغِ عقیدت
اُن کی عطا ہے میرا رنگِ مدحت الحمدللہ الحمدللہ

05 SARKAR KE QADMON MAIN -- & -- AZAFA KULYAT Sabeeh Rehmani FINAL 26 March 2019 8

صلی اللہ علیہ وسلم

غنچۂ نعت جو ہونٹوں پہ چٹک جاتا ہے
وادیٔ جاں کا ہر اک گوشہ مہک جاتا ہے

یہ تو چلتا ہے پتا شہرِ مدینہ جا کر
کیسے انسان کوئی تا بہ فلک جاتا ہے

جو نہیں رکھتا نظر نقشِ قدم پہ اُن کے
ایسا انسان اندھیروں میں بھٹک جاتا ہے

اب نہیں کوئی بھی منزل مرے دل کی منزل
یہ تو سرکار کی دہلیز تلک جاتا ہے

ان کی توصیف کے آفاق کروں طے کیسے
طائرِ فکر مرا راہ میں تھک جاتا ہے

عندلیبانِ ریاضِ نبوی میں ہے صبیحؔ
بزمِ مدحت نظر آئے تو چہک جاتا ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

لو ختم ہوا طیبہ کا سفر، دل وجد میں ہے جاں وجد میں ہے
ہے گنبدِ خضرا پیشِ نظر دل وجد میں ہے جاں وجد میں ہے

پڑھتی ہے ہوا قرآن یہاں کرتا ہے وضو ایمان یہاں
اللہ غنی یہ کیف و اثر دل وجد میں ہے جاں وجد میں ہے

بیٹھا ہوں نبی کے قدموں میں، صدیاں سمٹی ہیں لمحوں میں
اس حاضری اور حضوری پر دل وجد میں ہے جاں وجد میں ہے

پلکوں پہ دیے جھلمل جھلمل، لفظوں کا ادا کرنا مشکل
جذبوں کی زباں ہے چشمِ تر دل وجد میں ہے جاں وجد میں ہے

اُس در کی سلامی نے مجھ کو، وہ کیف دوامی بخشا ہے
اب جس کے اثر سے شام و سحر دل وجد میں ہے جاں وجد میں ہے

بجھتی ہوئی آنکھوں کو لے کر حاضر ہوں صبیحؔ مواجہ پر
ہر منظر ہے معراجِ نظر دل وجد میں ہے جاں وجد میں ہے

05 SARKAR KE QADMON MAIN -- & -- AZAFA KULYAT Sabeeh Rehmani FINAL 26 March 2019 9

صلی اللہ علیہ وسلم

غم نہیں جاتی ہے جائے ساری دنیا چھوڑ کر
پر نہ جائے یادِ آقا مجھ کو تنہا چھوڑ کر

تھا شبِ اسریٰ بھی ان کو کتنا اُمت کا خیال
میرے آقا آگئے عرشِ معلیٰ چھوڑ کر

جب مطافِ جاں میں گونجا نعرۂ صلِّ علیٰ
کعبۂ دل سے گئے بت اپنا قبضہ چھوڑ کر

ہر قدم پر رہبری کی اسوۂ سرکار نے
کب گیا ہے یہ اُجالا ساتھ میرا چھوڑ کر

اُن کے آنے سے وہ صحرا گلشنِ شاداب ہے
سارے دریا بہہ رہے تھے جس کو تشنہ چھوڑ کر

قریۂ یادِ نبی میں ہوں مکیں اک عمر سے
میں نہ جاؤں گا کہیں اب یہ ٹھکانہ چھوڑ کر

میرے آقا پھر مجھے اذنِ حضوری ہو نصیب
آگیا بابِ کرم پر یہ عریضہ چھوڑ کر

کس قدر مشکل ہے میں نے آج یہ جانا صبیحؔ
نعت کہنا اور وہ بھی اپنا لہجہ چھوڑ کر

صلی اللہ علیہ وسلم

زباں سے نکلا صلِّ علیٰ مواجہ پر
چراغ بن گئے حرف و نوا مواجہ پر

درود پڑھتی ہوئی ساعتوں کے جھرمٹ میں
سلام پڑھتا ہوا میں بھی تھا مواجہ پر

حضور حرفِ شفاعت کی بھیک دے دیجیے
ہر ایک اشک نے دی یہ صدا مواجہ پر

خدا کرے مجھے عمرِ دوام مل جائے
خدا کرے ہو مرا خاتمہ مواجہ پر

صبیحؔ مجھ کو حضوری کی مل گئی معراج
طلب کروں تو کروں اور کیا مواجہ پر

05 SARKAR KE QADMON MAIN -- & -- AZAFA KULYAT Sabeeh Rehmani FINAL 26 March 2019 10

صلی اللہ علیہ وسلم

مکاں ہے نور سے معمور لامکاں روشن
چراغِ ذکرِ نبی ہے کہاں کہاں روشن

یقین، عدل، وفا، علم، صبر، سچائی
کیے نبی نے چراغوں کے کارواں روشن

اسی نے تلخ نوائی کی تیرگی میں کیا
زمینِ دل پہ محبت کا آسماں روشن

تمام رات مری فکرِ نعت میں گزری
تمام رات رہا ہے مرا مکاں روشن

صبیحؔ ارضِ وطن پہ ہو نور کی بارش
صدائے نعت سے ہوں ساری بستیاں روشن

نماز

آواز پانچ وقت لگاتی ہے مومنوں
آؤ نماز ہم کو بلاتی ہے مومنوں

حی علیٰ الصلوٰۃ کی آواز جب سنو
چل دو نماز کے لیے ہر کام چھوڑ دو

کیسے کہوں کہ ملتا ہے کیا کیا نماز میں
حد یہ کہ رب سے ملتا ہے بندہ نماز میں

فرمانِ مصطفیٰ ہے یہ دین کا ستون ہے
ٹھنڈک ہے آنکھ کی یہ دلوں کا سکون ہے

تبلیغ میں نماز کی مشغول میں رہوں
یہ ایک کام میرے خدا عمر بھر کروں

05 SARKAR KE QADMON MAIN -- & -- AZAFA KULYAT Sabeeh Rehmani FINAL 26 March 2019 11

نعتیہ ہائیکو

صرف مدینے میں
اور کہاں پر اُگتے ہیں
سورج سینے میں

☆

ذہن سلگتے تھے
آپ سے پہلے اے ہادی
لوگ بھٹکتے تھے

☆

مٹ جاتے ہیں غم
رحلِ لب پر آتا ہے
جب اسمِ اعظم

☆

روشن ہیں چہرے
رنگ ہیں جن پر آقا کی
نسبت کے گہرے

مہکی ہیں راہیں
پھیلی ہوئی ہیں طیبہ میں
خوشبو کی بانہیں

☆

کھولے سب جوہر
آپ نے نوعِ انساں کو
فکرِ نو دے کر

☆

یادِ پیغمبر
روز چراغاں کرتی ہے
میری پلکوں پر

☆

لکھیے ان کا نام
اُجلے موسم اُتریں گے
دل پر صبح و شام

☆

اُبھری اک آواز
کوہِ صفا پر آئی نظر
رنگوں کی پرواز

سیرت کے انوار
سورج بن کر اُبھرے ہیں
ان کے پیرو کار

☆

معراجِ سرکار
وقت نے رُک کر دیکھی ہے
انساں کی رفتار

☆

کچھ تشکیک نہیں
کس کے دامن میں اُن کے
در کی بھیک نہیں

☆

اُن کی عطا کے ہیں
میرے دامن میں جتنے
حرف ثنا کے ہیں

☆

روشن راتیں کر
اُن کی یاد کے دیپ جلا
اُن کی باتیں کر

05 SARKAR KE QADMON MAIN -- & -- AZAFA KULYAT Sabeeh Rehmani FINAL 26 March 2019 12

اضافہ

لب پر نعتِ پاک کا نغمہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے
میرے نبی سے میرا رشتہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے

05 SARKAR KE QADMON MAIN -- & -- AZAFA KULYAT Sabeeh Rehmani FINAL 26 March 2019 13

حمد باری تعالیٰ

نشاں اسی کے ہیں سب اور بے نشاں وہ ہے
چراغ اور اندھیرے کے درمیاں وہ ہے

نمود لالہ و گل میں وہی ہے چہرہ نما
شجر شجر پہ لکھا حرفِ داستاں وہ ہے

جبین شمس و قمر اس کے نور سے تاباں
سنہری دھوپ ہے وہ حسن کہکشاں وہ ہے

اسی کی ذات کے ممنون خدوخال حیات
کہ اور کون ہے صورت گر جہاں وہ ہے

ہر اک اُفق پہ اسی کا دوام روشن ہے
جو شے فانی ہے بس ایک جاوداں وہ ہے

کیا ہے جرم سے پہلے ہی اہتمام کرم
چراغ رحمت آقا میں ضو فشاں وہ ہے

اسی کی یاد لہو سے کلام کرتی ہے
ہے جس کے ذکر سے آباد شہر جاں وہ ہے

05 SARKAR KE QADMON MAIN -- & -- AZAFA KULYAT Sabeeh Rehmani FINAL 26 March 2019 14

سکوت نیم شبی میں پکارتا ہوں اسے
کہ میں ہوں درد کی دستک در اماں وہ ہے

زبان اشک سے مانگو دعائیں بخشش کی
بڑا رحیم ، نہایت ہی مہرباں وہ ہے

اسی کی مدح میں لو دے رہے ہیں لفظ صبیحؔ
سخن کا نور ہے وہ لذّت بیاں وہ ہے

ہوش و خرد سے کام لیا ہے
اُن کا دامن تھام لیا ہے

لوگو دُرودِ پاک پڑھو تم
میں نے اُن کا نام لیا ہے

طوف حرم اور عشق کی چادر
کیا اچھا احرام لیا ہے

اُن کی راہ پہ چلتے رہنا
کام یہ خوش انجام لیا ہے

چپ رہ کر سب کچھ کہہ ڈالا
اشکوں سے کیا کام لیا ہے

میں نے حضوری کے لمحوں میں
نعتوں کا انعام لیا ہے

ہم نے صبیحؔ محمد کہہ کر
اکثر دل کو تھام لیا ہے

05 SARKAR KE QADMON MAIN -- & -- AZAFA KULYAT Sabeeh Rehmani FINAL 26 March 2019 15

جبین شب پر رقم کیے حرف کہکشاں کے
نصیب بدلے ہیں آپ نے ظلمت جہاں کے

خدا سے بندوں کو آپ کتنا قریب لائے
مٹا دیے فاصلے تھے جو کچھ بھی درمیاں کے

ضعیف لوگوں کے حق میں قدآوری کا پیغام
وہ بے نوا کی نوا مددگار ناتواں کے

نصاب تہذیب و آگہی کے چراغ دے کر
یقیں اُجالوں کو کر دیا ساتھ کارواں کے

وہ روشنی جس سے راہ پاتا ہے ہر زمانہ
نقوش پا ہیں کہ ہیں چراغ آیندگاں کے

درِ نبی پر دُعائیں اشکوں میں ڈھل رہی ہیں
کہ کھل رہے ہیں گناہ گاروں پر در اماں کے

چراغِ اسم نبی ہوا لب پہ کیا فروزاں
صبیحؔ روشن ہوئے ہیں ایوان جسم و جاں کے

مجلّہ لیلۃ النعت کراچی کا شمارہ 1994ء-1995ء میں شائع ہوا۔ اس کے مدیرِ اعلیٰ عقیل احمد عباسی ہیں۔ یہ شمارہ نعتیہ ادب میں گراں قدر خدمات کا حامل ہے۔ اس کے صفحہ 93 پر صبیح رحمانی کی یہ نعت شائع ہوئی۔ (مرتب)

صلی اللہ علیہ وسلم

دل نے روشن کیے ثناء کے چراغ
تیرگی دور کی جلا کے چراغ

جل اُٹھے قصر مصطفیٰ کے چراغ
دربدر ہو گئے ہوا کے چراغ

اب کوئی راہ بر نہیں درکار
مل گئے اُن کے نقش پا کے چراغ

ان کے اصحاب و اہل بیت کی خیر
بجھ نہ پائے کبھی وفا کے چراغ

خانقاہوں میں اب بھی روشن ہیں
اہل حق اہل مصطفیٰ کے چراغ

عمر بھر مرے ساتھ ساتھ رہے
حمدِ رب نعتِ مصطفیٰ کے چراغ

طاق مدحت میں جل رہے ہیں صبیحؔ
گل نہ ہوں گے مری نوا کے چراغ

05 SARKAR KE QADMON MAIN -- & -- AZAFA KULYAT Sabeeh Rehmani FINAL 26 March 2019 16

منقبت
حضرت حسّان بن ثابت

حُسنِ معنویت میں حُسنِ جاوداں حسّان
بعد ذاتِ احدیت پہلے نعت خواں حسّان

باغِ رب اکبر نے ایسا گُل کِھلایا ہے
تا ابد سجائیں گے تازہ گلستاں حسّان

لفط لفظ میں گویا شرح حُسنِ یزداں ہے
منصبِ نبوت کے ایسے رازداں حسّان

جبریل بھی آکر دادِ فکر دیتے ہیں
شعریت کی دنیا میں ہیں وہ نکتہ داں حسّان

یادِ پاک آتے ہی ذہن جگمگا اُٹھا
نعت گو کا سورج ہیں حق کے ترجماں حسّان

خلد کی بہاریں بھی سن کے گنگناتی ہیں
مدح شاہِ شاہاں میں یوں ہیں نغمہ خواں حسّان

خوشہ چینی کر لینا بڑھ کے اے گنہ گارو
جلوہ گاہِ محشر میں جب ہوں گُل فشاں حسّان

جذبۂ صبیحؔ الدین محوِ نعت ہے لیکن
آپ کی حضوری میں کیا کُھلے زباں، حسّان

صبیحؔ رحمانی کی یہ منقبت مجلّہ ''لیلۃ النعت'' کے پہلے شمارے میں دستیاب ہوئی ہے یہ شمارہ ۱۹۸۷ء میں ''گل بہار نعت کونسل پاکستان'' کے زیرِ اہتمام کراچی سے شائع ہوا تھا۔ (مرتب)

05 SARKAR KE QADMON MAIN -- & -- AZAFA KULYAT Sabeeh Rehmani FINAL 26 March 2019 17

منقبت

فخر تاج سلطاں ہے جب نعال کرمانی
مجھ گدا سے کیا ہوگی؟ مدحِ حالِ کرمانی

کام سے عقیدت ہے نام سے نہیں مطلب
خود جمیل رضوی ہیں باجمال کرمانی

ان کی یاد کرنے سے اس کی یاد آتی ہے
ہجر تجھ پہ صدقے ہو اے وصالِ کرمانی

ہر زمیں اُس کی ہے ہر زمانہ اس کا ہے
جس کے دل پہ روشن ہوں ماہ و سال کرمانی

جس طرف نظر اُٹھے، آئینے سنور اُٹھیں
کیا حسیں مرقع ہے؟ با خیال کرمانی

خلق احمدی گویا دادِ خلق دیتا ہے
کن اداؤں میں گم ہیں، خوش خصال کرمانی

اس طرح مٹے ہیں وہ بادِ راہ میں مولا
ہر کمال ہستی ہے اِک کمال کرمانی

عالم تصوّر بھی! وجد و کیف کا عالم
کتنا با کرامت ہے، قیل و قال کرمانی

ہے دُعا صبیحؔ اپنی، آل شہ کے صدقے میں
خُلق میں پھلے پھولے خوب آلِ کرمانی

دُرمقصود کراچی کا شمارہ 40-41، دسمبر 1989ء میں شائع ہوا۔ اس کے مدیر کوثر رضوی ہیں۔ یہ شمارہ ''گل حسن نمبر'' خصوص اشاعت کے طور پر طبع ہوا۔ اس میں ایک منقبتی طرحی مشاعرہ بھی انعقاد پذیر ہوا تھا۔ جس میں صبیح رحمانی کی یہ طرحی منقبت حضرت مخدوم شاہ ابّن بدر چشتی الکرمانی بھی شامل ہے۔ (مرتب)

05 SARKAR KE QADMON MAIN -- & -- AZAFA KULYAT Sabeeh Rehmani FINAL 26 March 2019 18

مینارِ علم وفن

ایثار کے خلوص کے پیکر تھے گل حسن
خوشبوئے سادگی سے معطر تھے گل حسن

مینار علم و فن تھے وہ اپنی صفات میں
قامت میں روشنی کے برابر تھے گل حسن

لہجے میں ان کے قوس وقزح کی گھلاوٹیں
رنگوں کے امتزاج کا مظہر تھے گل حسن

تہذیب و آگہی کے سبق اُس زبان پر
دل کی صداقتوں سے منوّر تھے گل حسن

کس منہ سے یہ کہوں کہ وہ ہم میں نہیں صبیحؔ
کیسے کہوں کہ ہم کو میسّر تھے گل حسن

دُرمقصود کراچی کا شمارہ 40-41، دسمبر 1989ء کا طبع شدہ ہے۔ یہ خصوصی اشاعت بیادگل حسن رضوی سے منسوب تھی۔ اسی مناسبت سے صبیح رحمانی کی یہ منقبت شائع ہوئی ہے۔ (مرتب)